

نماظرہ فرقی از

۲۱۵

ن و س - ف

RARE

۲۰۶۰

اول

موجودت

يَا أَهْلَ الْبَيْتِ لَكُمْ بِآيَاتِ اللَّهِ أَنْبَاءُ

از تازہ افاضات جامع الکمالات واقف حادث آیات سفیریل مناظر بے بدل کثافتات  
دین متین جناب مولوی سلیم نور الدین متوطن بحیرہ ضلع شاہ پور عم فیضہم لے یوم انشؤ

۱۱۵۲  
موجودت

فصل فی احکام  
معدلات الکتب

۱۱۵۲  
موجودت

بحسن اتمام تام نامی اتمام عامی اسلام صاحب ذوق سلیم مولوی محمد عبد اللہ  
وام بالفیض الیمیم تصحیح و قائل مبانی و تنقیح حقائق معانی باہ مبارک ریح الثانی

مُعْتَبَرِي عَدِيَّة كَدِيَّة  
دَرْ مُطَبِعِ مُحَمَّدٍ الْأَوَّلِ هَلِيَّة

سنة ۱۱۵۲



# فہرست بعض مطالب فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب جلد اول

باضافہ بعض فوائد جدیدہ

نمبر شمار	مضامین	صفحہ	نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱	اندونون! ایک کہتا ہے نوجوان الزامی جواب پسند نہیں کرتے	۱۵	۱۵	خیر خواہان ملک درمیاں قوم کے قدموں کی کیا کوہیں	۱۶
۲	غالب کے کیوں الزامی جواب بھی تحقیقی جوابوں کے ساتھ دینے	۱۶	۱۶	خدیجہ رضی اللہ عنہا سے حضور علیہ السلام کی شادی -	۱۷
۳	آیات و علامات نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور لفظ معجزہ پر بحث - اور اس لفظ معجزہ کی نسبت مع لفظ خرق عادت	۴۸-۴۷	۱۷	حضور علیہ السلام کا ایک کارنامہ -	۱۸
۴	حقیر معجزہ نبوت کے رستے کافی دلیل نہیں ہو سکتا اور اس مطلب پر عقلی دلیل -	۴۹-۵۰	۱۸	حجر اسود کی نسبت ایک لطیفہ اور یہ مضمون	۱۹
۵	شیخ علیہ السلام نے یہود کو انکے جانے پہنچنے کی طرف نہیں بلایا	۵۰-۵۱	۱۹	جلد ثانی میں اور زیادہ مفصل جواب درمیر میں میرے خیال میں مجھے مضمون ایک جدید ہے -	۲۰
۶	محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کو انکے جانے ہوئے مسعود برحق کی طرف بلایا	۵۱	۲۰	سوالات ہر قلم اور جواب الہو سفیان -	۲۱
۷	صرف معجزہ اثبات نبوت کی واسطے کافی دلیل نہیں ہو سکتے واسطے دوسری دلیل اور مدلولیم سور کے قول پر تعجب	۵۲	۲۱	آنحضرت کو اپنی ذاتی بڑائی کا بالکل خیال نہ تھا -	۲۲
۸	حضرت مرزا غلام احمد صاحب گلبرگ کے دلی اعلا مس اوجہت کے باعث اپنے معزز اور صاحب صدق کا غلام ہوں	۵۳	۲۲	یورپین کی شہادت حضور علیہ السلام کی نسبت	۲۳
۹	قول نسبت منقول معجزات -	۵۴	۲۳	گو یہ شہادتین بقول مرزا صاحب نگی ہوں -	۲۴
۱۰	برہمنوں کی طرف ایک اشارہ -	۵۵	۲۴	کشت ازواج پر ایک نوٹ گر یا در یہ بیان مسلمانین کی پہلی کتاب باب ۲ - ضرور دیکھو اور عایشہ رضی اللہ عنہا سے جناب کی محبت پر غور کرو -	۲۵
۱۱	آنیان مذہب میں محمدی سوانح عمری کا موجود ہونا	۵۶	۲۵	جو لوگ حضور کی پاک تعلیم سے تیار ہوئے -	۲۶
۱۲	یہی ایک نشان ہے	۵۷	۲۶	ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وہ تقریر جو آنحضرت کے انتقال پر ہوئی	۲۷
۱۳	دیکھیں لوگو پیرائے اور زرقشت اور گردنایک صاحب کی تاریخ - اور جناب رسالت اب کا عقل و فہم ہونا -	۵۸	۲۷	اسلام کی پہلی اصل -	۲۸
۱۴	تقدیر تسلیم اس امر کی کہ رسالت اب فخر بنی آدم (سعاذ اللہ) مرگی زدہ اور مجنون تھے اعجاز محمدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر سوانح عمری کا شروع	۵۹	۲۸	عیسائیوں کے ساتھ اس اسلامی اصل اول کا مقابلہ -	۲۹
۱۵	جہاں سے بادشاہ انگریز بھی مایوس ہیں -	۶۰	۲۹	کفارہ پر - گفتگو -	۳۰
۱۶	کاسیان بنی ریح کا سیارہ محمدی اور عیسوی اور دیگر کاسیان اور دیگر کی دعاؤں میں قبولیت کا نشان	۶۱	۳۰	یہودی مذہب کے ساتھ مقابلہ	۳۱
			۳۱	اس اصل اول کا آریہ مذہب کے ساتھ مقابلہ -	۳۲
			۳۲	روح کی مختصر بحث اور کالکا کے کسی مباحثہ کا تذکرہ	۳۳
			۳۳	آریہ اور ابدی منجات سے ناامید ہی -	۳۴
			۳۴	یاد رہے جو قرآن کریم انسان کو مختار اور مجبور نہیں کہتا	۳۵
			۳۵	کیونکہ مختار اور مجبور کا اللہ ظلم ہے یا عدل استقامت پر عدول حکم کی سزا دیتا ہے -	۳۶



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
۶۶	اسلامی تعلیم باہمی راستی اور سچائی معاملات پر	۳۳	آریہ کو دعوت -	۳۳
۶۷	باہمی محبت - مخالفت قوموں سے سلوک دشمنوں	۳۴	کفر شہادت کے دو سرچزدانہ بنانے اور عہدہ و درجہ کے	۳۴
۶۸	کے مقابلہ اسلام کی نرمی -	۳۵	مطلق اپنا خاص خیال جسکی ہمت نہ ہوتی تھی	۳۵
۶۹	خلائی کی نسبت اسلامی تعلیمی	۳۶	تاریخ مختصر لٹ -	۳۶
۷۰	محبت کو متعلق اسلامی تعلیم اور اسلام کا احسان عام	۳۷	ماتخذ الکتاب اور اسکے تکرار ہر ایک مرتبہ عائد کے	۳۷
۷۱	معلم اور تعلیم اور تعلیم کی طرف ترقی کریم کی توجہ -	۳۸	اعراض پر - اور التیات اور اذالن کی نسبت	۳۸
۷۲	بعد الموت کیا کرنا - اسلامی تعلیم -	۳۹	اسلامی خصائص میں سرایت میت جسکی بغیر میں مہر کے	۳۹
۷۳	اسلام پر حسین (و لا تقولوا وحشاً) خواہ اہل الاغلو	۴۰	مہر میں مہر میں مہر میں مہر میں مہر میں مہر میں	۴۰
۷۴	کاشتکاری وغیرہ غیر کا الزام - اسکا جواب -	۴۱	زکوٰۃ کی بحث - اور مقابلہ مذہب سے -	۴۱
۷۵	اسلامی دعائیں کیسی خلائی اور مدنی اور روحانی	۴۲	یہود میں شراب ہی صدقہ میں ہمارے خدام عائد خدا	۴۲
۷۶	تعلیمات پر مشتمل ہیں -	۴۳	داخل ہو -	۴۳
۷۷	معجزہ اور حرق عادت پر لٹ -	۴۴	میخ اور زکوٰۃ -	۴۴
۷۸	پادریوں کی اس دوسری دلیل کا جواب جو کفار سحرہ بیکی	۴۵	روزہ - میخ اور روزہ -	۴۵
۷۹	آیات نبوت محمد آج تک نون آیت میں جو ہیں اور	۴۶	حج پر مختصر لٹ - مسجد کی نظافت - جماعت -	۴۶
۸۰	میراث کے لکھنے کا رواج ابتدا اسلام میں ہی ہو گیا تھا -	۴۷	موتوری محمد فاسم حرم کی تقریر کا خلاصہ ان اسلام پر	۴۷
۸۱	بخاری اور مسلم کی عظمت و خیالی نہیں -	۴۸	ابک عزیز القدر کے اعتراض اسرار رحمت کا جواب -	۴۸
۸۲	محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا معجزہ -	۴۹	اسلام میں مقصود بالذات روحانی ترقی اور روحانی اصلاح	۴۹
۸۳	وید کے منبع اور پار سے کیا دکھائی گئے اور دوسرے معجزہ	۵۰	حج میں روحانی اور دینی ترقی کے علاوہ عام فوائد -	۵۰
۸۴	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تیسرا معجزہ -	۵۱	اسلامی تعلیم میں جب لوگوں کا پیدا ہو گیا کرنا -	۵۱
۸۵	انکے قرآنی معجزے اور انیسویں پہلا -	۵۲	اسلام اور اسکا احسان لوگوں اور کفر کی پوری ترقی	۵۲
۸۶	دوسرا قرآنی معجزہ -	۵۳	توریت اور انجیل کے برے حکم کا مقابلہ -	۵۳
۸۷	تیسرا قرآنی معجزہ اور یادداشت دیکھو ۲۷ - ۹۰ -	۵۴	توریت کے معجزہ -	۵۴
۸۸	آیات نبوت اور سورہ شہا -	۵۵	یہ رب کے قواعد اور کتب تقدیر میں عجز توں کے حقوق	۵۵
۸۹	بشارت شلیت موسیٰ جو تھا بابا اب میں اس پر نہایت	۵۶	اور انکی رعایت ایسی نہیں جیسے قرآن میں -	۵۶
۹۰	لطیف گفتگو جسکے تیرے معلم میں ہیں بلکہ دم صفحہ	۵۷	خلال اور متعد کی حرمت قرآن و حدیث سے	۵۷
۹۱	میں گھر اس پر بخاری کی ایک حدیث سے استدلال کیا نہایت	۵۸	انہوں نے پہلے چارے محسن باہر دیکھا نے حضور کے درجہ	۵۸
۹۲	میرے دو زبان کے مطابق یہ بشارت ہے یہ بھی حجت ہے	۵۹	حالات اور متعد کا سوال کیا ہو اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے بخشی	۵۹
۹۳	محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صفات محمد صلی اللہ علیہ وسلم	۶۰	نور مقدس جسکے اسکا عنقریب طبع ہو گا	۶۰
۹۴	صحت احادیث صحیحہ کے متعلق -	۶۱	نور کا بحث -	۶۱
۹۵		۶۲		۶۲



نمبر شمار  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰  
۱۰۱  
۱۰۲  
۱۰۳  
۱۰۴

مضمون  
الشیطان فی امتہ کے مسخر افسار۔  
اسیما بشارت میں اسلام کو کھانک تعلق ہے۔  
ظاہر فصاحت اسلام۔  
ایک سکھ درس سے اتفاقی سباحہ۔  
معمودہ بیٹے مشہور اور اسکا ثبوت۔  
تحقیق جبر و کراہ جو اسلام پر ایک بڑا اتہام ہے۔  
جزیبہ بایکس کا الزام اسکا جواب۔  
ابطال جبر پر سرور ولیم پور کا قول محمود اعلیٰ کبیر کا تذکرہ۔  
یرے نزدیک اکبر علیہ السلام کی سخت متہ متب تھا جسے۔  
ہندو کی روکیان گھیر من ڈالین۔  
جہاد۔  
الہی انتقام۔ اور جیم کریم باری تعالیٰ کا ارادہ۔  
جی اسرائیل کا قتل۔  
حضرت یسوع کے غزوات علیہ السلام مضمون ہے۔  
اجاب کو خطاب۔  
محمی غزوات پر ایک تمہید۔  
ما لکوسم حتی لا تکون قنتہ کے معنی۔  
بعض آیات قتل۔  
تفصیل ان غزوات نبوت کی جو عرب سے ہوئی۔  
تفصیل ان غزوات نبوت کی جو یہود سے ہوئی۔  
رسالت اب جب میں نے تشریف لایا تو عرب میں ہوئی۔  
شاعرین کی حالت علم کی کمی میں۔  
ابو علفک ہودی کیوں مارا گیا۔  
کتب بن اشرف یہودی کیوں مارا گیا۔  
غزوات میں ایک نکتہ یاد کے قابل۔  
جیسا کہ تہذیب کے عادی بنایا کہ اعتراض۔  
مارو قلیہ کے معاملہ میں ایک عالم نے اعتراض۔  
زید کا کہنا کہ اسکا حقیقی جواب۔  
آیت فانی (۱۰۱) اور (۱۰۲) کے ساتھ (۱۰۳) کے ساتھ

نمبر شمار  
۱۰۷  
۱۰۸  
۱۰۹  
۱۱۰  
۱۱۱  
۱۱۲  
۱۱۳  
۱۱۴  
۱۱۵  
۱۱۶  
۱۱۷  
۱۱۸  
۱۱۹  
۱۲۰  
۱۲۱  
۱۲۲  
۱۲۳  
۱۲۴  
۱۲۵  
۱۲۶  
۱۲۷  
۱۲۸  
۱۲۹  
۱۳۰  
۱۳۱

مضمون  
آیت اہل بیت میں سے حضرت علیؓ کا جواب۔  
فرعون بنی اسرائیل کے لڑکوں کو مارا اور اس پر اعتراض۔  
اور اسکا جواب۔  
آیت ہوا اول ہوا آخر کے معنی۔  
آیت زمانی الارض نقصان میں اٹھنا۔  
آیت ران الساعۃ آیتہ اکادم خیمہا کے معنی۔  
ان السموات والارض کا تار تھا نقصان ہوا کے معنی۔  
ادوات السموات والارض کا فصل مال۔  
آدم کے بیٹے اسکے بیٹے سے نکالے گئے۔  
یہود کب بند رہے اور کیا جواب۔  
روح کا کائنات میں یا کون پانی میں قیوم۔  
خدا محمد پر عذاب کیا جب تک حضرت امین میں لکھلکے۔  
نئے طرز کا جواب۔  
موسیٰ فرعون اور ماہان کے پاس بھیجا گیا۔  
موسیٰ اور ہارون کو حکم ہوا کہ گھروں کے سر پہ قباہ کو کر۔  
یہ قول مجرم ملات نقول مل من مزید کے معنی۔  
آیت سخرنا البحر جو سیلاب کے نقشے پر اسکے معنی۔  
مریم کو اخت لارون کہا۔  
لیغفرک اللہ تا قدم من ینک کے معنی۔  
انا فتناک فتحا مینا کے معنی۔  
جو قرآن سے منہ چھپے اسکی معیشت تنگ ہوگی۔  
ذوالقرنین علیہ السلام اور سکندر رومی ہمت پرست کا قصہ۔  
سامری اور اشرار نے بچھا دیا اور بچھا۔  
اسلام پر اعتراض کہ ان میں مبعوث جائز ہے۔  
وایجان خلقنا من قبل کے معنی۔  
ظالوت اور جالوت کا قصہ۔  
ہشتی الغابات میں کتب مندر سے مقابلہ۔  
اعمال ہشتی کے معنی۔



# غلطنامہ حصہ اول

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳	۹	اوسکا مصداق	اس آیت کا مصداق	۱۱۸	۱۵	ایک	ایک
۲۹	۱۶	۱۳ باب ۲۳	۱۳ باب ۲۳	۱۲۶	۶	صیب	صیب
۳۲	۵	۲۳	۲۲	۱۳۰	۶	قریضہ	قریضہ
۳۶	۳	اشد مجسم	اللہ	۱۳۲	۶	لنا	لنا
۴۰	۱۵	یوشع	ہوسیع	۱۴۵	۷	لکھ	لکھ
۶۲	۳	ندامیر	ندامیر	۱۷۸	۱۳	۷	۷
۸۰	۲	نشانی ویسی	نشان دکھانیکا	۱۸۸	۷	۱۴	۱۴
۸۲	۱۰	دیکھنے والوں کی تحریر	دیکھنے والوں کی تحریر نہیں ہے	۲۰۰	۱۳	۳	۳
۹۲	۱۲	ایسا ہی	ایسا ہی کفار سے	۲۰۹	۱۴	کیونکہ	کیونکہ
۹۳	۱۵	جوگی	نہوگی	۲۱۴	۳	خنک	خنک
۹۶	۸	صلی	صلی کے	۲۲۹	۱۱	یہ	یہ
۱۰۱	۵	اکفار	انکار	۷	۷	اودہی	اودہی



حصہ اول

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا الْوَسِيلَةَ إِلَيْهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

از نمازہ افاضات جامع الکملات واقف حادث آیات سفیر فیل مناظر بیہ بریل کشا حقائق  
دین متین جناب مولوی سلیم نور الدین ستوطن بحیرہ ضلع شاہ پور عم فیض ہم اسے یوم الغشوة

فصل فی حکایت  
لغزۃ مثل الکتاب

بحسن اہتمام تام نامی انام عالم اسلام صاحب ذوق سلیم مولوی محمد تبصیر  
دام بالفیض المیم تبصیر و قاتق مہانی و تنقیح حقائق معانی بہا مبارک بیع اشانی

مکتبہ دارالمنہج دارالافتاء دارالکتاب دارالطباعة

سنة ۱۲۸۰





بسم الله الرحمن الرحيم

اَحْمَدُ لِلّٰهِ الَّذِي كُوْنُ يَخْذُوْكَ اَوْ كُوْنُ لَكَ شَرِيْكٌ فِى الْمُلْكِ وَلَوْ لَيْتَ لَكَ وَلِيٌّ مِّنْ اِلٰهِ وَ  
 كَثْرَةٌ تَبْكِيْرًا وَ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْخَاطِبُ بَيَّا- اَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا  
 اَرْسَلْنَاكَ شَهِيدًا اَوْ مُبَشِّرًا وَاَوْذَاعِيًّا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا  
 اَمَّا بَعْدُ فَاَكْسِرِ الْعَاثِدُ بِاللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ- اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ كَاسِمِهِ اَبُوْ اَسَامَةَ تُوْرَالِهٖ  
 آمين- عرض پرداز ہے- فقیر بقرب رخصت جموں سے اپنے وطن بھیرہ ضلع شاہ پور  
 مین پونچا میرے چند احباب نے کئی اعتراض ایک پادری صاحب کی طرف سے پیش کیے  
 اور مجھے کہا ہم لوگ ان اعتراضات کو دیکھ کر حیران مین اور مضطرب و پریشان- مین نے  
 اونسے کہا اگر پادری صاحب کہیں قریب مین تو زبانی مباحثے سے جلد تصفیہ ہو سکتا ہے-  
 مگر اون سب کا نشانہ یہی پایا کہ تحریر کا جواب تحریر ہی چاہیے- مجھے جلد تر جموں دارالریاستہ

اسلئے سراسر ایسے اللہ کو جسے زمین زلحی اولاد اور نہ کوئی اور کا سامجی سلطنت میں اور نہ کوئی اور کا مدگار ذات کے وقت پر  
 اور کسی جزائی کر دیا جائے اور نہ حق کامل اور مسلم نازل ہو اور نہ رسول پر جو خطاب کیے گئے کہ۔ اے نبی! جسے تجھ کو بھیجا جانے والا  
 اور خوشی سناتے والا۔ اور اڑانے والا۔ اور بلانے والا اور کسی طرف اس کے حکم سے اور چراغ روشن



بابک کشمیر میں واپس آنا پڑا۔ اور وہاں سے حسبِ حکم پونچھ ریاست کو چلا گیا۔ وقتاً فوقتاً جواب  
 لکھتا رہا۔ مگر کوہستانی سفر میں کتب کی دقت رہی۔ اور اصرارِ باب نے مسودات کے چھپوانے  
 کی تاکید کی۔ فرصت کہاں تھی جو ترتیب دیتا۔ یا مگر نظر کرتا۔ مطبع بھی نزدیک نہیں  
 تھا جو کاپی دیکھتا۔ الفرض جیسی ترتیب جلدی میں بن پڑی انکو چھپوا کر ہدیہ ناظرین  
 کرتا ہوں۔ اور میں اپنی کم مائیگی کا معترف ہوں۔ چونکہ یہ میری پہلی تصنیف مناظر  
 میں ہے۔ اگر اس میں کچھ تساہل ہو تو مہربان ناظرین مجھے یہ احسان کریں کہ اطلاع دین  
 انتشارِ اشتغالے غلطی پر مہر نہ لگا۔ رجوع کرنا میرے نزدیک بہت سہل ہے۔  
 میں نے جو کچھ لکھا ہے نیک نیتی سے اپنے خیالات کے مطابق لکھا ہے۔ میں نے  
 الزامی جوابات بھی اس کتاب میں ضرور دیے ہیں جنہر میرے نوجوان محسن مولوی عبدلکیم  
 کسیدہ خوش نہیں تھے الا مجھے دو امر باعثِ تحریر الزامی جوابات کے ہوئے۔

**اول۔** مسیح نے فرمایا الزام مت اگاو تمپر الزام لگا یا جاویگا۔ عیب مت لگاؤ  
 جس طرح تم عیب لگاتے ہو اسی طرح تمپر عیب لگا یا جاویگا۔ متی ۷۔ باب ۲۔ پس ہمارا  
 الزامی جواب پادریوں کے الزام کے بعد مسیح کی تصدیق ہے اگر ہم الزام پر لے الزام لگاتے تو آپ کی تصدیق نہ ہوتی  
**دوم۔** الزامی جواب میں یہ فائدہ ہوتا ہے کہ جب مخالف کو الزامی جواب ملتا ہے اور وقت چلتا  
 معترض کا دل اسلئے کہ اوپر الزام قائم ہو جواب کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور اس کا دل جواب لینے کو  
 مستعد اور طیار بن جاتا ہے۔ پھر جب حقیقی جواب ملا غالباً اس کا قلب بشرطیکہ راستی پسند ہو اس سے باب کو  
 قبول کر لیتا ہے۔ علاوہ برین سچ کی عادت تھی الزامی جواب ضرور دیتے تھے۔ شاید پادری  
 اوکے طرزِ تعلیم کو پسند کریں اسلئے ہم نے بھی الزامی جوابوں سے ذریعہ نہ کیا۔ واللہ  
 یقول الحق و هو یعدی السبیل۔



# حصہ اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آیات و علامات نبوت محمد بن عبد اللہ بن اسماعیل بن ابراہیم صلو اللہ علیہ وسلم

آیت اور علامت نبوت سے وہ آیت اور علامت نبوت مراد ہے جو نبوت کو لازمی اور نبوت سے غیر منفک ہو۔ خاکسار نے عنوان میں بجائے لفظ آیت اور علامت کے جو مفرد ہے آیات اور علامات جمع کے لفظ استعمال کیے ہیں۔ میری غرض اس میں یہ ہے کہ جو نشان نبوت مختلف انبیاء علیہم السلام میں پائے جاتے ہیں وہ تمام نشانات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک جا موجود ہیں۔ ایک ہی علامت نبوت جسے لوگ معجزہ کہتے ہیں آپ کے لیے نہیں تھی۔ بلکہ حجرات مع دیگر علامات آپ میں موجود تھیں۔ بعض لوگوں نے آیت کے معنی معجزے کے لیے ہیں۔ مگر یاد رہے یہ معنی اصلی معنی آیت یا نشان یا علامت کی ایک شاخ ہیں۔ کیونکہ اکیلا معجزہ یقینی دلیل نبوت کی نہیں ہو سکتا۔

اول۔ اس لیے کہ تورات استثناس ۱۳ باب ۱۔ ۵ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی نبی یا خواہ



دیکھنے والا انکو کوئی نشان یا مجوزہ دکھلائے۔ اور وہ بات جو اونے دکھائی واقع کے مطابق ہو۔ پھر وہ بنی معجزات دکھلانے والا اگر ایسے معبودوں کی طرف بلائے جنہیں تم نے نہیں جانا۔ اور کہے آؤ انکی بندگی کریں۔ تو ایسے بنی کے کہنے پر کان بہت دھریو۔ کیونکہ وہ آزمائش ہو۔ اور ایسا بنی قتل کیا جاویگا۔

پادری صاحبان! غور کرو۔ کتاب استثناسے معلوم ہوتا ہے کہ۔ نمبر ۱ کا ذب اور جھوٹے بنی بھی معجزات دکھا سکتے ہیں۔ نمبر ۲ یہ بھی معلوم ہوا کہ جو بنی ایسے غیر معبودوں کی طرف بلائے جنہیں بنی اسرائیل نہیں جانتے وہ جھوٹا ہے۔ نمبر ۳ یہ بھی معلوم ہوا کہ جھوٹا بنی معجزات دکھلانے والا مارا جائیگا۔

لطیفہ۔ بتاؤ نویسی۔ یہود کبھی ابن مریم اور اس روح کو جو تثلیث کی متمم اور اقنوم ثالث ہے۔ خدا جانتے تھے۔ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ پس جب بقول آپ لوگوں کے مسیح نے خدا بیٹا اور خدا روح القدس کی عبادت کے لیے بلایا۔ اور بنی اسرائیل کو ایسے معبودوں کی طرف کھینچنا چاہا جنہیں وہ نہیں جانتے تھے۔ تو بے ریب اگرچہ اونھوں نے معجزات دکھلائے۔ تب بھی بقول عیسائیوں کے بطور استثناس باب ۱۔ ۵۔ سچے نہ تھے۔ بلکہ اگر مسیح نے ایسے خدا باپ کی طرف بلایا بھی جو محدود و درجہ منہج ہو۔ اور یہود کے ہاتھ سے پٹیا گیا۔ تو بھی وہ بنی اسرائیل کا جانا ہوا خدا نہیں تھا۔ جسکی طرف مسیح نے بلایا۔ پھر طرہ یہ کہ مسیح بقول عیسائیوں کے مار ڈالے گئے۔ اور یہ بھی جھوٹے بنی کی پہچان تھی۔ دیکھو استثناس باب ۱۔ ۵۔

پر قربان جائیے اوس بنی پر۔ اوس خاتم الانبیاء پر۔ اوس رسول پر جس نے بنی اسرائیل کو اوس خدا کی طرف بلایا جسے وہ جانتے تھے۔ اور اوس معبود کی عبادت



ان کی طرف اونکو جگایا پایا۔ جسکی عبادت کی طرف اونکے آبا و اجداد نے جھکا پایا تھا۔ شک  
ہو تو پڑھو آیت۔

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِي  
قَالُوْا نَعْبُدُ لَكَ وَآلَكَ اَبَانَا اِنَّكَ اَبْرَهِيْمُوْا وَسَمْعِيْلُ وَاسْحَقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَنَحْنُ لَكَ  
مُسْلِمُوْنَ۔ سورۃ بقرہ۔ سیپارہ اول رکوع ۱۶۔

بلکہ حضرت شیخ کے ذمے سے بھی غیبی بیودوں کی پرستش کا الزام اٹھایا اور فرمایا۔  
وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيّ رَسْرَ اَيْلِ اعْبُدُوْا اِلٰهَكُمْ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ اِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ  
حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَا وُجِدَ النَّارُ۔ سورۃ مائدہ۔ سیپارہ ۶۔ رکوع ۱۰۔  
اور مسیح کے عدم قتل کی نسبت دعویٰ کیا جسکا ثبوت ہماری اسی کتاب میں مختلف جگہ  
ملیکا اور جسکی صداقت پر شیخ کی صداقت موقوف ہے۔

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَكُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَرَبِّ اَلَّذِيْنَ اٰخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ  
مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِمِنْ عَلٰوٍ اِلَّا اِتِّبَاعَ الْفِتْنَةِ وَاقْتُلُوْهُ يُقِيْلًا۔ سورۃ نساء۔ سیپارہ ۲۶۔  
گمراہی اور بت عیسائیوں کے نزدیک مسیح نے بنی اسرائیل کو اونکے جانے ہوئے خدا  
کی طرف نہیں بلایا۔ اور پھر مسیح بقول عیسائیوں کے مارے گئے جس سے صاف  
جانا جاتا ہے کہ وہ جھوٹے تھے پس عیسائی صاحبان میری عرض یہ ہے۔

۱۔ کیا تم جاننے جہنت پونجی یعقوب کو موت جب کہ اپنے بیٹوں کو تم کیا پوچھے میرے جیسے دوسے عیسائی  
اور تیسے اب راہوں کے رب کو۔ ابراہیم اور اسمعیل اور اسحق وہی ایک رب اور ہم اسی کے حکم پر ہیں۔  
۲۔ وہ مسیح نہ کہا کہ اسے بنی اسرائیل مدد کی درخواست کی جو رب و میرا اور تمہارا مقرر جسے تم ایک ہی خدا  
اندھنے اور سہریت اور اسکا تھا اور نوح ۲۴۔  
۳۔ اور نہ اسکا نام ایسا اور نہ مصلوب کیا۔ لیکن اونکو متنبہ ہوا اور جو لوگ سین کئی بائبل لکھتے ہیں وہ اس جگہ ثبت ہیں  
پہلے ہیں۔ کچھ دیکھو اسکی خبر نہیں مگر اکل پر علیا اور اسکو راہین بیشک ۱۲۔



تَعَالَى كَلِمَةً سَوَاءً بَيْنَنَا وَيُنَا كُونُوا لَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا  
وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللَّهِ - سورة آل عمران - سیارہ ۳ - رکوع ۱۵ -  
عیسائی صاحبان تمہارے طور پر تو حضرت مسیح کی صداقت ممکن ہی نہ تھی اور تورات  
الکتاب بتھنا سے بقول تمہارے مسیح کی صاف تکذیب ہوتی تھی۔ پردیکھو اسلام کا احسان  
جسے مسیح سے انزام کو دور کیا اور مسیح کی تصدیق کر دی۔ اور حضرت محمد کی نبوت اور  
صداقت اور اورنگا مچ۔ یہ ہر کہ ایک طرف توحید کی تعلیم کی اور شرک سے جو ایسے معبودوں کی  
طرف بلاتا ہے جنکو بنی اسرائیل نہیں جانتے منع فرمایا۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونِ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ  
بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا - سورة نساء - سیارہ ۵ - رکوع ۱۲ -

وَأَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا - سورة نساء - سیارہ ۵ - رکوع ۳ -

اور دوسری طرف اپنے بچاؤ پر عام مجالس میں قرآن کی یہ آیت سنائی۔ اور صاف  
بتایا میں مارا نہ جاؤں گا۔

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ۚ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَغْتَ رِسَالَتَهُ  
وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ - سورة مائدہ - سیارہ ۶ - رکوع ۱۳ -

ایک میرے دوست پادری صاحب نے مجھ کو فرمایا کہ محمد صاحب بھی زہر سے مارے گئے

سے کتاب والو! ایک سیدھی بات پر مارے تمہارے در بیان کی کہ ہندگی نہ کریں گراں کو اور شرک۔ ٹھہروین ادنیٰ  
کوئی خیر اور نہ پھر میں آپس میں ایک ایک کو رب سوائے اللہ کے ۱۱

۱۲ سند نہیں جتنا کہ اسکا شریک نہ ہو جسے نیچے بخشا ہو جسکو طبع اور جسے اللہ کا شریک نہ ہو زیادہ دور پڑا ہو مگر ۱۱  
۱۲ اور عبارت کرو اسکی اور بھی نہ کرو ساتھ اس کے کچھ ۱۲

۱۳ رسول بھی جسکو تیرے ساتھ اور گریب تو تو نے کچھ نہ پڑھا یا اسکا پیغام اور اللہ کے حکم بجا رکھو گوں سے ۱۲



وئی گرمی بند است میں مرض ہے۔ حضور زہر کب دیے گئے اور انکی وفات کب ہوئی  
پھر یہ کہ بلور سے بابا دوسرا دستہ اتول کہتے ہیں یا مسموم۔ علاوہ برین جراثیم تو ہمارے  
نزدیک بہت ہیں۔ پر انکے ہر دستہ کیون قتل کا خیال پیدا ہوا۔

دوم مرقس ۱۶ باب ۷ امین لکھا ہے۔ جو ایمان لائینگ وہ میرے نام سے دیوتا لیں گے۔  
ورثی زبانیں بولیں گے۔ ساپیون کو اوٹھا لینگ۔ مملک چیزیں پین گے۔ اور انکو نقصان  
نہوگا۔ بیارون کو ہاتھ رکھ کر چکا کرینگے۔ مرقس ۱۶ باب ۷۔

اس آیت سے صاف واضح ہوتا ہے کہ ہر ایک عیسائی مومن معجزات دیکھتا ہے اور پس معجز  
نبوت کے لیے لازمی دلیل ہوا۔ جب بنی مسیح نے یہ کرشمے عامہ مومنین کے لیے نشانات  
تھے تو صرف معجزات نامہ نبوت نہ تھے۔ سچ حقیقت میں معجزات عمدہ تعلیمات ہیں۔

## غور کرو

یہ ان صاحبان قلم سے بھی کوئی صاحب ایمان ہے۔ گزرے مرقس ۱۶ باب ۷ پر  
میں نے پرچہ لکھا۔ اگر کوئی کلمات اور معجزات کی شیخ کے وقت ضد درت تھی۔ اب  
میں نے مدت میں ستویں مرتبہ اس سے کہو نہیں صاحب کے وقت انکی ضرورت کیوں مانتے ہو  
تو ان کے منہ سے یہ کہہ پڑتی ہے۔ یانی کو جو مرقس ۱۶ باب ۷ سے ثابت ہوتی ہے۔ عدم ضرورت  
سے پتہ چلتا ہے۔ اور یہ صاحب نے واسطے معجزات کی ضرورت تجویز کرو۔

میں نے معجزات سے جو یہ کہہ اس قول پر ہنسی آتی ہے۔ اگر مجھ صاحب معجزات دکھلائے  
تو میں ضرور وہ پتہ پانا کہے۔ میو صاحب کو یاد نہیں رہا کہ فرعون نے کیسے کیسے معجزات  
دیکھے۔ اور یہ کہ ان کے دشمنوں نے کیسے معجزات دیکھے  
تو ان کے منہ سے یہ کہہ پڑتی ہے۔ یا کیا فرعون اور مسیح کے



مخالفتوں نے کوئی معجزہ نہیں دیکھا میو صاحب کا فرمانا اس زمانے میں نئے تعلیم یافتہ نوجوانوں کے آگے زاد کے قابل ہے۔

تقریر بالاکے لحاظ سے حسب تواریخ اور انجیل ثابت ہو گیا کہ صرف معجزات مثبت نبوت نہیں ہو سکتے۔ حضرت مرزا غلام احمد نے براہین میں لکھا ہے۔

جس معجزے کو عقل شناخت کر کے اس کے بجانب اللہ ہونے پر گواہی دے وہ ان معجزات سے ہزار ہا درجے افضل ہے جو بطور قصہ و منقولات میں بیان کیے جاتے ہیں۔ اور اسکے دو باعث ہیں۔

اول منقولی معجزات صد ہا سال کے بعد ہمارے لیے مشہود اور محسوس کا حکم نہیں رکھتے۔ اور اخبار منقولہ ہونے کے باعث ان معجزات کو وہ درجہ حاصل نہیں ہو سکتا جو مریات کو اور مشاہدات کو حاصل ہوتا ہے۔

دوم جن لوگوں نے ایسے معجزات مشاہدہ کیے جو صرف عقلی سے بالاتر ہیں ان کے لیے بھی وہ معجزات عقلی نام کا موجب نہیں ٹھہر سکتے بہت سے عجائبات شعبہ باز بھی دکھاتے ہیں۔ مخالفت کو کیونکر ثابت کر دکھا دیں۔ کہ موسوی عجائبات اور عیسوی کرسیمجات سب بازو سے منترہ بلکہ

یوحنا۔ ۵۔ باب ۲۔ ۵ میں ایک صحت بخش حوض کا ذکر لکھا ہے۔ مسیح بھی وہاں اکثر جاتے تھے۔ پس کیا تعجب ہے مسیح نے ایسی قوم میں جو حوض کے پانی کو تمام امراض کا شافی سمجھتی تھی اسی حوض کے پانی سے کوئی کمال اڑایا ہو۔

ایسے تماشوں کے دکھانے میں عرصہ بھی قلیل ہوتا ہے جس میں غور اور فکر کا موقع ملتا ہے۔ میں کہتا ہوں مسیحی معجزات پر میں نے رسالہ ابطال الوہیت مسیح میں تحقیقی و انجیلی اقد



مفصل کلام کیا ہے۔ اوسکے دیکھنے سے واضح ہو سکتا ہے کہ منقولی معجزات کافی شہادت نہیں ہو سکتے۔ جب صرف معجزات اور اکیلا کرشمے صحیح نشان نبوت کا نہ ٹھہرے۔ اور یہ بات عقل و نقل سے ثابت ہو گئی۔ تو مجھے ضرور ٹھہرا کہ قبل از بیان معجزات آپ کی پاک تعلیم کو نہایت جانچ کی نگاہ سے بقدر ضرورت دکھا دوں۔

مگر ہر نصرتِ الہیہ کہ اگر کسی شخص کی تعلیم کی عمر کی ثابت کرنا ہو تو پہلے اوس معلم کے افعال و کردار کو دیکھا جائے۔ واعظ کے عادات اور اطوار۔ اوسکے حالات و کردار اگر ناپسند ہونگے تو اوسکے پسندیدہ اقوال کا سارا دفتہ گاؤں خورد ہو جائیگا۔ اوسکے نصائح کی عمارت اوسکے سامنے ہی خاک میں مل جائیگی۔ پھر ایسا واعظ خدا کی طرف سے کیونکر مقرر ہو سکتا ہے۔ نمونے کو دکھانے سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں جسکے باعث دوسرے کے قلب پر پورا اثر پڑ سکے۔ بانی اسلام کی اعلیٰ صداقتوں میں قرآن اور آپ کی پاک تعلیم ہے۔ اور اس صداقت کے لیے پہلا صداقت اس عمارت کا پہلا پتھر آپ کی گرامی ذات ہے۔ اگر آپ جہلت میں اس پاک تعلیم کے قابل نہ بنائے جاتے تو اسکی خوبی میں تامل ہوتا۔ آپ کی تعلیم کیسی پاک و حکیمانہ ہے اور کیونکر ہمیں یقین ہو کہ یہ تعلیم خدا کا قول ہے۔ ایسے کہ ہمارے فطری قومی اور تمام ملکی صفات ایک زبان ہو کر اسکی صداقت کے گواہ ہیں۔ مجھے یہ مزہ نہیں بھول سکتا۔ میں ایک دفعہ قرن پڑھ رہا تھا کسی تذکرے میں بات پر بات چلی۔ تمام بھلائیوں اور برائیوں پر جب ہمارے فطری قومی واہی دیتے ہیں تو انبیا اور رسل کی ضرورت کیا تھی۔ اوسوقت یہ بات سامنے آئی کہ یہی بیکاری تھی۔ تم نہیں سمجھتے تمہارے نبی کے حق میں الہی کلام و میرا شک کیا کہتا ہے۔

جَدَّكَ كَرِيمًا اَنْتَ مَدَّ كُرْسُوهُ غَاثِيْرًا سَيِّئًا۔۔۔ کو ۲۶۔۔۔ ستودہ بھائیو! کام ہی تو کیا ہے؟



رسول خدا - محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - اگر اونا کا اتباع کرو گے تمہارے بھوسے  
بسرے اور کھوسے ہوئے متاع مملو ملین کے۔ اگر اس نبی کو یعلّمہم الکتاب کا خطاب  
ملا تو پھر جس کتاب کا معلم ہو وہ کتاب بھی ذکر ہی ہو دیکھو صفت قرآن -

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاَنَّا لَكَا فَظُّوْنَ - سورۃ حجر - سی پارہ ۱۴ - رکوع ۱ -  
بہم ہی نے اترنا قرآن کو اور تم ہی دیکھنے کا بیان میں  
براہمنوں کے سامنے اثبات نبوت کے واسطے یہ لطیف اشارہ ہے۔

محمد صاحب کا یہ کیا کچھ کم معجزہ ہے کہ آپکی تاریخ خصوصاً ایام رسالت کے حالات کماں بسط  
و تفصیل کے ساتھ دنیا میں موجود ہیں۔ اگر کوئی نیک نیتی سے چھان بین کرے اس کے  
لیے اصلی واقعات پر پہنچ جانے کے لیے بہت سامان موجود ہیں۔ قرآن اور قومی ویا  
اور آپ کے مساعی جمیلہ کی یادگار۔ اور آثار۔ جہاں کسی نبی کو یہ بات نصیب ہے۔ حضرت مسیح کی  
نہایت مختصر سہ سالہ تاریخ جسکو انجیل رعبہ یا عہد جدید کہتے ہیں موجود ہے۔ اوہیں پیدائش  
مسیح پر غور کرو۔ کہیں ابن داؤد ہے۔ (کہیں ابن نسان) کہیں ابن یوسف ہے۔ کہیں ابن اللہ  
اگر عام قانون قدرت سے یہ پیدائش نرالی ہو۔ تو کیسی تاریک حالت میں ہو گیا اچھا تو  
اگر کسی مرد سے پیدا ہو جاتے مسیح کی موت کی بات سنیں۔ حاکم وقت قتل کا خوبان نہیں  
خون سے ہاتھ دھوتا ہے مٹی ۲۷ - باب ۲۴ - چھوڑنا چاہتا ہے۔ حاکم کی جو روح مسیح کی  
سپارش ہے مٹی ۲۷ - باب ۱۸ - ۱۹ - ایک دولت مند مسیح کا حامی اور شاگرد حاکم کا مقرب  
مسیح کی لاش مانگنے والا۔ اور اپنے ہی طور پر قبر میں رکھنے والا۔ قبر پر مٹی کی مہر بے ایمان  
یہود کو سبت کا دھند اڑا ہے۔ صوبے دار مسیح کا معتقد۔ بھلا یقین نہیں ہو سکتا کہ وہ  
بے گناہ کو اللہ تعالیٰ نے ان بدکاروں کی شرارت سے محفوظ نظر رکھا۔

نوبہ کے ملہم۔ (اگر وہیوں کو الہامی کہیں) کون تھے۔ کیسے تھے۔ کہاں تھے۔ ان کا



چال چلن کیا تھا۔ کب ہوئے۔ کوئی کتاب وید برہما کے چار منہ سے نکلا۔ تعلیم یافتہ گروہ کتاب (گوانکا کناسرٹ ایک شخص کی تقلید پر) وید جنہ نازل ہوا ابتدائی زمانے کے چند آدمی تھے۔ پھر ان کے حالات سے پوچھو تو چپ۔ متشخص ہونے میں بھی کلام ہے۔ یہی حال زرتشت۔ اور گرو صاحب کا ہے۔ ایک سفر نامہ آپکا خوش اعتقادوں کے پاس ہے جس میں قاضی نظام الدین یارکن الدین کے سامنے مکے کا گرو صاحب کے پانوں کی طرف پھر جانا لگا ہے۔ حالانکہ اس نام کے قاضی کبھی مکے میں نہیں ہوئے۔

منصف آدمی کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات اور عادات پر غور کرنے سے اچھی طرح معلوم ہو سکتا ہے کہ آپ کا دلی ارادہ کیا تھا۔ مقصود بالذات کیا امر تھا۔ آپ کے افعال اور اقوال سے بقدر مشترک تنا تو ثابت ہے کہ آپ دیوانے اور کم عقل نہ تھے۔ سہل اتنا بڑا کام (عرب جیسے ملک سے بت پرستی کا استیصال) کیا ایک کم عقل کا کام ہے۔ خدا کے لیے ذرا یرمیا ۲ باب ۱۰ کو پڑھ لو کیا کتاب ہے۔ قیدار میں جا کر خوب سوچو اور دیکھو۔ ایسی بات کہیں ہوئی جیسی یہ بات ہے۔ کیا کسی قوم نے اپنے انہوں کو جو حقیقت میں خدا نہیں بدل ڈالا۔ معلوم ہوتا ہے یرمیا کے زمانے تک یہودی تعلیم کا اثر عرب پر نہیں پڑا۔ اور کچھ نہیں پڑا۔ پادریوں کی ضرورت تھی یا نہ تھی۔

جانتے ہو قیدار کون ہیں۔ قیدار اسماعیل بن ابراہیم کا بیٹا ہے۔ یہاں اویسی کی قوم کی نسبت فرماتا ہے بتاؤ عرب کی ایسی بت پرست قوم کو کہنے خدا پرست بنایا۔ کیا کسی مرگی نے مجنون نے۔ سبحان اللہ کس طرح فطرت کا خالق فطرت کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اور کتاب ہے۔

قُلْ نِعْمَ آتٰیٰکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَآخِذُوا بِحَبْلِ اللَّهِ لَعَلَّکُمْ تَعْلَمُونَ وَفَرَّادٰی تَوَلَّوْا وَآمَنَّا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِیْعًا وَبِهِ تَتَّقُونَ اِنَّ رَبَّکُمْ لَکَرِیْمٌ عَلِیْمٌ

میں جنہ سوئے سب سبیل ۲۱ کو ۲۶۔ ایک ایک پر میں اس سے صاحب رفیق کو کچھ سورا نہیں ہے ۱۲۔



جنگل اور بیابان سے نکل کر بدون سامان و اسباب اپنے دیکھتے دیکھتے ایک شخص صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کو اپنا ہم خیال بنا گیا۔ ہزاروں ہزار مخلوق کو اپنے اوپر جان و مال سے فدا کر گیا۔ نہ کسی نے تیس روپیہ پر پکڑوایا۔ نہ کسی نے اسے ملعون کہہ کر انکار کیا۔ سوچتی ۲۶ باب ۱۶-۷۴۔

پادری صاحبان۔ اگر محمد صاحب صلی اللہ علیہ وسلم مری کے مبتلا اور دیوانے تھے اور پھر اتنی دنیا پر ایسا قابو پا گئے تو سچ سمجھو بڑا معجزہ کر دکھایا۔ معجزے کے کیا معنی۔ دوسرے کو عاجز کر دینے والا۔ اتنی دنیا کے رسوم و عادات کو بدل دینا۔ اور عرب کی متفرق جماعت کو ایک اسلام کے رشتے میں منسلک کر دینا اور سب کو اس کا مصدق بنا دینا ایک بہت بڑا معجزہ ہے۔

وَإِذْ كَرَّمْنَا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلْفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَاصْبِرْ لَهُمْ نِعْمَتَهُ إِخْوَانًا۔ سورۃ آل عمران سی پارہ ۴۔ رکوع ۱۔

وَإِلَّا لَفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَا أَلْفَتْ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ أَلْفَ بَيْنَهُمْ۔ سورۃ انفال۔ سی پارہ ۱۰۔ رکوع ۲۔

معجزے کے معنی کسی نے فرق عادت کے لیے بین۔ ناظرین عیسائیوں کہیں عادت میں یہ نظیر دیکھتے ہو جو محمد صاحب نے قائم کر دکھائی۔ ذرا با دیون کی تاریخ قدیم و جدید ٹول لو۔ اگر نہ پاؤ تو سمجھو ایک ایسے شخص کے ہاتھ سے (جسے تم دیوانہ مری زدہ کہتے ہو) یہ کام اعجاز اور فرق عادت نہیں تو کیا ہے۔ تمام مخالف اور جنگجو قومیں باوجود قومی اتفاق اور حمایت رؤسا و امرا کے ایک طرف ہوں۔ اور مختلف قوموں کے مختلف بلاد کے

سے اور یاد رکھنا کہ اپنے اوپر جب تھے تم آپس میں دشمنی پر نفرت ہی تمہارے دلوں میں آ گئے اور کئے فضل سے بھائی ۱۲  
سے اور ان کے (دین) نفرت ڈالی اگر تو فرج کرنا چاہے ملک میں ہر نام نہ آفت دیکھا اور کئے دین لیکن اللہ نے نفرت ہی دینے و زبان



غریب مساکین ایک طرف ہوں۔ پھر اوسی کی کامیابی ہو جسے تم کمال جنون سمجھو  
کہو۔ یہ معجزہ نہیں تو کیا ہے۔

میں عنقریب معجزے اور خرق عادت کے لفظ پر بحث کروں گا۔ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
کا کمال عقل ثابت ہو گا تو پھر نصف کو غور کرنے کا موقع ملے گا۔

وہ شخص جسے چالیس برس تک کامل سچائی راستی و فاداری ملک کی خیر خواہی  
پر زندگی بسر کی۔ وہ اپنی آخری عمر میں ایک سراسر جھوٹے سلسلے کی تحریک کر گیا۔ وہ  
آخر عمر میں بے ایمانی کو اور صریح دغا کو اختیار کر گیا۔ حالانکہ اس کو اس مکاری میں بجز  
کچھ بھی ہاتھ نہ آیا کہ کروڑوں آدمیوں کو صرف خدا کی محبت اور اوسکی اطاعت اور  
اوسکی فرمان برداری میں نہ فانی خواہشوں میں اپنا ہم خیال بنا گیا۔ سچ اپنا بنایا  
بنا لینا بھی بڑی خوشی اور کامیابی ہے۔

میں آپ کے مختصر سوانح عمری لکھتا ہوں۔

آپ قریش کے خاندان (جو تمام قبائل عرب میں مکرم اور معظم ہے۔ اور جسکی عظمت کے سامنے  
تمام وحشی قومیں عرب کی ممکن نہ تھا کہ مکے کی سرزمین میں کبھی کشت و خون کر سکیں۔ بلکہ مکے  
کو امن کی جگہ اور حرم کہتے تھے) بنو ہاشم کے گھرانے عبد المطلب کے بیٹے عبد اللہ کے  
گھر میں آمنہ کے شکم سے پیدا ہوئے

مشرکین عرب میں آپ کے والد کا نام عبد اللہ اور آپکی والدہ کا آمنہ نام بھی کچھ کم معجزہ  
نہیں۔ غور تو کردیہ نام کیسے لطیف اور آپکی تعلیم سے کیسے مناسب ہیں۔ آپ کے  
نجیب اطرافین ہونے میں کیسکو کلام نہیں۔

آپکی پیدائش کی پہلی برکت یہ ہے کہ ابیسیہ کے حبشی بادشاہ ہمیشہ حجاز پر چڑھایا۔



کرتے تھے۔ اور اونٹ دانت کے پرگے رستے تھے۔ منجی قوم منجی ملک ایسے پیدا ہوئے  
 کہ جس سال وجود باجود نے ظہور پایا خارجی دشمنوں کا نام و نشان بھی نہ رہا۔ ہمارے  
 بادشاہ ماجوج جزائر کے رہنے والے۔ ذریعہ ۳۹ باب ۶ آیت۔ جبکہ تسلط ہزار  
 سال ہجرت کے بعد موافق مکاشفات یوحنا ضرورت تھا۔ ۲۰ باب ۷ و ۸۔ آیت۔ جزائر  
 برطانیہ سے یہاں پونچھے پر الہی چھاؤنی اونٹوں سے محفوظ رہی۔ عزیز شہر کا گھیرنا بھی دوری  
 رہا۔ (کیا یہ امر اور یہ نصرت الہی بت پرستی کی حفاظت کے لیے تھی۔)  
 رسالتاب کا پیدا ہونا عرب کے لیے کیسی خوش قسمتی ہوئی۔ کوئی بادشاہ اور  
 تسلط ہونے والا نہ رہا۔ آزاد ہو گئے۔ تعجب ہے۔ ترکی سلطان جو برائے نام اونٹوں  
 بادشاہ ہیں۔ وہ بھی خادم اکھبرین ہونا فخر سمجھے۔ دیکھو آپکا وجود باجود عرب کے لیے  
 کیسا نشان نبوت ہے۔

دنیا میں کوئی شخص قوم کا آزادی بخش اگر ایسا ہوا تو اس کی نظیر پیش کرو۔ اگر  
 تمام مخلوق میں ایسے وجود باجود کے پیش کرنے سے عاجز ہو۔ تو ہمارے ہادی کا  
 فعل یقیناً معجزہ اور غرق عادت سمجھو جس نے اپنے سامنے پوری کامیابی کو دکھایا  
 آپکا تمام ملک آپکی تمام قوم آزاد ہو کر آپکی فرمان بردار اور مکرم اور دنیا پر ممتاز ہو گئی  
 مسیح کی کامیابی جیسی ہوئی اوسپر انجیل کی شہادت دکھلو۔ ویر کے ملہم (اگر ملہم ہیں)  
 دشمنوں کی تباہی اور اپنے فتوحات ہی مانگتے رہے۔ انکی الہامی دعاؤں کی کثرت  
 آریہ ورت پر الٹی ہی پڑی۔ غور کرو ایسا نا کامیابی کا الہام کدھر سے ہوا۔

موسیٰ کا خیال مت کرو۔ اول تو وہ محمد صاحب کے قبل ہیں۔ دوم موسیٰ نے  
 اپنی قوم کو بیابان ہی میں چھوڑا۔ منزل مقصود تک پہنچایا۔ بلکہ موسیٰ آپ بھی ملک و قوم



میں نہ پونجے۔ محروم ہی رہے۔ تورات۔ استغنا۔ ۲۲۔ باب۔ ۵۶۔ آیت۔

میرے اس مضمون کو قرآن سے تصدیق کرنا ہو تو پڑھو۔ ابتدا نعمت پر قرآن  
 اَلْوَرَكِيْفُ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحَابِ الْفِيلِ۔ اَلْوَرَكِيْفُ كَيْفَ هُمْ فِي تَضَلُّلٍ۔

سورہ فیل۔ سیپارہ ۳۰۔ رکوع ۳۰۔

اور آخری نعمت پوری کامیابی پر جو سچائی کا معیار ہے۔

اَلْيَوْمَ يَنْسِلُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا يَخْشَوْنَكُمْ وَاتَّخَذُوا اَلْيَوْمَ اَكْمَالًا

لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاتَّمَمْتَ عَلَيْهِمْ لَعْنَتِي۔ سورہ مائدہ سیپارہ ۶۔ رکوع ۵۔

اے قوم کے حامیو۔ قوموں کے مصلحین کے قدر کرنے والو۔ اے قوم کو عروج

کی طرف بلانے والو کے قدر دانو۔ اوس منجی قوم۔ حامی قوم۔ فخر ملک کے

غرق عادت بر قربان ہو جاؤ۔ آؤ اوس کا اتباع کریں۔ اوس کا طرز اختیار کریں۔

صلی اللہ علیہ وسلم۔

آپ نے یتیمی میں پرورش پائی۔ ابتداء عبد المطلب کے پاس جو آپ کے دادا تھے۔

پھر اپنے چچا ابوطالب کے گھر۔ تمام مورخ اس بات پر اتفاق ہیں کہ حضور کے اعلیٰ

درجے کے چال علین سے چچا اور بھتیجے ہیں پرے درجے کی محبت ہو گئی تھی اور آپ

تمام شہر میں ہر دلعزیز بن گئے تھے۔

ابوطالب سیریا کے فرمیں آپ کو علیحدہ نہ کر سکے۔ بلکہ ساتھ ہی لے گئے۔ حالانکہ

آپ کا سن اوس وقت نو برس کا تھا۔

اکیسوا (ابوالفدا) یہ بات فراموشی کے قابل نہیں کیونکہ عیسائی کہتے ہیں آپ نے یہود سے تعلیم پائی

سے تو نے مذہبی کبھی تیرے رب سے نہ سیکھی۔ یون سے کیا نہ کر دیا اور نکاد اور غلط ۱۲  
 سہ ہے۔ ایہ بھوکا فرما رہا ہے۔ سوائے ست درو۔ درجہ سے درو۔ آج میں یوراد چکا نکو میں تمہارا اور پورا کیا تمہیں جس



کیا نو برس میں ایسی تعلیم اور جو زمین یا عیسائیوں میں اب تک الہی علم ہی کیسا ہو ایسا ہو کہ  
اب تک یہودی نے مسیح کو پہچانی نہ جانا۔ اور عیسائیوں نے کبھی ان کو اللہ مجسم نہیں کیا۔ کبھی مزم کی  
تصویر پر گوتے کناری سے کپڑے چڑھائے یہی اعلم میں

بہر سفر میں بحیرہ نام رہیب نے اپنی فراست سے بوطالب کو کہا یہ لڑکا ایک  
نمایت ہی درجے کا عظیم الشان ہونے والا ہے۔ اور پرلے درجے کا روشن دماغ و حسن  
اخلاق اور فیاضی میں بے نظیر ہونے کے علاوہ یہ بے ریب قوم کو نجات دینے والا ہوگا۔  
اسکی سخت حفاظت کیجیو۔

ہر ازن کی خطرناک لڑائی میں جو نو برس تک رہی اپنے اپنے آپ کو چودہ پندرہ برس  
ن عمر میں بڑا ہی لائق اور قوم کا محافظ ثابت کیا۔ آپکی لیاقت اور راستی اور سچی شرافت  
اور سادہ چال چلن کے باعث آپ کو قوم کی طیرت سے امین کا خطاب ملا۔  
پچیس برس کی عمر میں خدیجہ نام ایک قریشیہ دولت مند بی بی کی جانب سے آپ تجارت کے  
طور پر بلا دشام کو شرفین لے گئے۔ یہ سفر بھی چند روز اور تجارت میں گذرا۔  
یاد رہے کل دو ہی سفر حضور نے کیے ہیں۔

سفر میں ایسی وفاداری اور لیاقت اور دیانت اور امانت کو عمل میں لائے کہ اون بی بی  
نے اس کے شکر یہ میں آخر آپ کے ساتھ بڑی دھوم دھام سے شادی کی  
تمام نامی اور گرامی روضا سے حجاز طرغین سے اس شادی میں جمع ہوئے۔  
اور بڑے لطیف اور پر زور فصاحت و بلاغت کے کئی خطبے پڑھے گئے۔ یہ خطبے ابن شہام  
اور زرقانی اور ابن اثیر نے بیان کیے ہیں۔



پھر آپ نے پچاس برس سے زیادہ عمر تک اسی ایک بی بی خدیجہ کے ساتھ زندگی بسر کی۔ جس کے ساتھ آپ کا بچپن برس کی آمد میں نکاح ہوا۔ اور وہ بی بی نکاح کے وقت پانیس برس عمر کی تھیں۔ اور اس خوبی سے اس تعلق کو پورا کیا کہ وہ بلا تامل حضور کی دُعا سلام پر پہلے ہی روز ایمان لائیں۔

میں خدیجہ کی شہادت سے چشم پوشی نہیں کر سکتا جو وہ نبیؐ نے آپ کے ابتدائی نبوت میں دی ہے۔

حضور علیہ السلام نے جب ندا سے اٹھی تھی۔ اور دیکھا کہ تمام دنیا اس وعظ کی غائیت کر رہی۔ جب آپ نے فرمایا خدیجہ مجھے اپنی بان پر خوف بن گیا۔ تو وہ کہتی ہیں۔

لَسْتُ قَوَّامَةً لَا تُحَرِّثُ اللَّهَ أَبَدًا رَكَتَكَ لَصِصِلِ الرَّحْمَةَ وَتَصَدَّقْ حَدِيثُ وَ

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ بَلَغَ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ خَيْرٌ مِنْ نِسَاءِ الْغُيُورِ

میں نے سنا کہ نبیؐ نے فرمایا کہ جو عورت نے نبیؐ سے ایسا کیا جو غیور عورتوں کی عفت سے بہتر ہے۔

خود کی قوم میں کوئی دینی کتاب کوئی قانون نہ تھا۔ کوئی سلطنت نہ تھی۔ حضور نے

نبوت سے پہلے ایک عجیب تحریک کی جسکو دیکھ کر اور شکر انسانیت والے انسان حشمت کر

باورین۔ نبوہاشم اور نبو مطلب نبوہاشم نبوہاشم بن مرہ کے درمیان ایک معاہدے کی تحریک فرمائی۔ اور معاہدہ یہ تھا کہ کمزور اور مظلوم پر ظلم نہ ہو اور غلی حفاظت کی جائے۔

ابن اثیر۔ جلد ۲۔ صفحہ ۲۹۔

اس وقت تک کہ نبیؐ نے دنیا میں نہ گئے۔ تاہم یہی کہنا اور سچ ہوتا ہے۔ اور دیکھو کہ وہ کونسا



نما

کے نبی مرتبین کو نے تہتر ہ سو دے گئے پر تمام قبائل حجاز میں اس بات پر یقین  
 شرف ہوا کہ اس کو نے کے تہتر کو کون شخص وٹا کر رکھے قریب تھا تمام قوم کٹ کر ہلاک ہو  
 اس حقیقی کو نے کے تہتر نے سبکی پیشین گوئی کے لیے تصویریں زبان میں دانیال باب  
 ۳۴۔ متی ۲۱ باب ۲۲۔ یسعیاہ ۲۸ باب ۱۶۔ میں مذکور ہے (وہ تہتر قدیم سے عرب کے مقام  
 مکہ معظمہ کے کو نے میں دھڑا تھا) اور سکا ایسا فیصلہ کیا کہ قوم پر ثابت کر دیا۔ میرے ہاتھ  
 کے چھوٹے سے تمکو آرام اور نجات ہے مجھل قنہ یون ہے۔ جب قوموں میں اس تہتر کے رکھنے  
 میں اختلاف ہوا کہ اس تہتر کو کون رکھے۔ تو اون لوگوں نے یون ٹھانی جو پہلے دروازے  
 سے اندر آوے وہی اس کا رکھنے والا ٹھہرے۔ اتنے میں حضور آنگلے اپنے اپنی چادر بچھا دی  
 اور تہتر اور سہمیں رکھ کر حکم دیا کہ تمام قومیں باتفاق اس چادر کو اوٹھا لیں۔ اس سچے سبت  
 اور سچے کو نے کے تہتر نے اس آفت قتل و قتال سے قوم کو آرام بخشا۔ یہ واقعہ آپ کی  
 پینتیس سال کی عمر میں ہوا۔

ایک نہایت عجیب واقعہ سنائے بغیر ابتدا سے الہام نبوت کے حال سے مدین غلیش  
 نہیں رہ سکتا۔

عثمان بن ہویرہ ایک عرب عیسائی ہو گیا۔ اس دشمن قوم نے قسطنطنیہ کے دربار میں  
 قیصر روم سے جا کر وعدہ کیا کہ حجاز کا ملک میں آپ کے قبضے میں کرانے دیتا ہوں۔ پھر اس  
 شیطان نے یہاں مکہ معظمہ میں اپنا منشا پورا کرنے کے لیے کارروائی شروع کی بلکہ اس  
 دشمن ملک کا راز صرف حضور کی عاقبت اندیشی سے کھل گیا۔ اور اس شیطان دشمن  
 قوم کو اس خسران کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیا۔ کہ غائب و خاسر ہلاک ہوا۔ کاسن دی پر سول







جیب نکے کے رؤسائے جمع ہو کر آپہنری چچا ابوطالب سے کہا کہ وہ محمد صاحب کو  
نئے دین کی رونق دے رکھے۔ یا دسکی مخالفت سے دست کش ہو۔

ابوطالب نے بھی قومی غیظ و غضب کو پسند نہ کیا۔ اور چاہا کہ محمد صاحب توحید کے عطف  
سے ترک جاوین۔ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جواب دیا۔ کہ اے چچا اگر یہ لوگ آفتاب کو  
میرے واسطے اور مہتاب کو بائین لائیں اور سب مجھ اس کام کے ترک کرنے کو کہیں۔ تو  
یقیناً ایشیا منین باز نہ رہوں گا۔ جب تک دین الہی ظاہر نہ ہو۔ انہیں ہرگز نہ جہادوں۔

ایک بار اہل مکہ نے جمع ہو کر کہا اگر تجھ پر دولت کا خواہش ہے تو ہم مارچہ جمع اور چھوڑ  
اگر ریاست کا خیال ہے تو ہم تجھے رئیس بنسے کو طیارہ بن۔ وغیرہ وغیرہ۔ تو آپ نے  
سوداۃ ختم تنزیل سُرانی جہن لکھا تھا۔

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُ الْكَوْكِبُ الْوَاحِدُ ۚ فَاسْتَقِيمُوا إِلَيَّ  
وَسْتَغْفِرُوا ذُنُوبَكُمْ ۚ يَكُونَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنَازِلٌ ۖ

اور یہ بھی فرمایا۔

مَا أَطْلُبُ أَمْوَالَكُمْ وَلَا أَلْتَمِسُ فِيكُمْ وَلَا أُلْزِمُكُمْ ۚ  
وَرَقَرَاتٍ مِّنْ مَّارِبٍ ۖ فَرَسًا ۖ

مَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۚ إِنَّ أَجْرِي عَلَى اللَّهِ ۖ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۚ

نصوص صبحہ کے قیدیلے سے ایک شخص نے مکے میں چربہ آبلو غلتہ کر کے منہ لا کر پی لیا۔

اسے ترک کر بھی آدمی ہوں جیسے تم کا آہو بیکو کہ پرنس کی ایک کمر کی پروردگار کی طرف اور اسے  
نہا ہ عشواؤ اور فریاد پر ترک و لون کی نا

نہا ہ عشواؤ اور فریاد پر ترک و لون کی نا  
نہا ہ عشواؤ اور فریاد پر ترک و لون کی نا



کہا اگر ہم تیرے معین ہو مددگار ہوں تو اپنے پیچھے ہٹ کر جانشین بنایا گیا۔  
تو اپنے فرمایا۔

کَلَامُ رُوِيَ لِي اللَّهِ حَيْثُ شَاءَ۔ ابن هشام جلد اول صفحہ ۱۳۸  
اپر دہ آدمی بگڑا۔ مگر اپنے کچھ پرواہ نہ کی۔

مسئلہ پامہ کار بننے والا۔ جسکو اکثر اسلامی کتابوں میں مسئلہ کذاب کہتے ہیں۔ اور  
کذاب ایسے کہ وہ بھی مدعی نبوت ہوا۔ مگر وہ ابوبکر کے زمانے میں قتل کیا گیا۔  
اور عورت اور بیویوں کی کتابوں میں لکھا تھا کہ حبشہ میں قتل کیا جائیگا۔ یہ شخص بہت  
آدمی رہنے میں بیکرا آیا (لاکھ سے زیادہ لوگ اسکے متبع تھے) اور کہا اگر محمد صاحب مجھے  
پناہ بخشیں ہاوسے تو میں اور کا حامی ہو جاتا ہوں۔ پر آپ کسی کی اعانت سے کیا کام  
تاری اپنے جواب دیا۔ اور آپ کے ہاتھ میں اس وقت کھجور کی شاخ تھی۔

وَسَأَلَنِي هَذِهِ قِصَّةَ جَرِيْمَةٍ أَقْطَعَتْهَا عَطِيَّتُهَا وَبَنَ نَحْدُ وَافَرَّ اللَّهُ  
حَدَّثَ وَكَذَبَ أَذْ بَرَّتْ لِيَعْقُرَتْ نَتِ اللَّهُ۔ بخاری نصف اول جلد ۲۔ صفحہ ۲۲۸۔

نفس اپنی تمام اس کارروائی سے ثابت بدتاؤ کہ آپ کو اپنی راستی پر خدا کی امداد پر  
یوراء ہو رہا تھا۔ اور کچھ بھی ڈنڈی لگاؤ نہ تھا۔

اس شخص کا خادم کہتا ہے۔ میں نے دس برس آپ کی آخریام وفات تک خدمت کی  
مجھے کبھی اپنے کاموں میں نہ فرمایا کہ تو نے یہ کام کیوں کیا۔ یا کیوں نہ کیا۔ اگر نبی سا جانا  
میں سے کون بی بی بھیجے کسی ایسے کام پر جو مجھ سے بڑا ہوتا تھا تو میں تو آپ فرماتے۔

سابقہ بات خدا کی طرف سے ہے جہاں چاہے ۱۲  
سے روکے کہ جو کی شاخ مانگے تو میں تجھے نہ دوں تو نہ بڑا نکلیگا کہ تم سے تیرے حق میں ہو چکا۔ ہر  
دین اور مذہب سے تو خدا پرست تیری پیمانی کا لے گا ۱۲۔



فَعَلَّ مَا قَدَّرَ -

اور اپنی تعظیم اور تکریم کی نسبت فرماتے ہیں۔

لَا تَقُومُوا كَمَا يَقُومُ الْأَعَاجِمُ -

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ آپ بیمار تھے۔ کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکے۔ بیٹھ گئے۔ جیسا کہ جو صحیحے نماز کو کھڑے تھے اور نصیحتیں اشارہ کیا تم سب بیٹھ جاؤ۔ ایسا نہ ہو یہ بات میری غصے تعظیم نبیال کی جاوے۔

شُرک کی گرفتار قومیں نئی نئی وحیدین داخل ہوئیں۔ ایک تے آکر کہا۔ شامات فارس اور روم کو اونکی رعایا سجدہ کرنی ہے۔ کیا ہم آپ کو سجدہ نہ کریں آپ نے فرمایا سجدہ صرف اللہ تعالیٰ کو کرو۔ کسی دوسرے کو سجدہ نہ کرو۔

وہی قومیں جنکے گوریشے میں شرک رہا ہو تھا۔ اور جو مافوق الفطرت قوتیں مقربان بارگاہ حق کی ذات میں یقین کرتی تھیں اونکو بار بار سنایا۔

قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبُ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ مَعْنَى

سورة الانعام - سیپارہ ۲ - رکوع ۱۱ -

قُلْ لَوْ أَنِّي عِنْدِي مَا تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ لَقُضِيَ الْأَمْرُ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَاللَّهُ عَاجِلٌ

بِالظَّالِمِينَ - سورة انعام - سیپارہ ۴ - رکوع ۱۳ -

وَعِنْدَهُ مَفَازُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُ مَالًا لَّهُمْ - سورة انعام - سیپارہ ۴ -

۱۱ دی ہوا جو مقدمہ میں تھا ۱۲

۱۳ ایسے مت کھڑے رہو جیسے اور قوموں میں علاج ہو

۱۴ تو کہ میں نہیں کہتا جیسے کہ محمد پس میں نے اپنے خدا سے کہ میں جانوں غیب کی بات اور نہ میں کہوں جیسے کہ میں فرستہ ہوں  
۱۵ تو کہ میرے پاس جو اسکی نشان کہتے ہو تو وہ جہاں ہو میرے کام میرے آج اور اللہ کو خوب معلوم ہے جسے اللہ نے  
۱۶ سن اور وہی کے پاس کجیاں میں نیب کی شہین جانتا وہ کوئی اور کے سوا ۱۱



ایک شخص نے اتنا ہی کہا۔ مَا سَأَلَ اللَّهُ وَشَكَرَ. اور آپ کی بزرگی اور فہم فرمایا  
 أَجْعَلَنِي يَتِيمًا۔ کہ اتنے مجھے خدا کی شریک ٹھہرا دے۔ ترک کیے کہ قاتل از حدین  
 اتے ہیں خدا کی پڑ پڑا پائے ہیں۔ صَبَغَ اللَّهُ وَمِنْ أَحْسَنٍ مِنَ اللَّهِ عَذَابُهُ  
 میں رنگین ہوئے ہیں۔ ایسا نواپت ہادی کو ناع وضار سمجھتے ہیں و کلو حکم ہوتا ہے۔  
 وَأَنَّ الْكَافِرِينَ سَاءَ مَا يَحْكُمُهُمُ اللَّهُ أَحَدًا۔ وَأَنَّ الْكَافِرِينَ سَاءَ مَا يَحْكُمُهُمُ اللَّهُ  
 کافر و انکافروں علیٰ لب۔ ا۔ قُلْ إِنَّمَا أَدْعُو رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا۔ قُلْ إِنْ  
 لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَاءً۔ قُلْ إِنْ تَنْجِيئِي مِنَ اللَّهِ أَحَدٌ وَلَنْ آجِدَ  
 مِنْ دُونِهِ مُلْتَحِدًا۔ سورہ جس۔ سیپارہ ۱۹۔ رکوع ۱۱۔

جسے اگر تہنیت ہو اللہ ایک کا ہا اور پھر غضب تاری ہوا۔

موجود زمانہ یوں گذرا۔ حالت مرض موت میں آگے کی طیاری ہوئی۔ اور  
 توحید ہی کی طرف کیا توجہ۔

لَعَنَ اللَّهُ الْيُودَ وَالنَّصَارَى الَّذِينَ وَاقَبُوا أَبْنَاءَهُمْ مَسَاجِدَ۔ وَلَا تَنْظُرُونِي  
 كَمَا أَطْرَقَ النَّصَارَى هَيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ۔

صحابہ نے توحید کا ایسا خیال رکھا کہ آپ کی قبر کو بالکل بند کر دیا۔ تاکہ نظر بھی نہ آ

۱۰۔ مسجد کا گھر بنے۔

۱۱۔ وہ کہ مسجد کے ایک یا دو رخاں بن کر اس کے ساتھ کیے۔ اور یہ کہ جب کھڑا ہو شکر بندہ اس کو پکارتا  
 لوگ کہتے ہیں وہ پھر شکر کہ میں تو یہی پکارتا ہوں اپنے رب کو اور شریک نہیں کرتا اس کا کسی کو۔ تو کہ میرے ساتھ  
 میں نہیں تھارہ۔ اور نہ پڑا۔ تاکہ مجھ کو بجا دیکھ اس کے ہاتھ سے کوئی اور پادشہ اس کے سوا کہیں سر نہ رہے کو جگہ ۱۲  
 میں اور حدیث میں تو یہ جہت ہے کہ نہ تھرتھرتا۔ یہ سے یہ زمین سجھائی گئی۔ پس مساجد کے معنی زمین میں ۱۳  
 سے یوں اور صاف پروردگار کے ہوا انھوں نے ایسے نبیوں کی قبروں کو مسجد بنایا۔ میری بڑائی ایسی نہ کیجیے جیسے  
 خدا بنی نے مسیح بن مریم کو کر کے ۱۴۔







صاف کہہ دیا تھا کہ مجھے اپنے سرابے کے اضانے کی خواہش نہیں۔ تو کیا حصول  
 جاہ مراد تھی۔ حالانکہ وہ پہلے ہی اپنے وطن میں عقل و سماعت میں رفیع المرتبہ اور  
 قریش کے عالیشان قبیلے اور اس کے معزز و ممتاز شعبے میں سے تھے۔ تو کیا حصول  
 منصب مطلوب تھا۔ مگر کئی پشتوں سے تو تولیت کعبہ اور امارت حرم حاصل و نصیب کے  
 قبیلے میں تھی۔ اور انکو اپنی وقت و حالات سے اور بھی عالی مرتبہ ہونے کا یقین تھا۔  
 لیکن جس دین میں انھوں نے نشو و نما کی تھی اسی کے استیصال کرنے میں انھوں نے  
 ان سب منافع کی بیخ کنی کر دی۔ حالانکہ اسی مذہب پر تو ان کے قبیلے کی جاہ و  
 عزت کا دار و مدار تھا۔ اسکی بیخ کنی کرنے سے ضرور ہوا کہ ان کے اقربا کی عداوت اور  
 اہل شہر کے غیظ و غضب اور تمامی اہل ممالک عابدین کعبہ کی دشمنی و عناد پیدا ہو گیا۔  
 انکی مشیت خدمات نبوت میں کوئی شواہسی روشن اور صریح نہ تھی جو ان کے ان مصائب  
 کی اجر جزیل ہوتی۔ اور جبکی طمع کے دھوکے میں پڑتے۔ بلکہ برخلاف اسکے اسکی  
 ابتدا تو اشتباہ و اختتام میں ہوئی۔ برسوں تک تو او سمین کوئی معتد بہ کامیابی نہ ہوئی  
 جیسے جیسے انھوں نے اپنی تعلیمات کا اظہار اور حیون کو آشکار کیا۔ ویسے ہی او  
 اوسقدر لوگوں نے اونسے ہنسنا اور ہٹھکا اور برا کہنا شروع کیا۔ اور آخر کو بڑی بُری  
 طرح سے اذیتیں دین۔ جس سے اونکی اور ان کے رفقا کی ریاستیں برباد ہوئیں  
 اور چند ان کے اقربا اور اصحاب غیر ملک میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے۔ اور انھیں خود  
 بھی اپنے شہر میں چھپے رہنا پڑا۔ اور بالآخر گھر ڈھونڈھنے کے لیے ہجرت کرنی پڑی۔  
 پس کس غرض سے وہ برسوں تک اسی تزدیر کی صورت میں اصرار کرتے جس سے  
 اسطرح سے اونکی سب دنیوی دولتیں اونکی زندگی کے ایسے وقت میں کراؤ کو پہنچا

مجدد حاصل کرنے کا بھی زمانہ نہیں رہا تھا خاک میں مجا میں۔ ۱۔ نشہ کی کلارمٹہ  
 ریڈ ویل دیباچہ ترجمہ قرآن شریف کے صفحہ ۲۳۔ مطبوعہ سلسلہ علم میں لکھتے  
 ہیں۔ بلکہ دلیوں سے ثابت ہو کہ محمد کے سب کام اس نیک نیتی کی تحریک ہوئے  
 تھے کہ اپنے ملک کے لوگوں کو جہالت اور ذلت کی بت پرستی سے چھوڑا دیں۔ اور  
 یہ کہ نہایت مرتبہ کی خواہش و نکی یہ تھی کہ سب سے بڑے امر حق یعنی توحید الہی کا  
 جو اونکی روح پر بدرجہ غایت مستولی ہو ہی تھی اشتہار کریں۔

ڈاکٹر اسے اسپرنگز۔ اپنی کتاب سیرت محمدی کے صفحہ ۸۹ میں لکھتے ہیں محمد  
 تیز فہم اور نہایت مرتبہ کے عالی نظر تھے صاحب راسے صاحب اور عالی مذاق  
 تھے۔ گو وہ شاعر کے نام کو ناپسند کرتے تھے مگر بہت کر کے تو شاعر تھے۔ اور قرآن کی  
 عبارت باہم مقشایہ اور مضامین عالی اوسکے عمدہ فضائل میں۔ اونسکے خیال میں  
 ہمیشہ خدا کا تصور رہتا تھا۔ اونسکو لکھتے ہوئے آفتاب برستے ہوئے پانی اور اوندگی  
 ہوئی رونیدگی میں خدا ہی کا قدرت نظر آتا تھا۔ اوزبجلی کی کڑک اور آواز آب  
 اور پرندوں کے نغمے حمد الہی میں خدا ہی کی آواز سنائی دیتے تھے۔ اور انسان  
 جنگلون اور پیرانے شہروں کے خرابات میں خدا ہی کے قدم کے آثار دکھائی دیتے تھے  
 (گادفری سنکس۔ اپا جوبی مطبوعہ سلسلہ علم میں لکھتا ہے۔ محمد کے رویے جانچنے  
 میں تم کہتے ہو آپ شہر پر اور مکار تھے۔ ہم کہتے ہیں آپ زمانے کے سقراط تھے جب  
 ہم آپکو بڑائیوں سے متصف سنتے ہیں۔ تو آپکے رویے کی طرف نظر کرتے ہیں  
 جو فریقین کے قول سے ابتدا سے عمر اور ایام شباب میں رہا ہو۔ ہم پوچھتے ہیں  
 احسن عجیب رویے سے آپنے کیا مقصد سوچا۔ اسکا جواب یہ دیتے ہیں کہ آپ کا



مقصد دو خط نقاشی تھے۔ پہاں عورتوں سے عشرت کرنا۔ دوسرا استیجابِ شہابی  
 جس سے یہ غرض تو کہ ایک شہر کے تاجدار اپنے آپ کو بادشاہ دنیا بنادین۔ اس کی  
 طیارسی کے لیے اپنے چوڑا ہر س خلق سے کنارہ کیا۔ اور اپنا طور بے عیب رکھا۔  
 اب ہم دریافت کرتے ہیں کہ وہ تین تائید میں کوئی بات اسکے مثل در بھی پائی جاتی  
 ہو۔ اگر عورتوں سے عشرت مقصود تھی۔ تو عجیب غریب معاملہ ہو کہ اپنے ۱۵ برس کی  
 عمر میں جو وقت کہ خاص جوڑی پرانی کو خیا کیا جاتا ہو صرف غیبی ہی سے لکھا گیا۔  
 جو آپسے پندرہ برس بڑی تھیں۔ اور گو بموجب قدر عداپنے ملک کے آپ بہت سے  
 نکاح کر سکتے تھے۔ مگر آپ اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہوئے۔ ورتا صین حیات اوس ہوی  
 کے اوس کے ساتھ ۱۵ برس میں خیال شیرک نباہ کیا۔ اگر محمد کا مقصد شہر مبدعی  
 ہی تھی۔ تو باز عید سازش کے کوشش کر کے سیدہ آپ کو محافل کعبہ کیوں نہ کر لیا۔ اوس  
 عہد سے پہلے آپ کے آباؤ اجداد اوس وقت وزیر شخص کے نام پر عہدہ ہوتا تھا  
 وہ کل ریاست بلکہ واقع میں تاجدار کے ازادوں درجہ کا رئیس گنا جاتا تھا۔ اگر  
 صرف بلند جو صدی مقصود تھی۔ تو یہ امر کہ اپنے آپ کو ہودیوں کا سیج بیان کرتے  
 بہت عجیب نسبت و س طریق کے خواہنے انتہی راجینی آپ کو مسیح کا پیرو ظاہر کیا۔  
 اسمیں شک نہیں کہ اگر آپ اور آپسے ہاشمین اس رویے کو اختیار کرتے۔ اور  
 بیت المقدس کو اپنے مسکن بناتے تو کل کجخت یہودی آپ کے زمرے میں داخل  
 ہو جاتے۔ اور اور عیسائیوں میں سے بھی کہے کہ اس قدر آٹے جقدر کہ دوسرے  
 صورت کے اختیار کرنے میں شامل ہوئے۔ و نفع التلبیسات

نوٹ۔ تین برس کی عمر کے بعد سب شہوانی قوا سے قدرت کم ہو جاتی ہیں۔ اپنے  
چند بیوہ اور ایک کنواری بی بی سے شادی کی۔ جنگی کل تعداد نو سے زیادہ نہیں  
حالانکہ آپ کے ملک میں کوئی عیب تھا اگر شہوانی میں کئی بیاہ کر لیتے۔ اور نہ قانون قدرت  
کی ممانعت تھی۔ مگر ان بیاہوں کے بھی چند سباب تھے۔

اول عام عورتوں کے لیے جو اسلام میں داخل ہوتی تھیں معاملات کی ضرورت تھی  
دوم ان ایام میں چند غریب عورتوں کی پرورش۔ اگر بدون نکاح حضور تکفل ہوئے  
تو پادری اور الزام پر کمر باندھتے۔

سوم بعض ملکی مصلحتیں جو ایسے ملکوں اور ایسی قوموں میں نکاح کرنے سے  
پیدا ہوتی ہیں۔

جو لوگ آپ کی تعلیم سے طیار ہوئے وہ کیسے نمونہ تعلیم محمدی کے تھے اور  
جو موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کی تعلیم میں تھے وہ کیسے نمونہ تھے۔  
ایک نمونہ وہ ہیں جنکو فرعون کی غلامی سے موسیٰ کے سبب آزادی ملی  
مصر کے آہنی تنور سے۔ یرمیا۔ ۱۱ باب ۲۔ بہت کچھ مال و اسباب لے کر  
بڑے سمندر سے خشکی پر لکھے۔ موسیٰ کے ذریعے میں و سلوئی کھایا۔ جب موسیٰ  
نے حکم دیا (حالانکہ موسیٰ بنی اسرائیل کے لیے خدا سا تھا۔ خروج ۱ باب ۱۰)۔  
توصات اٹکار کر گئے۔ دیکھو گنتی ۱۲ باب ۲۳۔ و گنتی ۱۲ باب ۱۔ ۳۔ قرآن شریف  
میں بھی اسکا اشارہ ہے۔

و موسیٰ ان فرجہ اؤ صابینا ربین و رکابہ خلیفہ حنی یخبر جو امینھا۔

سلف نبوی و وحی ایمان ایک قوم پرست اور نہ بزدلان بخاوشیہ ہب ملکہ و نکل علیہ و ابان ۱۲



قَالُوا يَمُوسَى إِنَّكَ لَمِنْ خُلَفَاءِ ابْنَةِ امْكَادَ امُؤَافِيَهَا فَادْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ  
فَقَاتِلَا نَاهُمُنَا قَاعِدُونَ۔

ایک نمونہ وہ مین جنہیں سے کسی نے تیس روپے پر اپنے استبازا شاذ کو پکڑوا یا۔  
دوسرا کلیسا کا وہ چلا پھر اسکو آسمان کی کنجیان عطا ہوئیں۔ اور وہ ملعون  
کسکرا اپنے مخلص سے انکار کر گیا۔ ایک مین۔

بادی کے پہاڑ پر آنے میں آٹھ پہر کی دیر لگی تو بچھڑون کو اپنا معبود بنالیا دیکھو  
خروج - ۳۲ - باب - ایک مین۔

خاکسار بندے کے سر پر الو بیت کا تاج رکھا ہوا یقین کر لیا۔ اوسے کے ملعون  
ہونے میں اپنی نجات سمجھے۔

ادھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کو دیکھیے۔

آپ کے اتباع میں وطن سے نکالے گئے۔ اموال و اسباب سے محروم ہو گئے۔ کمال  
مصیبت کی حالت میں پوری کمزوری کے وقت میں کہتے ہیں۔

لَا نَقُوتُ كَمَا قَالَتْ قَوْمُ مُوسَى۔ اِذْ هَبَّ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا۔

وَلَكِنَّا نَقَاتِلُ عَنْ يَمِينِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ وَبَيْنَ يَدَيْكَ وَخَلْفَكَ۔ بخاری  
جلد - ۲ - کتاب المغازی - مطبوعہ مطبع مصر - صفحہ ۳۰۔

دو انصاری لڑکے جنگ بدر میں جہین ابدا کفار کی طرف سے ہوئی تھی عین حرکت  
جنگ میں ایک صحابی سے پوچھتے ہیں۔

اے بڑے دوستی ہم نے ان کو ان کے لئے جنگ دیا تو ان میں سے دو تو جہاں میں رہے اور دونوں نے ہم سے ہٹ چکے۔  
میں نے انہیں کہتے جیسے میں نے کہا تو موسیٰ اور خیرا رب اور دونوں لڑے۔

لیکن ہم تیرے دانے و تیرے آگے اور تیرے پیچھے تیرے دشمنوں سے لڑ گئے۔ ۱۲

يَا عَمْرُو ابْنِي اَبَا جَهْلٍ وَنِي عَاهَدْتُ اِلَهَ اِنْ رَاَيْتُهُ اَنْ اَقْتُلَهُ اَوْ اَمُوْتَ  
دُوْنَهُ فَاِنَّهُ يَسْبُحُ مُحَمَّدًا -

نعمیہ عمار بن یاسر کی والدہ کو مکے میں ابو جہل نے سخت سخت ایذا میں دین اور  
انتہائی چاہا کہ بظاہر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار کرے۔ لیکن اوسنے اپنی جان میں  
اختیار کیا اور ایک کلمہ بے ادبی کا منہ سے نہ نکالا۔ اوس عورت کی شرمگاہ میں اس  
شفقی نے بر چھپی ماری اور طوق کی راہ سے نکالی۔

ایک طرف پھڑون کی پرستش کا نمونہ جو کچھ نبی اسرئیل نے دیکھا۔ (نورات  
دیکھنے والے پر مخفی نہیں۔)

دوسری طرف تمام عیسائیوں نے مسیح جیسے خاکسار بندے کو خدا مان لینے میں  
جو کہ عیسائی تعلیم سے مسیح کا نمونہ دکھا رہے ہیں۔) اسکا مقابلہ ان چند باتوں سے  
کر لو۔ اور پھر سوچو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگردوں اور موسیٰ و عیسیٰ کے شاگردوں  
میں کیا فرق ہے۔

آپ کا جب انتقال ہو گیا۔ حیووت نبی عرب دنیا سے خدا کے پاس جا پونچے۔  
ابو بکرؓ نے مسجد نبوی میں لکچر دیا۔ جسکا خلاصہ یہ ہے۔

اَلَا مَنْ كَانَ يَعْْبُدُ مُحَمَّدًا اَفَاَنْ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدَمَاتٍ وَمَنْ كَانَ  
يَعْْبُدُ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ كَحَيٍّ لَا يَمُوْتُ -

وَقَالَ اِنَّكَ صَيِّتٌ وَلَمْ تَهْمُ مَيِّتُوْنَ -

اے اچھا مجھے اوجھل نہ دیکھا کہ میں نے خدا کی پوجا کرتے ہوئے اور کچھ باتوں اور سے، مردانوں کا یا اوسکے آگے مراد نکال کر کہ محمد کو مان دیتا ہوں  
اے خبردار موصاف جو کوئی محمد کو مسموٰ بنانا و وہ جان سے منکر و قات پانچے اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی پوجا کرتا ہے اس طے اللہ تعالیٰ ہمیشہ  
زیادہ کر دیتا نہیں اور پھر کیا شک تو (محمد) مرنے والا اور اگلے بھی مرے گا ۲



وَقَالَ وَمَا أَجَلَكَ لَأَمْرًا فَدَخَلْتَ مِنْ فَمِّهِ لُزْزًا أَوْ أَمَاتَ وَكُنْ نَقْلًا  
عَلَى أَعْيَابِكُمْ وَمَنْ يَتَعَلِّبْ عَلَى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَصْعَقَ اللَّهُ شَيْئًا وَيَجْزِي اللَّهُ سَائِلًا  
سَيِّئًا ٢٥ - رُكُوعٌ ٢ - قَوْلُ فَصِيحُهُ النَّاسُ سَائِلُونَ -

آپے باشندہ نونین ابو کبر میں آیا۔ اس وقت وہ تیسرا تین ہر روز پڑھتا اور ایک  
تمام گھر کا مت خیال و اطفال کے کل دو دو ہفتہ ہفتہ کے قریب ہر روز پڑھتا  
پڑھتا ہی چادرون میں دفن کیے گئے

اور عم فاروق مہین جنھوں نے فارس اور روم و شام اور جزائر کو فتح کیا آپ کے  
مگرتے مہین بی بیون چونکہ تھے اور ایک چم سے کانگڑ بھی۔ ان کے سپہ سالار ابو عبیدہ جیسے  
امین اور دنیا کے تارک۔ اور فارس کے حاکم سعد بن ابی وقاص جو شورہ خلافت کے  
وقت عمر کے بعد با انیکہ صحاب شورشہ مہین تھے۔ فقیرانہ مانت اور نہایت مسکنت سے  
گھر مہین رہتے تھے۔

پہلی تعلیم کا حال تھی۔ اور کہیں کہیں اور مذاہب سے بھی مقابلہ دیکھیے۔ محمد صاحب  
کی پہلی تعلیم پندرہ پہلے روز کا الہام ہے

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ قُرْءَانَ رَبِّكَ  
الْاَكْرَمَ ۝ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝ سورة علق سید پارہ ۳۰  
ان آیات میں آپ کی ترقی اور کامیابی اور کمالات پر جو کچھ لفظ ربّک اور خلق

[illegible]

اَلْاِنْسَانُ مِنْ عَلَقٍ اور رَبُّكَ اَكَاكُوْمُ اور عَلَوُا الْاِنْسَانَ حَتَّىٰ تَظَاهِرُوْهُ سَكَتًا ۝ وَهٗ  
عَقْلٌ وَّ اِلٰهٌ يَدْمِیْ سَے منفی نہیں پھر یہ پیشین گوئی جیسی پوری ہوئی وہ بالکل سچہ ہے۔  
دوسرا الہام جواب کو ہوا۔

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ ۚ وَرَبُّكَ فَكَثِيرٌ ۚ وَتِيَّا بُكْ فَطَهَّرَ ۚ وَالزُّجْرَ قَاهُجُ وَلَا  
تَمْنَنَّ تَسْكَنْتَ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۚ سورۃ مدثر سید پارہ ۲۹۔

اِن آیات میں انذار اور کبر نہایت غور کے قابل ہے۔ ابتدا ہی میں دشمنوں کو ڈرسانے  
اور عظمت الہی کے بتانے کا حکم ہوتا ہے۔

آپنے (صلعم) اصول سلام میں پہلی اصل یہ قرار دی ہے۔ شہادت اَن کَلِمَہ اَللّٰہ  
اور یہی اقرار اور اس پر یقین اور اس پر عمل درآمد آپکے تمام اصولوں کی اصل ہے۔ اور اس  
حقیرے کا مطلب یہ ہے۔ کامل یقین سے گواہی دینا تمام صفات کاملہ کا موصوف اور  
تمام برائیوں سے پاک اور سچا اور واقعی معبود صرف ایک ہی ہے۔ جس کا نام اللہ ہے۔ اس کے  
سوا دوسرا کوئی بھی نہیں۔ اسی واسطے قرآن شریف میں کَلِمَہ اللہ کو ہر جگہ موصوف کیا ہے  
اور تشریح کیا ہے۔

لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۚ سورۃ جمشق۔ سید پارہ ۲۵۔ رکوع ۱۳۔

فَاعْلَوْا اَنَّهُ کَلِمَہُ اللّٰہ ۚ سورۃ محمد سید پارہ ۲۶۔

خدا کی عبادت ایسے طور سے کیا دے کہ کوئی چیز خدا کے سوا دل میں۔ زبان میں۔

۱۔ کج فہم نہ ہوئے (یہ اشارہ قبل نبوت کی حالت پر ہے) کثر ہو پر ڈرنا اور اپنے رب کی بڑائی بول۔ اور بچے کپڑے

پاک اور گھری لوجھوٹے۔ اور نہ کر کہ احسان کرے اور سب چاہے۔ اور اپنے رب کی ترازو دیکھ ۱۲

۲۔ تیار کے معنی نفس و دل کے سبب میں محاورہ ہے سے تیار عن تیار بک اور قلبی من قلبک ۱۲ سنہ

۳۔ دیکھ مانع کوئی نہیں اور وہ ہے ستاد دیکھتا ۱۲

۴۔ سو ذرات رکھ کسی کی بندگی نہیں سوا اسے اللہ کے ۱۲



حرکات میں سکنت میں معبود درج ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے۔

وَقَدْ رَفَعْنَاهُ إِلَىٰ ذَاتِ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۚ سُورَةُ نَسَا۔ صیدارہ۔ ۵۔

اِصْرُورِ ذَا الْعَرْشِ ۚ وَاللّٰهُ يَخْلُصِيْنَ كَافًا ۚ سُوْرَةُ مٰيْكُن صیدارہ۔ ۲۰۔

یہودی۔ مسلمان۔ مل سلا می جمل کا بظاہر اقرار کرتے ہیں۔ اور حسب کتب مقدسہ

خود اسلام کے مخالف نہیں۔ کیونکہ انکے یہاں بھی شرع کا بڑا اور پہلا حکم ہے کہ

خداوند کو جو تیرا خدا ہے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اپنی

سے پیار کر۔ (متی ۲۲ باب ۳۷۔ استثنایا ۷ باب ۵۔)

فائدہ۔ خلوص کا لفظ اور لائق ک کا لفظ اس سارے سارے ساری کئے سے

اعلیٰ درجے پر ہے۔

انصاف کرو عیسائیوں کے صرف لسانی اور کتابی۔ قرار کی کیا قدر کیا ہوے۔ جب

وہ اس کے ساتھ مسیح بن مریم صلیب پر فاسا رہنے کے سر پرانویت کا تاج و حرا یقین

کرتے ہیں۔ اگر وہ کہیں مسیح بن مریم صلیب پر فاسا رہنے نہیں۔ بلکہ اسی اللہ خالق زمین و آسمان

جاسم صفات کاملہ۔ تمام نقائص سے منہ نے جب جسم کو قبول فرمایا تو مسیح ابن اللہ

کہلایا۔ واما وہ ایک ہی ہے۔ تو یہ بڑی سخت نامہمی اور غلطی ہوگی۔ کیونکہ

عیسائی خدا کو ہے۔ ورنہ انت مانتے ہیں۔ اور اسے ہر جگہ موجود یقین کرتے

ہیں۔ جب اللہ سے پیدا ہوا تو وہ صرف محض درجہ مریم بن کیونکر سما یا۔ جب وہ محیط کل

بہرہ بھائی۔ ورنہ او کا کہتے اساطیر کیا۔ اگر بن مریم باعتبار نظر اوست ہونیکے

بن اللہ۔ ورنہ نہ ہو۔ تو چھ کواہن تمام مخلوق ظہر نہیں ہو سکتی۔

اس لئے اور مسیح بن مریم صلیب پر فاسا رہنے کے لئے۔ لیکن ایک طرف ہو کر باہر اس میں۔

اور کیون ابن اللہ اور آلہ مجسم مانی نہیں جاتی۔ شیخ کھاتا پیتا بڑا کہن ہے تیس تیس برس کی عمر تک پونہچا جو کھانے پینے کا محتاج ہوا وہ تمام مخلوق کا محتاج ہوا۔ پانی ہوا چاند سورج مٹی۔ نباتات۔ جمادات۔ سب کی ضرورت اسے لاحق ہوئی جب محتاج بنا تو خدا صفات کاملہ کا متصف رہا۔ پھر عیسائی کہتے ہیں یہود کے ہاتھ سے پٹا۔ اور ان کے ٹھٹھوں میں اوڑا یا گیا۔ آخر اہل ملی پکارتے جان دی۔

یہ عذاب اور پھر جامع صفات کاملہ اور الوہیت کا مستحق۔

عیسائیو۔ جب نظرون سے غائب تھا اس نے سب کچھ بنایا۔ نوح کے وعظ پر کان نہ رکھنے والوں پر۔ موسیٰ کے مخالفوں پر۔ پانی پھیر دیا۔ جب مجسم ہو کر ظاہر ہوا۔ پٹا۔ مار کھا۔ انجیر کے پیر کے پاس بھوکا پونہچا۔ پر اس نے پھل نہ دیا۔ کیا نظرون سے پوشیدہ رہنا اس کے لیے بہتر نہ تھا۔؟۔ ظاہر ہو کر کیا کیا۔

بعض عیسائی شتر مرغ کا طرز اختیار کر کے کہتے ہیں یہ نقائص بلحاظ انسانیت ہیں نہ بلحاظ الوہیت۔ مگر میں کہتا ہوں جب ابتداء، ارحم میں رونق افروز ہوئے۔ جسوقت میل جسمانی کی پہلی آن تھی۔ اسوقت رحم آپ کو محیط تھا۔ یا آپ رحم کو۔ پھر تھکوا اور ادناروں کے ماتے والوں پر کیا اعتراض ہے۔ اسکی زیادہ تفصیل بحث الوہیت مسیح میں ہے۔ بلکہ ہر ایک انسان ایسا دعویٰ کرتا ہے کہ میں بھی آلہ مجسم ہوں۔ جب کسی نے کہا کہ کوئی قدرت دکھاؤ اور نہ دکھائے تو کہہ دیا یہ نقص بلحاظ انسانیت ہے۔ نہ بلحاظ الوہیت۔

### کفارہ

کفارے کے سلسلے پر غور کرنے سے صاف صانعان جو کہ عیسائی اور مسیح کو متصف بصفات کاملہ اور زعفران سے اور قادر مطلق نہیں سمجھتے حقیقت کفارہ یہ کہتے ہیں تاہم وہی گنہگارین اول تو آدم کے گناہ سے اور



سر چشمہ پیدائش مکر رہا۔ پھر خود بھی اوسکی اولاد گناہ کا ارتکاب کرتی رہی۔ خدا کے عدل نے چاہا ان سب کو گناہ کی سزا دے۔ الا اوسکے رحم نے دستگیری کی۔ ابن آدم نے جو اللہ مجرم تھا اور حقیقت میں خود خدا تھا۔ تمام ایمان والوں کے گناہ اپنے سر پر لیے اور ملعون ہو گیا۔ اور ایماندار نجات پا گئے۔

غور کرو۔ اول آدم کے گناہ سے اولاد کو گناہگار کرنا بظاہر خدا کی قدوسیت اور عدل اور رحم کے خلاف ہے۔ اور یہی صفات کاملہ ہیں۔ (یہ کلمہ خصم کے مسلمات پر ہے۔) دوم معلوم ہوتا ہے حضرت کو مغفرت کی کوئی تدبیر نہ سوجھی۔ اور آپ کی غیر محدود طاقت نے اتنا بھی نہ کر دکھلایا۔ عدل کو قائم رکھ کر رحم کو پورا کرتے۔ عیسائیوں کے خدا نے اپنی ذات پاک کو ملعون کیا۔ اور قدوسیت سے دور کھینکا۔ جیسے گناہ سے پاک تھے ویسے ہی عیسائی کے گناہوں سے آلودہ ہوئے۔ اور پھر بھی رحم پورا نہوا۔ رحم کی صفت کا ظہور کامل طور پر نہوا۔ کیونکہ خدا کا ملعون ہونا مصلوب ہونا حسب اعتقاد نصاریٰ ایسے تھا کہ گناہگار نجات بھی پاوے۔ اور عدل بھی قائم رہے۔

میں پوچھتا ہوں عیسائیوں کے سوا کل قومیں جو مسیح پر ایمان نہیں لائیں اونپر ملک انسانی قوم کو چھوڑو شیطان کی تباہی اور سپر عدل ہو گا یا رحم ہو گا۔ یا دونوں۔ شیطان پر اگر یہ ہی ہو گا تو رحم کہاں گیا۔ پھر جہان کے لیے تو یہ تجویز کی کہ ایک گناہ کی سزا ابدی ٹھہرائی اور اپنے لیے یا اپنے بیٹے کے لیے یہ خصوصیت گھڑ لی کہ تین دن سزا پا کر چھوٹ گئے۔

غرض کفارے کا مسئلہ صاف ظاہر کرتا ہے کہ نہ تو خدا قدوس ہے اور نہ رحیم نہ عادل ہے۔ یہ کفارہ تمام بدکاریوں اور بدیہا کیوں کی جڑ ہے۔ اور توہمات کا سرچشمہ۔ چہر قربان جانیے اسلامی کفاروں کے۔ کیسے عقل و فطرت کے مطابق۔ اور انکی

صدائے پر قانون قدرت کی کیسی صاف شہادت ہے۔ اسلامی کفار کی گناہوں کی سرانجام گناہوں پر جہانے۔ اور گناہ کے پیچھے نیکی کیسا پتہ ہے۔ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ۔ قانون قدرت میں بھی دیکھو قانون قدرت کی خلاف ورزی جب سزا میں آتی ہیں تو اس خلاف ورزی کے بعد قانون کی متابعت اور خلاف ورزی کے نقصان پر کچھ فرح ہی کرنا پڑتا ہے۔

عیسائی عقائد کے موافق اقرار توحید کے ساتھ اقرار تثلیث بھی نہایت ضروری ہے ایک ہی چیز کو من کل لوجہ واحد بوجدت حقیقہ ماننا اور پھر اسے تین کہنا اور عقل کو تمیز کو۔ یا عاقل اور تمیز کو اس کا منجانب اللہ مکلف ٹھہرنا خدا کے رحم اور عدل کو باطل کرنا اور ایک طرف عقل کو تمیز کو اس مسئلے کے فہم سے قاصر کیا۔ اور پھر اسے مکلف بنایا گو یا خدا نے تکلیف مالا یطاق کا بوجھ اس کے سر پر رکھا۔ اور یہ بات رحم اور عدل کے خلاف ہے یہودی اللہ تعالیٰ کو جامع صفات کاملہ یقین کرتے ہیں۔ پر اس کی روحانی حریت کے لیے ایک ہی یونیورسٹی پر و شلم جیسے آریہ ورت ہی کو آریہ لوگ۔ یقین کرتے ہیں اور ایک ہی قوم کے لیے خدا کی فرزندگی کو محدود کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں انبیا اور خدا کی طرف سے منبر ایک ہی قوم بنی اسرائیل سے پیدا ہوئے۔ گو یا عموم رحمت اکتیہ کے قائل نہیں۔ قربان جائے قرآن شریف کے جو فرماتا ہے۔

وَ اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ۔ سورہ فاطر۔

سپارہ ۲۲۔ رکوع ۱۵۔

قائدہ۔ اسلامی عقائد میں یہ امر ضروری تسلیم ہے کہ نسب نبیا و رسل پر ایمان لایا جائے

سنہ اور کوئی فرقہ نہیں جس میں ہو جکا کوئی ڈھانے والا۔ ۱۲۔



جو قوموں کے تدریج گزرتے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی اور رسول ہو کر آئے

آریہ بھی اپنے اصول کے بیان میں اس سلامی پہلی اصل میں اسلام کے ساتھ ہیں اور کہتے ہیں۔ اصل اول جو یہ ارتھ (اشیا) سٹ وڈیا (علم حقیقی) سے جالے جلتے ہیں ان سکا آدی موت (ابتدائی اصل) ایشر (خدا) ہے۔ اور انکی دوسری اصل میں چوڑا ایشر سرب شکتیان۔ دیا لوسر شئی کرتا ہے۔ اور بے ریب یہ کاملہ صفات ہیں اور اوسکی ذات پاک کو نقائص سے منزہ بھی کہتے ہیں۔

آجنا (لم یلد ولم یولد) اجر (حی) امر (قیوم) آتو پیم (لم یس کشل) اور اسے اپنا لوگ (معبود) بھی بتاتے ہیں پر ساتھ اسکے وہ اعتقاد کرتے ہیں۔

۱۔ تمام ارواح مع اپنے خواص کے خدا کی مخلوق نہیں۔ اوسکی بنائی ہوئی نہیں۔  
۲۔ تمام ذرات عالم مع اپنے خواص عجیبہ کے خدا کے پیدا کیے ہوئے نہیں۔  
۳۔ ہمیشہ کی نجات کا حصول ممکن نہیں۔ ابدی آرام انسانی مخلوق کو کبھی نہوگا۔

۴۔ ویدی ہاں صرف ویدی دنیا میں خدا کی طرف سے آریہ کے لئے خدا نے الہام

فرمایا۔ میں کتابوں ذرات عالم جنہیں پرانہ کہتے ہیں اور ارواح اور انکے خواص

وڈیا (علم سے معلوم ہوئے) حسب اصل و اعتقاد اول چاہیے تھا انکا خلق اور آدی

ایشر ہوتا۔ پر آریہ کہتے ہیں ذرات عالم اور ارواح خدا کی مخلوقیت سے علیحدہ ہیں۔ وہ

تو خود بخود ہمیشہ سے ہیں۔ بلکہ اگر وہ نہوتے تو خدا اپنی کوئی صفت کا ملہ نہ دکھا سکتا۔

اتفاقات سے خود بخود او سے اسباب مل گیا۔ تو اوسکے صفات نے ترکیب کر دکھائی

دیا لوسر پاپو۔ زبان سے کہتے ہیں۔ پر عدل کے سامنے اوسکے رحم اور کرم کا حال

بلکہ خدا قادر مطلق رحیم خالق اسلہ پر انون اجزائے انجیزی ۱۲ منہ ۳۰ رحیم کریم ۱۲ منہ۔

کہ بے سزاویہ کسی کو نہیں سمجھتا۔ حالانکہ نیاکاری کا لفظ جسکی معنی عادل کے ہیں۔  
 اجماع تک میں نے پوچھا وید میں نہیں۔ مگر قرآن کتاب اور مسلمانوں کا اعتقاد ہے۔

وَلَوْ كُنَّا لَشَرِكٌ فِي مَلَكٍ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدْ رُءِىَ نَقْدَرٌ يَلُوحِي سُوَّةَ فَرْقَانِ

سیپارہ ۱۸۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي۔ سورۃ بنی اسرائیل سیپارہ ۱۵۔

آلہ الخلق والا کثر۔ سورۃ عرف سیپارہ ۸۔ رکوع ۱۲۔

قرآن اور اسلام تمام اشیا پر خدا کو محیط کرتا ہے۔

وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُخِيطًا۔ سورۃ نسا سیپارہ ۵۔

آریہ کی طرح نہیں کتاب ذات عالم اور اونکے خواص۔ اور ارواح اور اونکے خواص  
 احاطہ قدرت خداوندی اور اونکے خلق کے احاطے سے باہر ہیں۔

جہاں تک میں نے آریہ سے مادہ عالم کے غیر مخلوق ہونے کے دلائل سنے اونکا  
 سروقتری دلیل ہے۔ علت مادے کے سوا فاعل کچھ نہیں کر سکتا۔

تیس اگر پرانا واسکی مخلوق ہیں تو او سنے اونکو کس دے سے بنایا۔

میں کتابوں یہ دلیل تب چل سکتی ہے جب خدائی طاقت (ایشی کی شکتی) مخلوق  
 کی سی شکتی ہوتی۔ ہم تم بدون مادہ کچھ نہیں بنا سکتے۔ ایسے ہم کہ دین خدا بھی دون  
 مادہ کچھ نہیں بنا سکتا۔ حالانکہ اپنے اصول کے بیان میں آریہ نے او سے اوسیم کہا۔  
 جسکے معنی لیس کمثلہ شئی کے ہیں۔

۱۱۔ اور نہیں کوئی اوسکا سا بھی راج میں اور بنائی ہر چیز اور ٹھیک کیا اوسکو ماپ کر ۱۲۔

۱۳۔ اور تجھے پوچھتے ہیں روح کو تو کہ روح جو میرے رب کے حکم سے ۱۲۔

۱۳۔ سن لو اوسکا کام جو بنانا اور حکم فرمان ۱۲۔

۱۳۔ اور اللہ کے دھب میں جو سب چیز ۱۲۔



لطیفہ۔ دیا منہ سے ستیا رتھ اور وہ بھویرکامین لکھا ہے۔ اگر کوئی سوال کرنے پر پیشہ  
کے تو زبان نہیں۔ قلم اور دوات اور ہاتھ نہیں رکھتا تھا اوسنے ویدک سطح بنائی اور  
کیسے سنائی۔ تو اسکا جواب یہ ہے۔ کہ وہ قادر مطلق ہے اوسکو اسباب کی ضرورت نہیں  
وہ سب کچھ بدون اسباب کے کر سکتا ہے۔ ستیا رتھ پر کاش صفحہ ۲۵۶ و ۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹  
پر یہ جواب مادہ عالم میں بھول گیا۔

آریہ بھی کہتے ہیں ذرات عالم سے پہلے کیا بیکار تھا۔ اگر بیکار تھا تو معطل ہوا۔ اگر بیکار تھا  
تو کیا کرتا تھا۔ ہم کہتے ہیں وہ ہمیشہ سے خالق اور ہمیشہ سے متکلم ہے۔ جیسے ہمیشہ سے  
ذرات عالم تمہارے نزدیک اوسکے ماتحت رہے ویسے ہی ہمیشہ سے خالق بھی ہے  
پھر سوال کرتے ہیں اوسنے کس زمانے میں ذرات عالم کو بنایا۔ پھر ہم کہتے ہیں زمانہ  
بھی اوسکا بنایا ہوا ہے۔ زمانہ کیا ہے فعل کی مقدار کا نام ہے۔ باری تعالیٰ کے فعل  
سے ایک مقدار پیدا ہوئی۔ اوسی مقدار کا نام زمانہ ہوا۔

قدت کی بات ہے مجھے ایک پنڈت کول نے (یہ شخص کچھ زمانے تک مجھے تعصب  
رہا ہے) نہایت نا عاقبت اندیشی کے ساتھ آریہ سماج کی صحبت کا خطرناک زہر اوگلا۔  
میر حقیقی حامی اوسکی تلافی کرے آمین۔ نہ میری رضا مندی سے بلکہ اپنی ہی رضا  
سے۔ کالکا نام کسی مقام کا مباحثہ دکھایا۔ اوس مباحثے میں ایک طرف آریہ  
اور دوسری طرف کوئی مسلمان مولوی۔ آریہ نے سوال کیا ہے۔ مولوی صاحب  
اگر آپ روح کا حدوث ثابت کر دیں تو ہم آریہ کا دعویٰ تنازع خود بخود باطل  
ہو جاتا ہے۔ مولوی صاحب افرمائیے اگر ارواح قدیم نہیں تو کب حادث ہوئے۔  
مجھے اس مباحثہ کو دیکھ کر تعجب آیا۔ اور میر تعجب بجا نہ تھا۔ مولوی اس کیوں نہ

ہم لوگ اور تمام دنیا روح کو حادث دیکھتی ہے۔ صریح ہمارا مشاہدہ ہے زمین سے مٹی سے بننا  
 اوگے اونسے غلہ پیدا ہوا۔ او سکوحیوانات نے کھایا۔ مثلاً انسان کے زراور مادہ نے۔  
 ایک جانب مٹی پیدا ہوئی۔ مٹی میں کیا گیا اجزاء میں اور اس میں کیا گیا چیزیں میں۔ یہ  
 مقام اس تحقیق کا محل نہیں۔ دوسری طرف مادہ میں مادہ کے رحم اور خیمۃ الرحم میں  
 بھی اوی غذا سے کسی قسم کی طوبت پیدا ہوئی۔ زراور مادہ کی روح اور جسم سے یہ دونوں  
 قسم کے حیوانی مواد نکلتے۔ زراور مادہ کے فطری اور طبعی اتفاق سے رحم میں مٹی اور حینہ  
 اجزاء جو مادے سے حاصل ہوئے باہم ملے۔ در خاص طور پر جمع ہوئے اور اس اجتماع  
 سے ایک اور تیسرے انسانی شخص بننا شروع ہو گیا۔ اس صریح مشاہدے سے واضح ہوتا ہے  
 روح کہیں نہ یا مادہ کے جسم میں پیدا ہوئی اور یہ بات قریب قریب پھل دار اور پونڈی  
 درختوں میں مشاہدہ ہوتی ہے۔

اس صریح مشاہدے سے تو روح کا حدوث ثابت ہوتا ہے۔ آریہ صاحبان بقیم روح کی  
 آپ بتائیے۔ یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے۔ نباتی اجزاء حیوانی جسم میں کچھ ایسا عجیب تغیر پاتے  
 ہیں کہ انکا ایک حصہ اس حیوان غذا کھانے والے کے جسم کے مشابہ ہو جاتا ہے۔ اور کچھ حصہ  
 دل و براز وغیرہ فضول ہو کر الگ ہو جاتا ہے۔ غرض نباتی اجزاء حیوان میں ہونیکر حیوانی  
 اجزاء بن جاتے ہیں۔

تاکثرین یہ مقام اس بحث کے واسطے اجنبی ہے۔ آپ میری اس تحریر کو دیکھیں جس میں  
 میں نے بہت سے احادیث صحیحہ اور آیات صریحہ قرآنیہ کا اس مسئلے میں بسط سے ذکر کیا ہے۔  
 اور بتایا ہے کہ اعتقاد وجود روح بعد الجسد کے معارض کوئی نص صریح قطعی الدلالتہ نہیں۔  
 اس بحث کو ابن قیم نے بھی کتاب الروح میں لکھا ہے۔ اور وہ خلق روح بعد الجسد کا قائل



ہوا ہے۔ اور آیت۔

وَرَادَ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ طَهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ نَفْسِهِمْ  
أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ شَهِدْنَا أَن تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا  
غَافِلِينَ۔ سورۃ اعراف۔ سیارہ ۹۵۔

یعنی آدمی کو اللہ تعالیٰ نے آدمیوں سے بنایا۔ اور آدمی میں ایسی عقل و فطرت رکھی  
جس سے وہ اپنے رب کا قائل و اپنے خالق کی ربوبیت کا اقرار ضرور کرتا ہے۔ یہ اس لیے  
کہ محکمہ جزا و سزا میں ایسا نہ کہے کہ مجھے تو خبر نہ تھی۔ من ظہور ہم کا ترجمہ اُن سے کیا گیا  
اس لیے کہ لغت کی کتابوں میں لکھا ہے۔ من ظہور ہم اور وسطہم۔ اور کنت میں اظہرنا۔ اور بنینا۔ اس  
آیت کا ذکر اس لیے کیا کہ اس آیت شریف سے کوئی روح کا قبل الجسد موجود ہونا نہ سمجھے۔

آریہ یہ بھی کہتے ہیں۔ نجات ہاں ابدی نجات کا اُسکے گھر میں کوئی سامان نہیں ارواح  
چندے (چاہے اسے پچاس کلب کہیں) بے دست و پا۔ آرام وہ انعامات الہیہ سے  
محروم رہیں گی۔ اور یہی نجات ہے۔ دنیوی عیش و آرام بھی بدکاری کا نتیجہ ہے۔  
اول تو اس لیے کہ مرن اور جہنم میں آنا ہی عذاب ہے۔ دوم لوگ بدکار بنے لوگوں کے گناہ  
کے تو ہمارے لیے یہ گھوڑے ہاتھی خچر ہونٹ پیدا ہو گئے۔

تعجب آتا ہے۔ یہ لوگ روح کو ستنتر (مختار) مانتے ہیں۔ اور پھر کہتے ہیں روح کو نجات  
کبھی نصیب نہو گی۔ آریہ صاحبان ایک فاعل مختار کو جسے اپنے افعال میں اختیار ہے جس کا  
وجود تمہارے نزدیک ذاتی ہے۔ کوئی خدا کا دیا ہوا وجود نہیں اور سکا سترادینے والا خدا  
و یا لو۔ کرتا پا لو (رحیم و کریم) ہو سکتا ہے۔ جب کسی مختار نے اپنے اختیار سے کام کیا اور ایک

لے جب یہ سے رب نے وہ آدم سے اولیٰ اولاد اور گواہ کیا اور کوئی جانوں پر بیا میں تمہارا رب نہیں اور ہوں سے  
نہا شیک ہم قائل ہیں کہ کبھی کو قیامت کے دن ہجو اسکی خبر نہ تھی ۱۲

آریہ و نجات۔

وہ خدا کا دیا ہوا وجود نہیں اور سکا سترادینے والا خدا

دوسرے نے آکر اوس مختار کو سزا دی یہ سزا دینے والہ منصف ہو سکتا ہے۔  
 آریو آئے کینے اور بغض و رداوت پاک و صاف ہو کر ہماری ایذا سے باز آؤ۔ آؤ اوس  
 سرب شکیمان (قادر مطلق) انوپیم (میس کشکشی) دیا لو (رحیم) کی عبادت کریں۔  
 اوس کے آگے ہاتھ باندھیں۔ اوس کے آگے سر جھکا دیں۔ اوس کے آگے گرین۔  
 اوس کی استغاثی (حمد) کریں۔ اوس سے دعا مانگیں جسے نیست سے بہت بنایا۔ اپنے  
 کمال قدرت سے ہاں قدرت ہی سے آلات اور اوسے کے کام لیے۔ ارواح اور اوس کے خواص  
 فزات عالم اور اوس کے خواص اوس نے بنائے۔ اوس ہادی کے لیے دعا کریں جسے بہن برآ  
 سکھائی۔ پچھے دل سے گناہ کا ترک قبل نزول بلا اوس کے آگے عذر کرے اپنے گناہ سے رجوع  
 کرے۔ نیکی کی طرف متوجہ ہو۔ اوس کریم رحیم کا عدل و رحم دونوں ایسے محتاج سائل کی دستگیری  
 کو طیارہ بن۔ وہ ارواح کو نجات دے گا۔ ابدی نجات بخشے گا۔ اوس کو کمال عشق و آرام میں لے جائے گا  
 اس اصل اول سلام کا (جب کا ذکر میں نے کیا ہے اور وہ شہادت کا لا الہ الا اللہ ہی نہا۔  
 عمدہ ضمیمہ شہادت آن محمد اکبر و رسولہ ہے۔

عدگی کی وجہ یہ ہے۔ ہر ایک قوم کی ہدایت کو اللہ تعالیٰ نے منبر اور رضا کی نافرمانیوں پر ڈر  
 سنانے والے بھیجے۔ مگر قوم کی سابقہ بت پرستی کی عادت اپنے ہادیوں کی محبت سے ایسی ملی  
 کہ آخر ہادی ہی معبود بنائے گئے۔ حضرت مسیح جیسا خاکسار بندہ خدا بنایا گیا خوش اعتقاد و جتنے  
 کمال جہالت کے زمانے میں معبود یقین کیا۔ اب تھوڑے ہی دنوں سے علوم کے واقف  
 ہوئے۔ مگر بائی تقلید نے جکڑ رکھا۔

ایک نہایت ہی ذلیل قوم یہود سے پٹا پر عمدہ الوہیت سے معزول ہوا۔

سری رام چند دھیمہ رسیدہ بادشاہ اللہ مجسمہ اور اوتار بنائے گئے سری کرشن جٹکو



ایک تیر کے صدر سے دنیا سے جواب دیا پر میسر سمجھے گئے۔

اگنی اور وایو اور سورج وغیرہ عنصری اشیا۔ ایسے کہ وہ اون اگنی اور وایو اور سورج کے ہنہام تھے چپروید اترے پرستش کیے گئے۔ سکھوں کے گرد جو صرف اگنی عشق کے مست اور اوسی کی مدح سرائی میں سرشار تھے اباس زمانے میں حاجت رزا اور پر میسر اور اونار ہو گئے۔

محمد رسول اللہ پر تعلیم توحید کا خاتمہ ہے جنہوں نے اپنی عبودیت کے اقرار کو توحید الہی کے اقرار کے ساتھ لازمی کر دیا۔ وید میں انجیل میں سیات ہوتی۔ اور ان لوگوں کے اصولوں میں بادی کی نسبت عبودیت کا اقرار لازمی رہتا۔ تو شاید یہ قومین قوم عرب کی طرح شرک سے محفوظ رہیں۔

ایک طرف عرب کی اس خطرناک بت پرستی کو دیکھو جو قبل از اسلام تھی۔ اور ایک طرف اس تیرہ سو برس کی خالص توحید کو دیکھو ہر تباؤ کسی قوم میں اتنی دیر تک اس طرح علی العموم توحید محفوظ رہی ہے۔ اگر نہیں تو اس کلمہ توحید کا آخری جزو بے رب سخت معجزہ اور غرق عادت ہو گیا۔

اسلامی دوسری اصل نماز ہے۔ (نماز کی بابت مفصل بحث علیحدہ اسی کتاب میں ہے جو نماز کیا ہو خدا سے ولی نیاز اور یہ عبادت تمام مذاہب میں اصل عبادت ہے۔ اور کچھ شک نہیں دلی جوشوں کا اثر ظاہری حرکات اور سکانات پر ضرور پڑتا ہے۔ اور ظاہر حرکات و سکانات کی تاثیر قلب پر ضرور پہنچتی ہے۔ باری تعالیٰ ہی کے دست قدرت میں منجوس رہنے کا ثبوت اور اسکی بارگاہ میں بہمال ادب حاضر ہونے کا بیان اگر ہمارے اعضا کر سکتے ہیں تو نماز کا قیام اور نماز میں ہاتھ باندھنا بے شک

عمدہ نشان میں۔ دلی عجز و انکسار غایت دربت کا تذلل اگر کوئی ظاہری نشان رکھتا ہو تو حالت یقوع و سجدہ ہرگز کم نہیں۔

اسلامی نماز میں جو کلمات میں انہیں صرف باری تعالیٰ کا معبود ہونا اور اسکی رحمت عامہ اور خاصہ اور شرف اور جزا کا بیان ہے پھر اوسی مالک کی عبودیت کا اقرار اور اوسی کی امداد کا اعتراف ہے۔ پھر نمازی اپنے اور تمام لوگوں کے لیے راہ راست پر چلنے کی دعا مانگتا ہے۔ اور بارگاہ حق میں عرض کرتا ہے مجھے ایسے لوگوں کی راہ دکھا جنہیں تیرا فضل ہے۔ اور ان بردگی راہ سے بچا جنہیں تیرا غضب ہے۔ یا جو لوگ راہ سے تھک گئے۔

پھر کچھ الہی تعریف کے الفاظ ہیں۔ پھر تمام نیک لوگوں کے لیے دعا ہے۔ پھر عظم توحید ابراہیم راستباز پر (جو تمام نبی اسرئیل اور بنی اسمعیل کے مورث اعلیٰ ہیں اور جنکی اولاد میں محمد صاحب بھی ہیں) اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دعا ہے۔ کیونکہ انکے مسامی حبیہ سے شرک کا بڑا استیصال ہوا۔ اور توحید نے عروج پایا۔ پھر اپنے لیے دعا ہے۔

انسان کا خاصہ ہوا اسکے دل پر کسی واعظ کی نصیحت کا اثر ایک ہی بار کچھ نہیں پڑتا انسان کے دل کا رنگ جو اسے محسوسات میں لگائے رکھنے سے پیدا ہو جاتا ہے ایک دفعہ کے تذکرے سے دور نہیں ہوتا۔ قانون قدرت میں محسوسات میں رنگ زدہ اشیا ایک دفعہ کے مصقلہ پھیرنے سے روشن اور چمکدار نہیں ہوتیں۔ سورہ فاتحہ بھی بڑی بڑی روحانی بیماریوں کے رنگ کا مصقلہ تھی۔ اسی واسطے ایک نماز میں کہنی پڑھی جاتی ہے۔

بتاؤ کون قوم ہے جو مناروں پر چڑھ کر بلند آواز سے کمال دلیری اور جوش سے اپنے معبود اور مناسبت ہی بڑائی والے خدا کی عظمت اور اس کے معبود ہونے کی شہادت دے



اور اپنے محسن ہادی کی رسالت پر شہادت دے۔ پانچ وقت مکرر الفاظ سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف بڑی بلند آواز سے منارے پر چڑھ کر بتلاوے۔ اور اپنی عبادت کی خوبی بتلاوے۔ اور پھر اپنی اس منادی کو خدا کی کمال تعظیم پر ختم کرے۔ سو چوہی معنی کلمات اذان کے ہیں۔ ہاں ہادی اسلام نے قوم کو گھنٹوں سیپوں نا قوسوں نا گھنٹوں برہٹوں سے قوم کو معافی بخشی۔ بلکہ یوں کہیے بچا لیا۔

**فائدہ۔** وقت پر یاد آیا۔ یہ اسلامی ہی مذہب کی خصوصیت ہے۔ کہ اپنی ہر ایک کتاب کی ابتدا میں اپنے خالق کی ستائش کریں اپنے محسن کی تعریف کریں۔ اوسکے لیے دعا مانگیں۔ لکچر کی ابتدا میں ہی حال ہے۔ (لکچر کا ترجمہ خطبہ ہے) بلکہ لکچر کی خوبی بھی اسلامیوں پر ختم ہے۔ کھڑے ہو کر لکچر دنیا تو انکی ہر نماز جمعہ میں دیکھو۔ مگر غور کے قابل یہ ہے۔ کہ عین لکچر میں جان اور قوموں کو تالی بجانے کا موقع ملتا ہے وہاں اسلام میں اللہ اکبر اور سبحان اللہ موزون ہے۔ توجہ الی القبلہ کا تذکرہ بحث ج ۱ اور مفصل بحث نماز میں اسلامی عیسوی اصل رکواۃ ہے۔

زکوٰۃ کیا ہے۔ ایک قومی و مشنری جذبہ ہے۔ جس میں سوائے خاص مصروفوں کے کسی تنفس کی خصوصیت نہیں۔ زکوٰۃ اور اصدقات کن لوگوں کے لیے ہیں۔ دیکھو قرآن۔  
 إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْعَمِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ  
 وَفِي الرِّقَابِ وَالْخَارِصِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ - فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ  
 سورۃ توبہ - سیپارہ ۱۰ - رکوع ۱۲

ہاں محمد صاحب کی قوم نبوہا شتم پر زکوٰۃ اور صدقہ حرام ہے۔ انکو جائز نہیں۔ کہ ان

سے زکوٰۃ جو سو حق ہے غنسون کا اور محتاجین کا اور اس کام پر جانے والوں کا اور جکا دل پر مانا ہی اور کوئی چھوڑنے میں نہ آئے ان اوقیدوں کا چھوڑنا اور جو وہاں کریں اور اللہ کی راہ میں اور ماہ کے مسافر کو شہر دیا ہو اللہ کا ۱۲۔

مشتری چند دن سے کچھ لین۔ گو کیسے ہی غریب اور مسکین کیون نہوں۔ منصفو ایستنا  
بھی قابل غور نہی۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نہکے تھے۔ تو آپ نے صدقے کی کججورون  
میں سے ایک کججور اٹھالی اور چاہا کہ منہ میں ڈالیں۔ جناب رسالتآب نے زور سے  
منع فرمایا۔ اور منہ سے نکلوا دی۔

مقابلہ۔ یہودی شریعت کے رو سے ایسے چند سے خاص لایون (قوم ہونے  
و بارون) کا حق۔ یا مسکن کے خرچ تھے۔

ثبوت سنو۔ ہدایا مسکن کے لیے۔ سونا۔ سونے کے برتن۔ برتے۔ مینڈھے  
بیل۔ بنجور۔ گنتی ۷ باب ۱۱۔ و ۸ باب ۸۔ و ۳۵ باب ۲۔ گھر کے لیے سال بسال۔  
تکث شقال تخمینا۔ ۱۰ باب ۳۲۔ آدمی پیچھے پانچ شقال۔ یہ فدیہ بارون اور اوکی  
اولاد کے لیے۔ گنتی ۴ باب ۴۸۔ خروج ۳۰ باب ۱۳۔ ۲۶۔ ۲ تا یخ ۲۲ باب ۹ و ۶۔  
کاہنون کے حقوق۔ شانہ۔ کنپٹی۔ جھو جھہ۔ پہلا غلہ۔ پہلی شراب۔ (یہ بھی صدقات  
میں ہی پہلا تیل۔ پہلی اون۔ کیونکہ وہ برگزیدہ ہیں۔ استثنا۔ ۱۸ باب ۳۔  
رومن کیتھولک ریس کے ایسے چند سے باپا اور برہمنون کے لیے ہیں۔

مقابلہ۔ ہادی اسلام کو اس واسطے قرآن عمدہ کہانت سے الگ کرتا ہی اور کہتا ہی۔  
اِنَّ لِّقَوْلِ رَّسُوْلٍ كَرِيْمٍ وَّ مَا هُوَ يَقُوْلُ شَاعِرٌ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ وَّ لَا يَقُوْلُ  
كَاهِنٌ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ۔ سورۃ الحاقہ سیپارہ ۲۹۔  
اور ہادی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

شہ یہ بات ہے ایک پیغام لانے والے سردار کی اہد نہیں یہ بات کسی شاعر کی تم تھوڑا یقین کرتے۔  
ورنہ یہ بات کاہن کی تم تھوڑا دھیان کرتے۔



مَا سَأَلْتَهُمْ مِنْ بَاجٍ فَهُوَ لَكَمْ إِنْ أَجْرِي إِلَّا عَلَى اللَّهِ - سورة سبأ سبأ ٢٢ -

ہادی اسلام کو مدینہ میں یہودوں کے اموال سے جبکہ ذکر جہاد میں مین نے کیا ہے۔  
کچھ مال ہاتھ آیا وہ مسلمانوں لشکریوں کی فتوحات سے نہ تھا۔

اس مال کی نسبت سورہ حشر سیارہ ۲۸ میں حکم ہوتا ہے۔ یہ مال للہی ضرورت اور نبوی اصحاب و انصار کے لیے اور یمینوں مسکینوں مسافروں کے واسطے ہے۔ یہ مال مہاجرین اور انصاروں اور ان سے پیچھے آنے والے لوگوں کا جو پہلوں کے حق میں دعا میں کرتے اور برا نہیں بولتے۔ پر خاص حصہ نبوی کی نسبت جناب رسالتاً اب فرماتے ہیں۔ لَا تُؤْكُتُ مَالُكَ لِنَافِهِمْ وَصَدَقَهُ۔

تہا کہ دنیا بادی بنی اسرائیل و راونکے گہرانے کا خاتم حضرت مسیح زکوٰۃ کی نسبت کیا فرماتے ہیں۔

مال اپنے لیے آسمان پر جمع کر جہان کی طرہ مورچہ خراب کرے نہ چور سنبندہ کی  
جہان مال جو دہان دل ہے۔ مستی ۶ باب ۲۰ و ۲۱۔

ایک دولتمند نے حضور کے پاس رہنا اور خدائی بادشاہت میں داخل ہونا چاہا۔ اسے حکم دیتے ہیں تمام مال و اسباب دے ڈال تب میرے ساتھ رہو۔

استی - ۱۹ - باب - ۱۶ - ۲۴ -

وہ بیچارہ باوجود شوق داخل نہوسکا انسانی نظری کمزوری نے روک لیا۔  
غور کرو کیا تمام لوگوں کے ایسے حوصلے ہوتے ہیں جیسی مسیح کی خواہش ہو۔  
جو کل کی فکر آج کرے حسب تعلیم مسیح ... بنجاوے۔

۱۔ جو میں نے تم سے کچھ نیک سو متعین کر لیا ہے۔ میرا نیک ہر اوسے اللہ پر ۱۲۔

جب ہر متے بڑے دولت مند اور بادشاہ عیسائی جو برسوں کا قہر آج کر رہے ہیں کہے  
 اسی بادشاہ بہت زین داخل ہوئے۔ اونٹ کا سونے کے تانے سے لگانا آسان۔ اور  
 دولت مند کا غذا کی بادشاہت میں داخل ہونا محال۔ مٹی ۱۹ باب ۲۴۔

مسیح کی تعلیم خاص وقت اور خاص محل پر اور خاص طبائع میں موثر ہے۔ اور  
 بعض طبائع کو پسند اور پیاری معلوم ہو سکتی ہے۔ مگر ہر حال اور ہر ایک کے لیے اس تعلیم کا  
 خدا کی طرف سے حکم ہے۔ قانون فطرت کی گواہی اور عمل درآمد سے اسکی تصدیق نہیں  
 ہو سکتی۔ البتہ فطرت کے مطابق کہا جیسے کہا۔

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسِطِ فَتَقْعُدَ  
 مَلَكًا كَخُورًا۔ سورۃ بنی اسرائیل سیپارہ ۵۔ رکوع ۳۶۔

بَسُّوْا نَفْسَكُمْ مَا ذَا يُنْفِقُوْنَ قُلْ كَعَفُوْ۔ سورۃ بقرہ سیپارہ ۲۔ رکوع ۱۱۔

صدقات کیسے مال سے دین۔ کس قدر صدقہ نہایت ضروری ہے۔ اس کے قواعد جیسے اسلام  
 میں عقل و فہم میں مجھے معلوم نہیں کہیں اور جگہ بھی ہوں۔ مسیح فرماتے ہیں جو  
 کوئی تجھے مانگے اسے دے۔ کہاں سے دے۔ چوری عوامکاری سے بھی۔ بری  
 چیز مانگے۔ محال بھی مانگے کیا تب بھی ہم دین۔ مگر قرآن فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طِبَابَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا  
 لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَلَا تَتَّبِعُوا الْخَيْبَ مِنْهُ تَنْفِقُوْنَ وَلَسْتُ بِأَخِذٍ بِهِ۔  
 سورۃ البقرہ۔ سیپارہ ۳۔

اے مومن! تم اپنے گروں کے ساتھ اپنے گھر سے اور گھر سے اٹھنا پھر تو مجھے جس سے الزام کیا یا

میں اور جو چاہے میں تجھے کیا خرچ کرنے نہ کہ جو از خود ہو (حاجت سے) ۱۲۔

اے مومن! خرچ کرو تمہاری چیزیں اپنی کمان میں اور جو تجھے نکال دیا تمہاری چیزیں اور نہایت نہ کہ گندی چیز پر کہ خرچ کر دو اور تم آج لو



اسلامی چوتھی مسئل روزہ پر۔

اس عبادت کا پتہ عتیق میں دیکھتا ہو تو دیکھو۔ میں نے اہل ادا کے دریا پر بنا دی گئی  
کہ روزہ نہیں اور خدا کے آگے دیکھ چھینیں اور اس سے دعا مانگیں تو کہ اپنے اور اپنی  
اولاد اور مال کے لیے سیدھی راہ پاویں۔ عزرا ۸ باب ۲۱۔

روزے کی نسبت یسایا ۵۸ باب ۳۔ سموئیل ۲ باب ۱۶۔ دانیال ۹ باب ۲  
استر ۳ باب ۱۶۔ یوئیل ۲ باب ۱۲۔ و ۲ باب ۱۵۔ یوہنا ۱۴ اور جمعرات کا روزہ رکھتے تھے  
لوقا ۱۸ باب ۱۲۔ اور روزے کا حکم عہد جدید میں اسطرح ہے۔

مسیح کے شاگرد مسیح سے کہنے لگے۔ ہم کیوں دیونہ نکال سکے۔ تو آپ فرماتے ہیں  
اپنی بے اعتقادی کے سبب۔ میں تمہیں سچ کہتا ہوں اگر تمہیں الہی کے واسطے کہ برابر  
ایمان ہوتا۔ تو پکار کر یہاں سے وہاں چلا سکتے۔ اور کوئی بات تم سے اٹھونی نہوتی۔ پر جنس  
دعا اور روزے کے بغیر نہیں مٹی۔ متی ۷ باب ۱۹۔ ۲۱۔

غور کرو عیسائیو! مسیح کے شاگرد حبشہ میں مسیح بے اعتقاد اور بے ایمان ہیں  
کہ نہیں۔ یہاں ذرا ہمارے ہادی کے جان نثاروں کو یاد کر لو۔ آج تک وہ دعاؤں  
اور روزوں کی بدولت مسیح کے قول کی تصدیق کرتے ہیں۔

عیسائیو! یورپ اور ہندو افریقہ اور امریکہ۔ یہ سب آیت متی ۷ باب ۱۹۔ کوئی  
تہمین سے رائی سر بھی ایمان رکھتا ہے یا نہیں۔ سنو۔ پولوس اور برنباؤس مسیح  
کے شاگرد بھی روزہ رکھتے تھے۔ ۳ باب ۲۔ اعمال۔ مگر انھوں نے بھی انھونی  
ہوش نہ کر دیا۔ اس عبادت کا فائدہ قرآن نے خود بیان کیا۔

کِتَابُ عَلَیْہِمْ اَنْ یَّصُیُّوْا کَمَا سَبَّحَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلُکُمْ لَعَلَّہُمْ یَتَّقُوْنَ تَامَّ مَعَهُ وَدَّیْہِ  
یہاں پر روزہ رکھنے کا حکم ہے۔ جہر جہر لکھا ہے۔ کہ جو پہلے تو کہتے تھے کہ جو پہلے لکھتے تھے کہ ان ۱۲۔

روزہ رکھنا

روزہ رکھنا

سلامی پانچویں اصل جج کر چکے اور اسکے اعمال پر مفصل بحث  
 مکہ منظمہ کا ثبوت مقدمہ کتب سے ملتا ہے اسی کتاب میں مندرج ہے، اہل اسلام کے  
 قومی اجتماع کا ایک سفر۔ مسلمان بھائی مجھے مجھے کے آپس میں ہر روز پانچ دفعہ پانچ ہزار  
 بیت باہم مل لیا کریں۔ یہ بات مخلوکی مسجد دہلی پانچ بار حاصل ہو جاتی ہے۔ ہر شہر شہر کے  
 اہل اسلام کا باہم ملنا ہر سوین روز جج کے ذریعے سے حاصل ہوتا ہے۔

فیضانِ وقت مساجد کی نظانت کا اہتمام اس بات سے دریافت ہو سکتا ہے کہ  
 اسلام میں جب اسلام اپنی اصلی حالت پر تھا ہادی اسلام اور اسکے جانشینان باکرم  
 تک کے لیے مساجد میں وضو کرنے کا کوئی مکان نہ ہوتا تھا۔ نہ مساجد میں طہارت خانے  
 اور جگہ ضرور ہوتے تھے۔ صاف ظاہر ہوتا ہے رطوبات متعفنہ سنیدہ وغیرہ کو غسل دیتے  
 اور ایسے موقع اجتماع کا منافی سمجھا۔ ہم کچھ لوگوں کے اظہار اور کردار کے ساتھ درمیان  
 رسالت کے وقت مساجد میں خوشبو بھائی جاتی تھی۔ اور مساجد میں یا وندے قریب  
 اجتماع رطوبت کا کوئی مکان نہیں ہوتا تھا۔ گھروں میں وضو کرنے کے مسجدوں میں جاتا تھا  
 رسول اللہ سے ثابت ہے۔ اور اس میں نصیحت بیان کی گئی۔

تمام شہر اور اسکے حوالی میں رہنے والے مسلمانوں کے اجتماع کے لیے جامع مسجد  
 اور جمعے کی نماز تجویز ہوئی۔ اور کثرت اجتماع کے لحاظ سے حکم ہوا۔ جمعے سے پہلے نہ لینا  
 کپڑے بدنا بشرط امرکان خوشبو لگانا۔ اذان کے وقت جو خطبے (کچر) کی ابتدا میں ہوتی  
 دو جمعے کو آواز ظہر کی نماز سے آدھی دو رکعت کی نماز پڑھ کر اپنے اپنے کاموں پر چل جائے  
 زیادہ دیر تک کے اجتماع کو جو محل صحت تھا منع کر دیا۔ بعد اجماع و غلط کی عادت ابتدائی  
 اسلام میں نہ تھی۔ قصبات اور دیہات اور شہری اہل اسلام کے اجتماع کو سال میں



دو بار عید الفطر اور عید الاضحیٰ پر تجویز کیا۔ کثرت بخیر من عدم صحت کا اندیشہ اس طرح مٹایا  
 تھا و کپڑے بدلے سخت گرمی سے پہلے ہی شہر سے باہر کھلے میدان میں زین و مرد سب  
 جا کر جمع ہوئے۔ وہاں دو رکعت کی نماز پڑی اور اسکے بعد ضرورتوں پر خطبہ (لکچر)۔

تمام بلاد اسلام کے مسلمان بھائیوں کے اجتماع کے واسطے صدر مقام وہ جگہ تجویز  
 ہوئی جہاں سے ایسے عظیم الشان حکیمانہ مذہب کا نشو و نما اور ابتداء شروع ہوئی۔ الہ آباد  
 مسلمان فقیر ہو یا امیر ہر سال اس کا وہاں جانا خلافت فطرت تھا۔ اور خلافت اسکان۔  
 اس لیے حکم ہوا آسودہ لوگ استطاعت والے مسلمان وہاں جاوین مختلف بلاد کے  
 حالات جانتے اور ان کے علوم و فنون کے ادھر سے ادھر۔ ادھر سے ادھر لانے  
 میں اصحاب استطاعت ہی غالباً عمدہ طور پر کامیابی کا ذریعہ ہوتے ہیں۔

کمال تھا اور باہم پرلے درجے کی یکتائی کے واسطے اور اس لحاظ سے بھی کہ اُمرا  
 اور رؤسا کے ساتھ اونٹ غریب نوکر چاکر بھی ہونگے اور ضرور ہر کوئی عاشق الہی  
 غریب اور مسکین مسلمان بھی وہاں جا پونچے۔ حکم دیا تمام حجاج سادہ لباس صرف وچھاڑنا  
 پر اکتفا کریں۔ کسی کے سر پر عمامہ اور ٹوپی نہ ہو۔ کوئی کرتہ نہ پہنے۔ کمال درجے کی بے غلی  
 اور سادگی سے باہم ملین اور کَلْبِکَ لَبْنِکَ اَللّٰهُمَّ کَلْبِکَ کَلْبِکَ لَبْنِکَ کی صدا  
 بلند کریں۔ اتنا بڑا اجتماع اس صدر مقام میں کہاں ہو۔ شہر سے کئی کوس کے فاصلے  
 پر نہایت بڑے وسیع میدان میں۔ جہاں کسی مخلوق کی تعظیم کا نام و نشان ہی نہیں  
 نہ کوئی پتھر نہ کوئی درخت نہ کوئی ندی نہ کوئی رتھ۔

حج کی بحث مفصل علیحدہ لکھی جاوے دیکھو وہاں ہر ایک نعل حج کی نسبت کھڑکڑ  
 لطیفہ۔ ذرا ناظرین صاحبان اس میں پر غور کریں۔ میرے اکلوتے فرزند نے سید الشہداء

(جسکی جدی سے نہایت سخت رنج میں ہوں۔ وَأَشْكُو بَيْنِي وَبَيْنَ أَلْحَمْدِ لِلَّهِ۔ انا شکوہ  
 اطلب وصالہران کان مع رضاك) مجھے نماز اور زکوٰۃ اور روزے اور حج کے  
 اسرار پر سوال کیا۔ اور وقت میں نے اسے جواب دیا۔ نیازمندی دو قسم ہوتی ہے۔ ایک  
 نیازمندی خادمانہ۔ خدام کی نیازمندی اپنے آقا اور بادشاہ کے ساتھ۔ دوسری نیازمندی  
 عاشقانہ۔ عاشق کی محبوب کے ساتھ۔ پہلی قسم کے نیازمند کو مناسب ہر درباری لباس  
 پنکر بڑے ادب اور وقار سے مالک کے دربار میں حاضر ہو۔ اور تمام حکام اور مہیوں کی  
 اطاعت سے کان پر ہاتھ رکھ کر اطاعت کا اقرار کرے۔ ہاتھ باندھ حکم کا منتظر رہے۔ بیک  
 کر تعظیم دے۔ زمین پر ہاتھ رکھے حضور کے غریب نوکروں کے لیے نذر دے۔ یہی مجملہ  
 حقیقت نماز اور زکوٰۃ ہے۔

عاشقانہ نیازمندی ضرور ہے۔ عاشق اپنے محبوب کے سامنے عشق میں بھوکھ اور پیاس  
 بھی دیکھے۔ نہایت درجے کے اوس عزیز کو بھی جسکی نسبت لکھی ہے۔ انسان مان باپ چھوڑ  
 کر اوس سے متحد اور ایک جسم ہوگا کچھ دیر کے لیے ترک کرے۔ اور جہاں یقینی طور پر  
 سُن لیا ہو کہ میرے محبوب کی غنایات اور توجہات کا مقام دیوان دور تا کو دتا سر کے  
 عمامے اور ٹوپی سے بے خبر پونچے پروانہ وار دیوان فدا ہو۔ کمین دشمنوں کی روک  
 روک کی جگہ سُن پائے تو دیوان پتھر چلا دے۔ یہی محمل حقیقت روزے اور حج کی سمجھو۔  
 مولوی محمد قاسم مرحوم نے یہ صوفیانہ تقریر مفصل پنچے بابے میں لکھی ہے۔ اس جواب پر  
 میرے عزیز فرزند نے مجھے کہا۔ آپ جب اسرار شریع اسلام بیان کرتے ہیں تو میر  
 دو اعترافیں وار دیتے ہیں

اول یہ اسرار جواب بیان کرتے ہیں اگر واقعی اور سچے ہیں تو خود خدا نے یا جناب



رسالت مآب نے یا آپ کے صحابہ نے کیوں بیان نہ کیے۔

وہم۔ ان اعمال کے ساتھ اسلام نے یہ چند رکعات اور دعائیں کیوں لگا دیں۔  
اگر صرف اجتماع قومی ہی جمعہ اور جماعت خیرین اور حج میں مقصود تھا۔

خاکسار نے اس عزیز سے کہا۔ قانون قدرت پر نظر کرو۔ فوٹو گراف۔ بیٹھو گراف۔  
ٹیلی گراف۔ چھاپہ۔ ریل آسٹیم کے اسرار عناصر میں اور وقت سے موجود ہیں جب سے

عناصر کو خالق عناصر نے پیدا کیا (ہیان میرا عزیز غور کرے)۔ اللہ خدا نے اور وقت ان  
سرار کو بیان فرمایا۔ نہ اس کے، دن مقررین بارگاہ نے جو اور وقت تھے۔ انکی تشریح کی

پھر کیا وسوقت کے بیان کرنے سے لازم آتا ہے کہ یہ اسرار موجود ہی نہ تھے اور یہ منافع  
موانع ظاہر ہوئے ان عناصر میں اسی زمانے میں موجود ہو گئے ہیں۔ عزیز من قانون

شرعیات ان اسلام بعینہ قانون آدمی سمجھو۔ عزیز من قانون قدرت اور طبیعیات میں  
صرف وہی سر اور منافع نہیں جو حکما سے یونان اور یورپ اور بقول آپ یہ سماج

و نمایان بندہ توحید آریہ ویش نے بیان کیے۔ بلکہ اور بے انتہا اسرار بھی ہیں۔ اگر ہم  
قانون کے سرار بے انتہا ہیں اور صرف اسقدر نہیں جو تک حکما نے بیان کیے ہیں

تو انکام اسلام کے اسرار بھی ایسے ہی سمجھو۔  
معلوم نہیں زمانے کی ترقی پر کیا کیا اسرار قانون قدرت اور قانون شریعت میں ظاہر

سلف امت اگر اسرار بیان کرتے تو کسقدر اور کیا بیان کرتے۔  
لطیفہ وسوقت جب میں یہ باتیں کر رہا تھا۔ یا اسکے قریب۔ ایک بندہ ویا آریہ تشک

مبتدا بغرض علاج میرے پاس آیا۔ بیمار کو دیکھا۔ و سکا وہ چمڑا جو مردکی شرگاہ پر ہوتا  
زر تختے میں کاٹ دیا جاتا ہے اسے زخمی تھا۔ اور ممکن نہ تھا تھپچھے بہت سکے۔ ناجائز

اوس بیا کا ختنہ کیا گیا۔ مین نے کہا سبحان اللہ آج ختنے کی ضرورت بشا ہر سے مین آئی اور  
ایک آریں کو ایک اسلامی مسئلہ بھوری ماننا پڑا

دوسرے اعتراض کا جواب یہ ہے (۱) سرف اتباع قومی ہی مقصود بالذات نہیں ہوتا  
بلکہ سلام کا مشا ہر کہ ہر ایک فعل مین ہر ایک قول مین ہر ایک ہار خالق اور رازق مرتبی ہوتا  
کوئی فعل و قول بدون شمول نام باری و رضای ایزدی ہو۔ ہر وقت فانی اثیاست  
بتا کی طرف جسم سے روح کی طرف توجہ رہے۔ و کمیو پا پخانے کو جاتے ہوئے۔ ایک جسمانی  
نجات پھینکنے کی جگہ جاتے مین۔ اسلام کھاتا ہر پا پخانے مین جاتے وقت کہو۔

أَنَا هُوَ الَّذِي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجَحِيمِ وَالْجَبَّارِ

وہرب پا پخانے سے نکلے تو اس واسطے کہ ایک جسمانی دکھ سے نجات پائی اور جسم سے  
جسمانی نجات دور ہو گئی۔ روحانی نجاتوں کے دور ہونے کی دعا مانگے اور کہے۔  
عَفِّرْ أَمَّا - یعنی ہر ایک بڑی پر تیری مغفرت مانگتا ہوں۔

دوسری بات بجواب اعتراض دوم یہ ہے کہ اگر یہ روحانی محرکات الہی اذکار اور  
الہی عبادتین ان اعمال کے ساتھ نہ ہوتیں تو یہ اعمال متروک ہو جاتے۔ باہمی امتلا ف  
سے یہ انجمنین مثل درونی انجمنوں کے فنا ہو جاتیں۔ یا یہ اعمال صرف دنیوی شافع  
پر محدود رہ جاتے۔ اب ان اصول خمسہ اسلام کا ثبوت قرآن سے سئلو۔ قرآن کے  
پہلے سپارے۔ پہلی سورت کی ابتدا مین ہے۔

ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ - هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْْبِ وَيُقِيمُوْنَ  
الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُوْنَ - ابتدا ہی قرآن۔

۱۔ اے اللہ مین تجھے یہ یوں اور فہم سے پناہ مانگتا ہوں کہ  
۲۔ اس کتاب مین کچھ شک نہیں کہ تیری بزرگوں کو جو تین کرتے ہیں ان کی



يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَبِيبٌ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُنتَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ  
تَعْلَمُونَ - سورة بقرہ - سیپارہ ۲ -

وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا - سوہ ال عمران سیپارہ ۲  
الطیفہ حج کے بیان میں دینی اور دنیوی دونوں قسم کے منافع کا بیان ان آیات  
سے نکلتا ہے۔ اول رکوع آخر آیت شہر معلومات میں لکھا ہے۔

فَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ  
وَمِنْهُمْ مَن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ  
النَّارِ - سورة بقرہ - سیپارہ ۲ -

وَآذِنُ فِي النَّاسِ بِالْحِجِّ يَا أَيُّهَا الرَّحْمَنُ عَلَى كُلِّ صَامِرٍ ثَابِتٍ مِنْ كُلِّ مَجْزٍ  
عَمِيقٍ لِّسْتَهْمَةٍ وَأَمْنًا فَعَلَهُمْ - سورة حج - سیپارہ ۱۴ -

فائدہ - حج میں فوائد کی تحصیل کا خیال رہے غور کرو لفظ لیسٹہ داسناغ پر۔  
انسان پیدا ہوا لڑکی یا لڑکا۔ تمام بلاد میں علی العموم اور عرب میں بالخصوص رواج  
تھا لڑکیوں کو مار ڈالتے تھے۔ اور لڑکوں کی نسبت کثرت اولاد کو ناپسند کرتے تھے۔  
ایک یونانی حکیم کا قول ہے لڑکے لڑکے کا نوٹا مارے جاوین۔ کثرت اولاد پر استقامت  
جنسین اور مانع حمل ادویہ پوچھنے والے بہت سے لوگ میرے پاس آئے۔ انسانی  
قربانی کا جسے ہندوین بڑی کتنے میں۔ یہود میں عام رواج تھا۔ عرب کے بت پرست بھی

اسے اور ایمان والوں کو ہوا تمپر دزے کا جیسے حکم ہو تھا تھے انگوٹ پر شاہ تم پر ہیزگار ہو جاؤ  
اسے اور ان کا حق ہو لوگوں پر بھی کرنا اس گھر کا ہو کوں دوسے اس گھر کا  
اسے ہر کوئی آدمی کتنے ہر سے رہا ہے دوسے سما دنیائیں اور اسے آخرت میں کچھ حیف نہیں۔ ورنہ  
اسے ہر عرب ماہ سے ہندو میں خلی اور آخرت میں خولی ۱۲۔  
اسے درپائے ہر نہیں حج کیونکہ اسے ہر سے پاس سیدان درویشوں کو فائدہ پہنچاتے ہر دوسے کو فائدہ پہنچاتے

اس بلا سے بدین گرفتار تھے مگر ضرور نے ان امراض کا علاج ایسا کیا جسکی نظیر نہیں  
اور یہی بات فرق عادت ہے کہ ان امراض کا نام و نشان ملک عرب میں نہ رہا۔  
دیکھو قرآن ان قبیلے روم پر کیا فرماتا ہے۔

اِذَا الْمَوْءِدَةُ سُئِلَتْ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ - سورۃ تکویر سیارہ ۳۰۔  
وَلَا يَقْتُلُوا أَوْلَادَهُمْ خَشْيَةً إِمَّا لَقِيَتْهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يَكُونُ ثَرْوًا فَأَتَتْكُمْ حُمُومٌ  
خِطَابِ كَبِيرًا - سورۃ بنی اسرائیل سیارہ ۱۵۔

وَكَذَلِكَ زَيْنٌ لِّكَثِيرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ قَتَلَ أَوْلَادَهُمْ شُرَكَاءُهُمْ لِيُردُّوهُمْ  
وَلِيَلْبِسُوا عَلَيْهِمْ دِينَهُمْ - سورۃ انعام - سیارہ ۸۔

یتامی کی تربیت اور پرورش - اور یتیموں کے حفظ اموال و اسباب کی تاکید  
وَ اَنْ تَقُوْا لِلْيَتَامٰى بِالْقِسْطِ -

اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتَامٰى اَتْمَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا  
وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا - سورۃ نسا - سیارہ ۴۔

وَاُولٰٓئِیْمٰی اَمْوَالُهُمْ وَلَا تَلْبِسْهُم بِالطَّيِّبِ وَلَا تَأْكُلُوْا اَمْوَالَهُمْ  
اِلٰی اَمْوَالِكُمْ اِنَّهٗ كَانَ حُرًّا كَبِیْرًا - سورۃ نسا - سیارہ ۴۔

پھر بچوں کے پیدا ہونے پر کسی فضول رسم کا نام و نشان نہیں۔ بچے کے پیدا ہونے  
اے جب بیٹے جیتے گا زدی کو پوچھے کس گناہ پر وہ مارے گئے ۱۲۔

۱۵۔ ورنہ اگر وہ لڑکھائی اور لڑکھڑکے مفلسی کے ہم روزی تھے ہیں اور انکو اور تھکاوٹ دیکھنا بڑی چوک ہے ۱۲۔  
۱۶۔ اس طرح پہلی رکھائی بہت مشرکوں کو اولاد دلائی اور انکے شرکوں نے کہ انکو ہلک کرین اور انکا دین غلط کرین ۱۲۔  
۱۷۔ اور کھڑے ہو جاؤ یتیموں کے لیے انصاف کے ساتھ ۱۲۔

۱۸۔ جو لوگ کہتے ہیں یتیموں کے ناحق وہ بھی کھاتے ہیں اپنے پیٹ میں آگ و راب بیٹھنے لگ میں ۱۲۔  
۱۹۔ اور یہ یتیموں کو انکے ال و رہن لوگ نہ استغری سے ورنہ کھاؤ انکے ال اپنے مالوں کے ساتھ یہ بڑا وبال ۱۲۔



بند کلمات اذان کا بیچے کے کان میں کہہ دیا۔ اور ساتویں روز ایسے نام رکھنے کا حکم دیا۔  
جس میں الہی عظمت اور بزرگی ہو۔ اور باری تعالیٰ کے جامع صفات کا بیان ہو۔  
یا اوسکی رحمت عامہ کا تذکرہ۔

أَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولِهِ مُحَمَّدٍ ﷺ.

اور شبہ و وسوسہ محتاجوں کے لیے عمدہ غذا گوشت مہیا کر دینا۔ قرآن نے سچ کہا ہے جو آپ کے حق میں کہا۔

وَيُضَاعَفُهُمْ لَصُورُهُمْ وَالْأَلْبَانِ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ - سورۃ اعراف سیپارہ  
توریت اور انجیل میں اول درجے کے دو ہی حکم ہیں۔ ایک باری تعالیٰ سے پیار  
دوسرا پڑوسی سے سلوک۔ قرآن پڑوسی کے سلوک سے آگے بڑھتا ہے۔ اور عیسوی  
تعلیم کی تکمیل کرتا ہے اور کہتا ہے۔

وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ - سُورَةُ سَاءِ سَيَّارَةٍ ٥ -

تماظرین : اذ اسوچو جن لوگون کو قرآن نے پڑوسی سے مقدم کیا ہے وہ  
تقدم کے واسطے نہیں۔ قانون ازدواج میں اول تبطل کو منع فرمایا۔ پھر کثرت  
ازواج پر جو تمام اشیاء کے مقدسوں اور شعرا اور عوام میں مروج تھا۔

۱۲۔ میں نے ہی بیابان نامہ اللہ کے نزویک عبد اللہ اور عبد الرحمن ج ۱۲

۱۲۔ قوتِ ابراہیم سے بوجھ اس کے اور بھانسیاں جو اون پر تھیں۔ ۱۲۔

اور بندگی تو اسلامی اور عاؤمت اوسکے ساتھ کسی کو اور ان باپ سے نیکی اور قربت والے سے اور تمہو سے

اسکو اخلاقی خوبی پر ملکہ محمد و کیا۔

وَاتَّخِذُوا الْاَيَّامَ مِنْكُمْ وَانصَحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ اِنْ يَكُوْنُوْا فُقَرَاءَ  
يُعْظِمُوْا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ۔ سورہ نور سیارہ ۱۸۔

فَاتَّخِذُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَنِّيْ وَنَدَّتْ وَرُبَاعًا اِنْ حَقَّنُوْا اِلَّا  
تَعَدُّ لَوْ اَقْوَامًا۔ سورہ نساء سیارہ ۴۔

غرض عدالت کی اخلاقی شرط لگا کر بجا کثرت ازدواج کو روک دینا گوشت  
ازدواج بلحاظ قانون قدرت حرام نہیں۔ اور میں دلیری سے کہتا ہوں تو ریت  
اور انجیل اور وید میں کثرت ازدواج کی نسبت صریح ممانعت کیا تھی تھوڑی سی  
نہیں۔

بلکہ ابراہیم جو کامل اور استباز اور تمام یود اور نصاریٰ اور اہل اسلام کا سر  
اعلیٰ گزرا جو کچھ کثرت ازدواج کا نمونہ دکھایا کتب مقدسہ کے دیکھنے والوں سے  
منہفی نہیں۔ موسیٰ نے خود بہت سی بی بی بیان کیں اور تحدید کا کوئی قاعدہ نہ فرمایا  
اور جو ہمیشہ خدا کی مرضی پر چلا اوتنے سو کی تعداد کو ضبط پر لایا وہ حاجت بیا  
نہیں رکھتا۔ مسیح کو ابتدا ہی عروج میں دنیا سے چلنا پڑا۔ اور بقدر ربہ حضور  
کو سہ رکھنے کی جگہ نہ ملی۔ شادی کہاں کرتے۔

رگوید۔ انوکا۔ ۱۷۔ سکت۔ ۱۔ ر ۱۱۲) میں بہت سی کنوارے بچوں کی اجازت عطا  
صاف ہوتی ہے۔

۱۔ بیاباہ دورا نڈوں کو اپنے اندر۔ اور جو شک مون تھا رسے غلام اور وہ زبان گروہ ہو چکے تھے  
۲۔ اتمہ اونکو غنی کرے گا ۱۲۔  
۳۔ پن انکج کرد جو نگو خورش آوین عورتیں درو تین میں چار چار پھر اگر ڈرو کہ برابر نہ رکھو گے تو ایک ہی ۱۲۔



(عورتوں کے سلوک)

یورپ میں۔ اپنی انگلستان میں۔ کوئی عورت کوئی معاہدہ نہیں کر سکتی۔ جائداد کی مالک نہیں۔ فقے کا دعویٰ کرے تو وہ دعویٰ مسموع نہیں۔ شوہر کے ایام مفارقت میں جو کچھ کمائے وہ سب کچھ شوہر کا۔ زنا کی مجرم نہیں۔ خیانت مجرمانہ میں مجرم نہیں۔ مگر قرآن کتاب ہے۔

لَا يَحِلُّ لَكَؤَان تَرْتُوا النِّسَاءَ كُرْهًا۔ سورۃ نسا۔ سیپارہ ۴۔

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ۔ سورۃ بقرہ۔ سیپارہ ۲۔

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبْنَ۔ سورۃ نسا سیپارہ ۵۔

دیکھو قرآن کیسی مساوات کرتا ہے۔ اور پھر اس قدرتی فوقیت کو جو مردوں کو

عورتوں پر ہر کس لطافت سے بیان فرماتا ہے۔

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ۔ سورۃ نساء۔ سیپارہ ۵۔

وَاللرِّجَالُ عَلَيْهِمْ دَرَجَةٌ۔ سورۃ بقرہ۔ سیپارہ ۲۔

موسیٰ و یعقوب نے جو کامل کھلاتے ہیں خسر کی خدمت کر کے اپنے اپنے

نکاح کی حق اخذت کا نفع عورت کے سوا دوسرے کو پہنچایا۔ پتہ ایش

۴۴ و ۱۲ باب۔ ۱۔ سمویل ۱۸ و ۲۵ باب۔ یوشع ۳ باب ۲۔ مگر قرآن کتاب ہے۔

وَأَتُوا النِّسَاءَ صَدَقَاتِهِنَّ خُلَّةً۔ سورۃ نساء۔ سیپارہ ۴۔

۱۔ حلال نہیں بلکہ میراث میں لے کر عورتیں زور سے ۱۲۔

۲۔ اور عورتوں کا بھی حق ہے جو جب اپنے حق پر ۳۔ مرد کو حصہ دینی کماٹی سے اور عورت کو حصہ دینی کماٹی سے

۴۔ مرد کا کہ بن عبد۔ تون پر ۵۔ در مردوں کو اونپر درجہ ہے۔

۶۔ در دے دو عورتوں کو مہر اور بکے خوشی سے ۱۲۔



فَاتَوَّهَنَّ أَجُورَهُنَّ فِرَافِصَةً - سورۃ نسا - سیپارہ ۲۵

عورت رکھنے کے فائدے اور معاشرت پر فرمایا۔

هَنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ - سورۃ بقرہ سیپارہ ۲۵

خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَادَّةً

وَرَحْمَةً - سورۃ روم - سیپارہ ۲۱

ان آیات میں عورت اور مرد کی معاشرت کی نسبت باری تعالیٰ اپنا عنایت

ظاہر فرماتا ہے۔ اور یہ فرما کر زن و مرد کے باہمی تعلق کو دائمی کر دیا۔

مُحْصِنِينَ غَيْرِ مُسَا فَحِشِينَ - سورۃ نسا - سیپارہ ۵

میرے خاص معترض! پادری صاحب محصنین غیر مسافحین کا کلمہ حلالہ

اور متعہ کو بھی حرام کرتا ہے۔ مگر آپ نے اندون خاص خط میں حلالہ اور متعہ کے بارے

میں مجھے ارقام فرمایا ہے۔ سو گزارش ہے۔ حسب قرآن اور احادیث صحیحہ یہ دونوں

فعل اور دونوں میعاد معینہ کے نکاح حرام ہیں۔ نکاح میں تعیین مدت کا

حکم کسی صریح آیت اور صحیح حدیث میں نکال دینا آپسے قیامت تک ناممکن ہے

سُنَّیَ پادری اسلام نے فرمایا ہے۔ (حلالے کی نسبت)۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ لعن رسول الله المحلل والمحلل له۔

۱۔ انکو دو دن کے حق جو مقرر ہوئے۔

۲۔ وہ پوشاک میں تمھاری اور تم پوشاک ہو اونکی ۱۲

۳۔ بنادی تمکو تمھاری قسم سے جو کسی کہ صین بکڑو اونکے پاس درکیہ تمھارے بیچ پیر اور ہر ۱۲

۴۔ قید میں لانے کو نہ مستی مٹانے کو ۱۲

۵۔ روایت ہے علی مرتضیٰ رحمہ سے معنی کی رسول اللہ نے عدلہ کا نہ دے دے نہ کھونے والے پر ۱۲



بہدشت مسند طبری در ترمذی اور ابن قطان اور ابن دہقان اور ابن اسلم نے  
 اسکی تصحیح کی ہے اور یہ حدیث علی مرتضیٰ سے امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد  
 اور ابن ماجہ سے روایت کی ہے۔ اور حتی تنکح زوجاً غیرہ من وہ النکاح مرد و جب کو شہ  
 مذکور ہے باریک اور شہر بنی نکاح پر سنت کا حکم دینا کہہ سکتا۔ معلوم ہوا اطلاق  
 شہ علی نکاح دینے۔ اور متعہ النساء کی نسبت۔

عن علی بن ابی طالب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن متعہ النساء۔

ترمذی وغیرہ نے اس حدیث کی تصحیح کی۔ اور عزت متعہ النساء پر محمد صاحب کے اصحاب کا  
 یقین تھا۔ ابن عباس قدیم ملکی روایات اور عادت کے باعث چند روز مجبور رہے۔  
 جب اونکو شہ علی حکم کی اطلاع ہوئی تجویز متعہ سے رجوع کر دی۔ متعہ کی حرمت تمام حنفیہ  
 اور شافعیہ اور مالکیہ اور حنابلہ اور اہل حدیث اور صوفیہ میں متفق ہے۔ متعہ کی اہلی  
 شیعہ اگر دیکھنی ہو تو دیکھو مسلم اور بخاری اور ترمذی یہ بات قانون قدرت میں صاف  
 صاف مشاہدہ کی جاتی ہے۔ مختلف اسباب سے میان بی بی میں جدائی کی نیت ہوتی  
 ہے۔ اور باہمی نہایت نفرت پیدا ہو جاتا ہے۔ گو اسلام نے جدائی کی روک تھام رکھی تھی اور فرمایا  
 فَإِنْ كُنْتُمْ لَا تَرْضَوْنَ النِّكَاحَ فَالْيَدُ لِلرَّحْمَةِ وَالْيَدُ لِلرَّحْمَةِ

اس آیت میں جدائی کی قبل نکاح پسند کر لو پھر نکاح کرو اور فرمایا۔

وَعَاشِرُوهُنَّ بِأَمْرٍ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَمَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ

خَبِيرًا۔ سورہ نساء۔ سیارہ ۴۔

سے پہلے سے روایت کی ہے کہ یہ قسم سے منع فرمایا کہ جو کچھ تم سے کرنا۔

کے ترک کر دو جو تم کو خوش آوے اور تم میں

خبردار۔ سورہ نساء۔ سیارہ ۴۔

ناظرین! منصفانہ طور پر اس آیت کے معنی میں غور کرو۔ تاکید ہما شرت کیواسطے  
قرآن مذہبی طور پر کیسے سخت اور لطیف طرز اختیار کرتا ہے۔

اس آیت میں فرمایا اگر کسی باعث سے بی بی ناپسند اور ناگوار ہو تب بھی سلوک  
ای کرو اس سلوک کے بدلے ہم تم کو بہت سی بھلائی دیں گے۔ !!!

اس عجیب و غریب انعام کے سننے پر بھی اگر کوئی کار بند نہ ہو تو اور تدابیر فرمائیں دیکھو۔  
وَالَّتِي تَخَافُ نُفُوتَ سُتُوْرِهِنَّ فِعْزُهُنَّ وَآهْجَهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَأَصْرُجُهُنَّ  
سورۃ نسا۔ سیارہ ۵۔

وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَأَبْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا  
إِنْ يُرِيدَ إِصْلَاحًا يُّوْفَىٰ اللَّهُ بَيْنَهُمَا۔ سورۃ نساء۔ سیارہ ۵۔

وَأَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ۔ سورۃ احزاب۔ سیارہ ۲۲۔  
وَالصُّلْحُ خَيْرٌ۔ سورۃ نساء۔ سیارہ ۵۔

وَيَعُولَتُهُنَّ أَحْسَنُ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَٰلِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا۔ سورۃ بقرہ سیارہ ۲۰  
ان زنا کا بد فعل اگر عورت سے سرزد ہو اور یہ فعل منشاء نکاح کے بالکل خلاف  
تھا۔ اس کے ظہور کے وقت فرمایا۔

وَلَا تَقْضُوا لَهُنَّ دِیْنًا مِّمَّا بَعْضُ مَا يَتَّبِعُوْنَہُنَّ إِلَّا أَنْ يَحْبِسَکُمْ سَوْنًا پَارہ

۱۔ در جنگی یا خونی کا ڈر ہو تو نہ کو سبھاؤ اور نہ اگر دوسرے میں۔ در مار و۔ ۱۲۔

۲۔ اور اگر تم لوگ ڈر نہ کروہ در خون آپس میں نہ رکھتے ہیں تو کھڑا کر دیکھ نصف مرد و خون چیں اور یک نصف عورت و

میں سے۔ اگر یہ دونوں چاہیں گے صلح تو اللہ مایہ دیکھا اور نہیں ۱۲۔

۳۔ سننے سے اپنے پاس اپنی جو داور ڈرا نہ سے ۱۲۔

۴۔ در صلح چھی بات ہے۔ ۱۲۔

۵۔ اور اونکے خاوند کو پہونچتا ہے کہ لینا اونکا اگر چاہیں صلح کریں ۱۲۔

۶۔ در نہ نہ کو بند کر سے ۱۲۔ دسے کچھ نہ ۱۲۔



وَلَا تَخْرُجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنَّ بِفَاحِشَةٍ مُبَيَّنَةٍ - سُوْرَةُ

طَلَاَق سِيَّارَةُ - ۲۸ -

جب ان تدابیر باہمی معاشرت میں فتنہ ہوا۔ اور دلی روابط طرز و شوے ٹوٹ گئے تو صرف جسمانی تعلق کو جو ایک جسم باریق تھا روحانی شارع نے پسند فرمایا اور طلاق کی اجازت بخشی۔ لاکن ایک ہی طلاق کی اور میں مینے تک باہمی مصالحت کی سہلٹی اور فرمایا۔

إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعَدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ وَاتَّقُوا اللَّهَ

سُوْرَةُ طَلَاَق - سِيَّارَةُ - ۲۸ -

وَاسْكُنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وَجْدِكُمْ وَلَا تُضَارُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا

عَلَيْهِنَّ - سُوْرَةُ طَلَاَق سِيَّارَةُ - ۲۸ -

فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ

سُوْرَةُ طَلَاَق - سِيَّارَةُ - ۲۸ -

وَلَا تُسَيِّدُوهُنَّ خِوَارَ التَّعْتَةِ وَآوَمِنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ -

سُوْرَةُ بَقَر - سِيَّارَةُ - ۲ -

فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ إِزْوَاجَهُنَّ - سُوْرَةُ بَقَر - سِيَّارَةُ - ۲۵ -

- ۱۔ وراثت نکالو اور نکو اونکے گھر سے ورنہ بھی نہ نکلیں مگر جو کہیں بھائی ۱۲۔
- ۲۔ دینی جب تم طلاق دو تو کو تو اونکو طلاق دواؤ مگر عدت پر اور گنتے رہو عدت اور رز و اللہ سے ۱۲
- ۳۔ کہ دو اونکو رہنے کو جہان سے آپ ہو اپنے مقدور سے ورنہ اپنا ہواؤ مگر باتنگ پکڑو اونکو ۱۲
- ۴۔ پھر جب پوچھیں اپنے وعدے کو تو رکھ لو اونکو دستور سے یا چھوڑ دو ونگو دستور سے ۱۲
- ۵۔ اور سٹ بند کرو اونکے ستانے کو تا زیادتی کرو اور جو کوئی یہ کام کرے اسے بڑا کیا اپنا ۱۲
- ۶۔ تو اب نہ رو اونکو نکاح کر لین اپنے خاندان سے ۱۲۔

و چون تو سب کچھ نہیں کی رہا ہے تو میں اور باقی اپنے بیکہ آیت فرماتا  
 کہ میں نے کائنات اور سرشت تین دن میں پیدا کیا ہے اور اسے تین دن میں

۱۔ صَلَّی اللہُ عَلَیْکَ وَ سَلَّمَ اِنَّ فَاَن یَرْجُلِ اَرْضَی اَنَّ اَزْوَاجَکَ فَلَکَہُ قَالَ  
 نَعَمْ وَ قَالَ لِّلْمَلَائِکَہِ اَنْ یَرْجُلِ اَرْضَی اَنْ اَزْوَاجَکَ فَلَکَہُ نَعَمْ۔ قُرْآنِ احَدِ کُلِّ مَاصَا  
 اور طرفین کے اولیا اور اقارب کی رسالت کی جو حدیث۔

کَلَامُ کَاسِرِ الْاَرْوِیِّ وَ سَاحِدِی عَدَالِی۔ احمد وارقطنی مہتمی نے روایت کی  
 ثابت ہے

اور پھر گناہ کوئی نہ کرے یا کہیں بے خبر ہو کر اپنا ورے۔ یا ایہ  
 امر ائیں اور اسباب میں کہ یہ دنیا ہے جس سے عورت کو نہ رہے تو اوپر فرمایا۔  
 وَ کَلَامُ کَاسِرِ الْاَرْوِیِّ وَ سَاحِدِی عَدَالِی۔ قُرْآنِ احَدِ کُلِّ مَاصَا  
 فی الْمَدِیْنِ مِّنْ حَکِیْمٍ۔ سورۃ حجر۔ سپارہ ۷

جو کوئی خدا سے ڈرے شہر کی حکام پر پابند ہو اور آیات متذکرہ بالا پر عمل کرے  
 ویت کوئی تکلیف نہیں

وَمَنْ یَّتَّقِ اللہَ یَجْعَلْ لَّہُ مَخْرَجًا۔ سورۃ طلاق سپارہ ۲۸۔

بے موقع نہ ہو یا دوری صاحب کا ایک وراعتراصل اس وقت سامنے آگیا۔ فرماتے ہیں  
 اسلام نے (خدا کی پناہ) عورت سے خلاف وضع فطرت جائز رکھا ہے۔ یا دوری صاحب

۱۔ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ پوچھا کہ اگر تو رضی کر پھر کہ تیرے بیچ فدا کی عورت کے ساتھ کر دیتا۔ دینے کے لیے  
 میرے لیے کیا عورت سے فدا کر دے تو تو رضی کر پھر کہ تیرے بیچ فدا کی عورت کے ساتھ کر دیتا۔ دینے کے لیے  
 ۲۔ یعنی میری دکانوں کے مال و زر و زینتوں کے نکاح صحیح کامل نہیں ہوتا۔ ۱۲

۳۔ اور میں نے خدا کے سامنے کوا سے اور اپنے بچوں کو دلوں میں رکھ کر دینے میں کچھ مشکل ۱۲  
 ۴۔ اور جو کوئی ڈرتا ہے شہر سے وہ دیکھ کر اس کا گد ۱۲۔



انہما تاملے قرآن میں عورت کو کھیتی کہا ہے۔ اور خلائق وضع فطرت میں عورت ہی  
 نہیں رہتی۔ دیکھو۔

نِسَاءٌ وَكُلُّ حَرْثٍ لَّكُوفًا تَوَّاحِرُشْكُور۔ سورۃ بقرہ سیارہ ۲۵۔

ابھی معاملات میں راستی اور سچائی

(۱) وَبَلِّغُوا الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ الْآخِرَةَ أَلْهِنُوا أَسْمَاعَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا تَهْتَفُوا بِهِمْ يُؤْخَذُونَ۔  
 اور جو لوگ آخرت کو نہیں مانتے۔

(۲) أَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا۔ سورۃ بنی اسرائیل سیارہ ۵۔

(۱) وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ وَلَا تَنْقُضُوا أَلْفَاظَ بَعْدِ تَوْكِيدِهَا سُوْرَةُ نَحْل ۱۳۔

(۲) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ سُوْرَةُ انفال پارہ ۹۔

(۱) إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا۔ سورۃ نساء سیارہ ۵۔

(۲) وَإِذَا خُلِفْتُمْ عَنْ الْأَرْضِ فَأَوَفُوا بِالْعَهْدِ اللَّهُ يُؤْتِي مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ شَأْنِكُمْ۔

سورۃ انعام۔ سیارہ ۵۔

(۱) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ اللَّهَ يُكْرِهُ الَّذِينَ خَلَوْا فِي الْبَيْتِ الْفُسُكَ

أَوِ الْوَالِدِ بْنِ وَالْأَقْرَبِينَ۔ سورۃ نساء۔ سیارہ ۵۔

عورتیں تمہاری عقیقت میں تمہاری سوجاؤ دینی کھیتی میں ۲۔

خبر پہنچانے والی دیکھنا کہ پاپ میں ہو گئے ہرگز نہیں اور جب پاپ میں آئے تو بھلا کر دین ۲۔

پورے روزے میں پاپ دیکھو اور تو سیدھی ترازو سے ۱۲۔

اور پورا کر کے کوئی چیز کی پوجہ نہ کرو ۱۳۔ اور پورا کر کے اللہ کا جب پس میں قرار دو اور نہ توڑو تمہیں پتی کیے پیچھے ۱۲۔

کریاں والو جو ہدیٰ کر دینا سے در رسول سے باجوری رخصت کی۔ مانتوں میں ۲۔

اللہ تم کو فرمایا کہ پاپوں سے بچو اور امانتیں امانت والوں کو ۱۲۔

اور جب بات ہو تو حق کی کہو اگرچہ وہ ہوائیے ناسے۔ ان در شرکاتوں پورا کر دینا کہو کہ یا ہر ۱۳۔

۱۴۔ جان والو کہ پاپوں سے بچو اور اللہ کی بات اگرچہ تمہیں ہر پڑا مان اپا کا یا قربت والوں کا ۱۴۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ بِالْقِسْطِ سَهْهُ وَلَدِي وَلَا يَبْرَهَنَّ مَا أُوحِيَ  
 قَوْمُ بَنِي إِسْرَءِيلَ أَنْ لَا تَقْدُوا أَعْدَاءَكُمْ قُوا أَنْفُسَكُمْ لِلْقِسْطِ سَهْهُ - سورۃ مائدہ ۶۵  
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ بِالْعَقْدِ - سورۃ مائدہ ۶۸  
 وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ سورۃ مائدہ ۷۵ -

### باب ہی حبت

يَا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ - فَاصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ  
 سورۃ حجرات - سیارہ ۲۶ -

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرُوا قَوْمًا مِنْ قَوْمٍ عَسَى أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ  
 وَلَا نِسَاءً مِنْ نِسَاءٍ عَسَى أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا  
 تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الْأَسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ  
 فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ -

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا أَكْثِيرَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِشْمٌ  
 وَلَا تَحْسَبُوا قَوْلَ يَعْتَبُ بَعْضَكُمْ بَعْضًا يَحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ  
 مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ - سورۃ حجرات سیارہ ۱۷

۱ ایمان والوں کو اس سے ہوا یا کر اللہ کے واسطے کو ایسی دینے کو انصاف کی اور یک قوم کی دشمنی کے باعث  
 عدل نہ چھوڑو۔ عدل کرو یہی بات لگتی ہے نفوس سے ۲

۳ اسے ایمان والا ہو پورا کر و اقرار ۱۲

۴ اور نگاہ رکھو نہیں پتی ۱۱

۵ سہماں جو میں سو بھائی میں۔ سولہ داد اپنے دو بھائیوں کو اور دوتے رہو اللہ سے شام تیر رحم ہو ۱۲  
 ۶ ایمان والو تمہارا کلمہ یک ہو دوسروں سے تباہ وہ بہر ہون او سے اور نہ عود میں دوسری عورتوں سے  
 شام نہ بہر ہون او سے اور عیب نہ و ایک دوسرے کو اور نہ نام ڈا او چڑھ ایک دوسرے کی برنامہ لکھنا  
 ۷ پیچید ایمان کے اور جو کوئی تو نہ کرے تو دہی میں نے انصاف ۱۲ -

۸ ایمان والو نہ جتنے ہو بہت تمہیں کرنے سے غر بعضی مت نہ ہو اور بھید نہ ہو کسی اور نہ کہو شیعہ جیسے کہ دوسرے کو  
 ۹ اہل خوش گناہوں میں سے کسی کو کھاؤ نہ پانے پانی کا جو مردہ ہو و من آتی ہو گوشت و زردی سے منیاب اللہ تعالیٰ رب العزت









## نکاح کی نسبت فرمایا

فِي مَآمَرٍ بَعْدَ وَمَا فِدَاءٌ حَتَّى تَصْعَدَ الْحَرْبُ وَزُرْهَا. سورۃ فتح سیارۃ رکوع ۴۔  
 اسلام میں مخالف قیدی جب جنگ سے آتے اور اس وقت اونکا واپس کرنا مصلحت نہوتا  
 تو پرورش اور تربیت کے واسطے بنامہین کے سپرد ہوتے اور حکم ہوتا جو کھانا تاکہ کھاؤ انکو  
 دو جو تمہیں پناہ دے اور طاعت سے زیادہ کامت بناؤ۔ مان جیل خانوں اور دریائی شہر  
 کے دکھ ندیے جاتے تھے۔

## محرمات کی نسبت فرمایا

قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّي الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْأَتْقَاءَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ حَقٍّ  
 وَأَنْ تُشْرِكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنْزِلْ بِهِ سُلْطَانًا وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ۔  
 نکاح میں قریب کے رشتے و حرام فرمایا۔ مان بنون وغیرہ کے ساتھ نکاح کرنا منع کیا  
 اکل و شرب میں شراب اور مرد راو ایسے چرند و پرند کا کھانا حرام کیا جنکا کھانا جسم یا غلا  
 کے لیے مضہ ہو۔ مثلاً سورگندگی کا عاشق۔ بے مینا۔ حلقے میں ناقبت اندیش جانوروں  
 میں ایک ہی ایسا جو نر سے جمل کرے اور لواطت کا ترکیب ہو۔ اور جسکے گوشت میں  
 کہ وہ دانے کا مادہ ہو۔ اور کتا جو چپاں من کے مردار کے پاس اپنے ہمقوم کو آنے نہ  
 بائیکہ اسکی ضرورت سے زیادہ موجود ہو اسکو بھوک کی طاقت نہیں اور حد سے زیادہ  
 خوشامدی اور بے حیا اور درندے حرام کیے

## اسلام کا احسان عام

اسلام پس یہ احسان ہے جو ہر ایک کو دے دیا تاکہ کہ وہ کسی سے بڑی ہو جھاپے ۱۱  
 ہر ایک کو جو ضرورت ہو اسکو دے دیا تاکہ کہ وہ کسی سے بڑی ہو جھاپے ۱۱  
 کوئی دلیل نہیں دے۔ حدیث ہے کہ ہر ایک کو دے دیا تاکہ کہ وہ کسی سے بڑی ہو جھاپے ۱۱

اول۔ توحید ہی کو سکھایا، اور بتایا کہ جس شے کی تعظیمات کا ملکہ و سربرائی سے پاک  
ہے۔ نہ ہی عبادت کے لائق ہے۔ نہ وہ کسی کا بیٹا نہ وہ کس کا باپ۔ نہ ممکن کہ وہ یہ کہ  
وہ جسے نہ ممکن پھر وہ میں داخل کرے۔ جو وہ نہیں رکھتا جو بہکا بتانے والے سے  
لڑی کی اسے حاجت ہو۔ کل شے کا خالق ہے۔ اول و ذرات عالم اور اس کے خواص و زمانہ وغیرہ  
سب اس کے بنائے ہوئے۔ وہ پیدا کرنے میں کسی چیز کا محتاج نہیں۔

دوم۔ تمام مقدسوں کی بے ادبی سے منع کیا اور فرمایا۔

لَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ سُبُّهُ

تَعَام۔ سیپارہ ۷۔

سوم۔ کل دنیا میں مندرین کا آنا تسلیم فرمایا اور انصاف سے مذاہب پر کلی انکار  
نہیں کیا۔ بلکہ تمام انبیاء و رسل پر یقین کرنا اور ان پر ایمان لانا بتایا، اور فرمایا

إِنْ مِنْكُمْ أَكْثَرٌ لَكُمْ فِيهَا نَذِيرٌ۔ سورہ فاطر۔ سیپارہ ۱۲۔

والَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ  
أُولَئِكَ عَلَى هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔ سورہ بقرہ سیپارہ اول رکوع

چهارم۔ کسی نبی کی نسبت طعن نہیں کیا۔ انبیاء کی تعلیم پر کہیں بھی نکتہ چینی نہیں کی۔  
بلکہ انصاف کو بدوین طعن و تشنیع بیان کیا ہے۔ مطاعن بیان کرنے میں بالکل سکوت  
فرمایا۔ یہود اور عیسائیوں کو فرما سکتے تھے تم کن لوگوں کے تابع ہو تو طوا اور یعقوب  
رؤد اور سلیمان حسب کتب عہد عتیق کیسے تھے بلکہ تمام بزرگان یہود اور مسیح کی عظمت

۱۱۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے سوا کہ وہ بزرگ یحییٰ بن زکریا سے بے سمجھ ۱۲

۱۲۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے سوا کہ وہ بزرگ یحییٰ بن زکریا سے بے سمجھ ۱۲

۱۳۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے سوا کہ وہ بزرگ یحییٰ بن زکریا سے بے سمجھ ۱۳

۱۴۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے سوا کہ وہ بزرگ یحییٰ بن زکریا سے بے سمجھ ۱۴



ایمان کی۔ اسے نام بھی اونکے مطاعین کا ذکر فرمایا بڑی حق سرزبان میں عیسائی  
 آریون یودیون کی عادت ہر کسی کی مذہبی خوبیوں سے چشم پوشی کر کے دیکھ جائے  
 ایمان کرنے پر اکتا کرتے ہیں۔

عیسائیوں کی قدسہ تب میں ایسے خطرناک حالات، نبیاء کے مندرجہ میں جنکے  
 پڑھنے سے اون بزرگوں کے چال چلن پر حیرت آتا ہے۔ اور یہ سب قائل کی حقارت  
 ثابت ہوتی ہے تو اس کے کلمات کی عظمت خائب بھی نہیں رہتی۔ مقدس کتابوں میں اگر  
 لکھا ہو کہ فلان شخص سب عام اسے پیغمبروں کے شرابی اور کافروں کا دوست  
 تھا تو ایسے شخص کی تعلیم پر توجہ ہوگی۔

**پنجم۔** علم کی ترقی پر بڑی ترغیب ہے۔

۱۔ اِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ۔ سورۃ فاطر۔ سیپارہ ۲۲۔ رکوع ۵۔  
 ۲۔ يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَيُزِيلُ فِيهِمُ الْعِلْمَ۔ سورۃ جاثیہ۔ سیپارہ ۲۸۔  
 ۳۔ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ۔ سورۃ زمر۔ سیپارہ ۲۳۔  
 ۴۔ قُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا۔ سورۃ سنی اسرائیل۔ سیپارہ ۱۵۔  
 ۵۔ اَعُوذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْاٰجَاهِلِيْنَ۔ سورۃ طہ۔ سیپارہ ۱۶۔  
**تعلیم علم اور تعلیم کی نسبت فرمایا۔**

۱۔ اللہ کے بندوں میں سے اللہ سے علم والے ہی ڈرتے ہیں ۲۔  
 ۲۔ اللہ تم سے ایمان والوں اور علم والوں کے ہی درجات بڑھاتا ہے۔ ۳۔  
 ۳۔ تو یہ علم حاصل کرو اور بے علم کی برابر ہونے نہیں۔ ۴۔  
 ۴۔ تو کہ اسے میرے رب مجھے علم میں ترقی دے۔ ۵۔  
 ۵۔ میں پسند کرتا ہوں اس سے کہ سو جائیں جاں ۱۲۔

وَأُولَٰئِكَ مِمَّنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا لَهُمْ مِنْ دُونِ آلِهَتِهِمْ وَلِيُنْفِقُوا فِي دِينِ وَلَدِهِمْ وَتَقْوَاهُمْ  
وَإِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَنُوا خُذُوا مِنْ سُورَةِ تَوْبَةِ سِيَّارَةٍ ۱-

وَأَسْأَلُوا أَهْلَ الدِّكْرِ لِيُنْكَرُوا كَمَا تَعْلَمُونَ ۚ سُوْرَةُ نَحْل سِيَّارَةٍ ۲-

وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْمُمُونَهُ  
سُوْرَةُ آلِ عِمْرَانَ - سِيَّارَةٍ ۳-

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا سُوْرَةُ بَحَرِ سِيَّارَةٍ  
ششم جمہوری سلطنت قائم کی۔ رعایا کی آزادی کو دیکھو۔

وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ سُوْرَةُ سُوْرَةِ  
وَشَاوَرَهُمْ فِي الْأُمُورِ - سُوْرَةُ آلِ عِمْرَانَ - سِيَّارَةٍ ۴-

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ - سُوْرَةُ مَائِدَةِ سِيَّارَةٍ ۵-

امن اور نبوت کی بیخ کنی کی۔

إِنَّمَا حَرَّمَ ذِي الْفَوَاحِشِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْأُثُورُ الْبَغْيِ سُوْرَةُ  
اعراف - سِيَّارَةٍ ۸-

تمام نیکوں کا مدار قیامت پر ایمان لانا تھا۔ قیامت کو کیسے کیسے دلائل سے ثابت کیا

۱۔ سو کیوں نہ لکے ہر فرقے میں سے دیکھ کر ایک جگہ پہنچا کر دین میں اور تاجر و بیجا دین جب پھر دین اور انکی

۲۔ ذکر والوں سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے ۱۲  
۳۔ طرف اشارہ دیتے رہیں ۱۲ - ۱۳

۴۔ اور جب یا اللہ نے پختہ اور کتاب الون کے اسکو بیان کر کے دیکھ کے پاس اور نہ چھپ دے ۱۲۔

۵۔ اوس سے اچھا کون ہوئے میں جسے خدا کی طرف بلایا اور اچھے عمل کیے ۱۱۔

۶۔ اور ایمان والے وہ جنہوں نے حکم مانا اپنے رب کا اور دوست رکھی نماز اور انکی حکومت پر مشورے سے آپس میں  
۷۔ اور مشورہ کر لیا کہ اوسے حکم میں ۲

۸۔ تمہارا دلی اللہ اور اسکا رسول ہے ۱۲  
۹۔ شیک عزم کی میرے رتبے بے حیایا میں کھلی اور چھپی اور گناہ اور نبوت ۲



کہ عقل ذمہ رکھتی ہے۔ تو ریش میں قیامت کا صاف صاف تذکرہ بھی نہیں اسید واسطے ہو  
 کا ایک فرقہ بالکل منکر تھا مسیح کو بدقت ثابت کرنا پڑا۔ الا قانون قدرت کے دلائل سے ثابت  
 نہ کیا۔ بخلاف قرآن کے کہ اس نے قیامت کا سلسلہ مبہین کر دیا۔

موت۔ جو ایک ضروری اور ہر ایک فقیر و امیر کے لیے قدرتی اور لازمی ہوا جس کے وقوع  
 پر باہن خیال کہ مردے کے اجزا ہوا میں نہ پھیلے۔ گہری زمین میں گاڑنا تجویز کیا غسل دینا  
 سادے ایک یا تین کپڑوں میں لپیٹ کر دفن کیا۔ اور مردے کے لیے کھڑے ہو کر دعا مانگنے  
 کا حکم دیا۔ و دیا پر کاش میں لکھا ہر گائے کا گوشت پکانے سے ہوا میں ردی جزا پھیلتے  
 ہیں اور ایک ہرچے میں لکھا ہے پیچھے والے کے کپڑے جلانا بڑی بات ہے اس سے ہوا میں  
 ردی اجزا پھیلتے ہیں۔ پھر مردے کے جلانے کے فوائد حسب بیان کرنے لگا وہ پھلا مضمون  
 بھول گیا۔ سچ ہر دروغ گوارا حافظہ نباشد۔

مرنے کے بعد بھی ناامید نہیں کیا۔ دیکھو مقالات ابوالحسن الاشعری اور مسند احمد میں اسود  
 ابن سریع اور ابو ہریرہ کے احادیث جنہیں برزخ اور میدان محشر میں۔ شرعی احکام اور ہونگی  
 تکالیف کا حکم ہے۔ اور دیکھو شرح منازل بن قیم میں ہے۔

وَمَنْ طَعَنَ فِي هَذِهِ الْأَحَادِيثِ بَانَ الْأَخِرَةُ دَارُ جَزَاءٍ لَا دَارَ تَكْلِيفٍ فَهَذِهِ  
 الْأَحَادِيثُ مُخَالَفَةٌ لِحَقْلِ فَهُوَ جَاهِلٌ فَإِنَّمَا التَّكْلِيفُ أَنْ يَنْقَطَعَ بَدْنُ خَوْلٍ دَارِ  
 الْقَرَارِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ۔

پھر الہی رحمت کی نسبت سلام میں آیا۔

۱۱۔ اور جس نے ان احادیث میں مذکور کیا کہ آخرت دار جزا ہے نہ دار تکلیف۔ پس یہ احادیث عقل کے خلاف  
 ہیں وہ جاہل ہے کیونکہ تکلیف جنت اور نار میں پہنچنے پر موقوف ہوگی ۱۲۔

کُتِبَ عَلَيْكَ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةُ وَرَحْمَتُهُ سَبْقَتْ غَضَبُهُ -

نورِ سلام نے - توحید - سبر - اور شکر - خوف - اور باری تعالیٰ سے اسید - اور رضا - اور زہد - اور عبادت - تقویٰ - قناعت - سخاوت - احسان - حسن عمن - حسن خلق - حسن معاشرت - صدق - اخلاص - عفت - شجاعت - علم و عمل - اور تمام بلائیوں کے کرنے کی تائید والی - شرک اور غل - اور کینہ - اور حسد - تکبر - حب الٹنا - ریا غضب - عداوت - بغض - طمع - بخل - فقر - لایعنی میں خوص - عیاشی - اور سستی - حرامخوری - بے حیائی - قلت حمت - بکر - دغا - خیانت - چغلی - جہل - جبن - اور ہر ایک بُرائی سے ممانعت کردی - طعن کیا گیا ہے مسلمانوں میں کسل و سستی - حرامخوری - عیاشی - فضول خرچی - غرور - پر - یہ صرف اسلام کی تعلیم کا نتیجہ ہے - پر سنو - یہ آیات کن لوگوں کی مقدس کتاب میں ہیں -  
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ

سورۃ بقرہ سیارہ ۵ - ۳ -

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ

نعبہ ون - سورۃ بقرہ سیارہ ۲

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتَذُنُوا أَلْفَاكُكُمْ  
بَيْنَ أَيْدِيكُمْ فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ - سورۃ بقرہ سیارہ ۲ -  
وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ - سورۃ بقرہ سیارہ ۲ -

۱۔ اپنے لئے لازم کر لیا تھا کہ پروردگار نے نبی ذات پر رحمت کو اور رحمت اور سبکی غائب کر دئے غضب پر ۱۲ -

۲۔ اور ایمان والوں پر جو دوسری چیزیں نبی کریم سے اور اسے جو جتنے نکالیں گے ایمان سے ۱۲ -

۳۔ اور ایمان والوں کو جو دوسری چیزیں سے ستم سے اور اللہ کا شکر کرو اگر تم اسکی عبادت کرتے ہو ۱۲ -

۴۔ سے ایمان و اہمیت کا وہاں میں مال ناحق ورنہ چونچاؤ و کھو جائے کون تک کہ کھاب و کاٹ کر لوگوں کے مال

سے دس گناہ کے ورنہ معلوم ہے ۱۲

۵۔ اور کی و او میں سے جو دیکھو خدا نے طلال در ستم اور خدا سے درو جہ تمہارا یقین ہے ۱۲ -



وَلَا تَقْرَبُوا الزَّانِيْنَ فَاحْتَبِهٖ وَسَاءَ مَسِيْرًا - سورۃ بنی اسرائیل ص ۱۵۰ -  
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ  
الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ - سورۃ مائدہ ص ۷۰ -

عیاشی سے بھانک نفرت دلائی کہ بدکار عورتوں اور کسبوت سے نکاح کے بارے میں کہا۔  
الزَّانِيْنَ لَا يَكْمُلُ إِلَآ زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَزَانِيَةٌ لَا يَكْمُلُ إِلَآ زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ وَحُرْمَةُ  
ذَٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ -

سراف اور حق تلفی اور غریب کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَأْتِ ذَٰلِكَ بِحَقِّهِ وَالْمُسْلِكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبْدِ ثَنِيْدَ الرَّازِ الْمُبْتَدِيْنَ  
كَأَنَّهُمْ أَخُوْنَ الشَّيَاطِيْنِ - سورۃ بنی اسرائیل ص ۱۵۰ -

وَلَا تَكُنْ فِيْ الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَن تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَن تَبْلُغَ الْجِبَالَ طَوْفًا  
كُلُّ ذَٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِندَ رَبِّكَ مَكْرُوْهُمَا - سورۃ بنی اسرائیل ص ۱۵۰ -  
سائل ذات وصفات باری تعالیٰ اور توبہ اور اذکار اور حشر و نشر کمان تک لکھوں  
تعلیم قرآنی کو چند آیات کی تحریر پر ختم کرتا ہوں۔ دیکھو آخر سورۃ فرقان۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِينَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ  
قَالُوا سَلَامًا -

۱۱۔ زنا کے نزدیک ہی سب سے بڑا شکر ہے جس کی وجہ سے جانی اور برائی راہ ۱۲

۱۲۔ اراکان والو شراب ورجا اور بت اور خالین گدی باتیں شیطان کی کام میں پس بچو تو کہ نجات پاؤ ۱۳

۱۳۔ ہر کار مرد نہیں بیاہتا مگر عورت بدکار یا شرک ولی اور بدکار عورت کو بیاہ نہیں لیتا مگر بدکار مرد یا شرک والا اور بد

حرام ہوا ہے امان والوں پر ۱۴۔ اور مسکین کو اور مساکین کو اور سرف مت کر اسرف دے شیطان کے بھائی میں ۱۵۔

۱۵۔ درستی علی میں برتر آتا ہے بھارت اور گار زمین کو اور پونچھ گیا پھاڑوں تک نہ ہو کر یہ جتنی باتیں میں ان میں سب سے بڑی چیز

۱۶۔ درخت مسکین کے درجہ میں ہیں پر یہ باتوں اور عیب بات کریں اور نہ بے سمجھ لوگ کہیں صاحب سلامت ۱۷

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ مُخْلِصِينَ لَهُ دِينَهُمْ يَوْمَ يُقُولُونَ رَبَّنَا صَرِفْنَا عَنَّا آيَاتِكَ  
تُحْصَوْنَ عَذَابُهَا كَانَ عَرَامًا لَهُمُ اسْمَاءُ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا۔

وَالَّذِينَ إِذَا اتَّفَقُوا لَهُمْ شَيْءٌ يَخْتَفُوا بِهِ يُقَدُّوا وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوْمًا۔  
وَالَّذِينَ كَلِمَةُ عَوْنٍ مَعَهُمْ فِيهَا آخِرُ دَعْوَاهُمْ يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْإِذْنِ  
وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَتَحِلُّ  
خِيَمَةُ مُهَنَّا۔

اسلامی دعا میں نو ایسی ہیں کہ ان کا عشرِ عشرت بھی اور مذاہب میں نظر نہیں آتا۔ عجیب  
غریب دعا الحمد و حبلی تفسیر پر امین احمدیہ میں قابل دیدہ ہے۔ میں اس بیان کو ایک مسنون  
نہ عا پر ختم کرتا ہوں۔ ذرا اس میں تامل کیجیے۔ اور مسیح کی دعا۔ مٹی ۶ باب ۹ کو دیکھیے۔

أَلَمْ نَقْسِمْ لَكَ مِنْ خَشْيَتِكَ مَا تَحُولُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيكَ وَمِنْ طَاعَتِكَ  
مَا تُبْلِغُنَا بِهِ جَنَّتِكَ وَمِنْ يُقِينُ مَا لَهْوُونَ بِهِ عَلَيْنَا مَصَاصِيبَ الدُّنْيَا أَلَمْ نَمَتِّعْ  
بِأَسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا وَقُوتِنَا مَا أَحْبَبْنَا وَاجْعَلْ ثَارَةً عَلَيَّ مِنْ ظَلَمِنَا وَانصُرْنَا  
عَلَى مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِيبَتَنَا فِي دِينِنَا وَلَا تَجْعَلْ لِدُنْيَا آلِهِمْ مَتَاعًا وَلَا  
تُبْلَغْ عَلْمِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَا يَرْحَمُنَا۔

سورۃ اعراف کا آیت میں اپنے رب کے لئے سجدہ میں یا کھڑے اور دو جگہ ہیں اور یہاں ہے دوزخ کا عذاب یہی ہے کہ عذاب  
یہی ہے جو وہ بری جگہ ہے پھر ان کی اور بری جگہ رہنے کی ۱۱

سورۃ اعراف کے سورۃ میں نہ وراوین اور نہ تخلی کریں اور جس کے بیچ ایک یہ بھی گزراں ۱۲  
سورۃ اعراف میں پکا ہے اللہ کے ساتھ اور مضبوط اور نہیں خون کرتے جان کا جو متع کی اللہ نے مگر جان چاہیے وہ  
میں درجہ کوئی کرے یہ کام پھر سے شاہ سے دونا ہوا و سلو عذاب و ن قیامت کے اور پڑا رہے اور سین ۱۲

سورۃ اعراف کے سورۃ میں پکا ہے اللہ کے ساتھ اور مضبوط اور نہیں خون کرتے جان کا جو متع کی اللہ نے مگر جان چاہیے وہ  
میں درجہ کوئی کرے یہ کام پھر سے شاہ سے دونا ہوا و سلو عذاب و ن قیامت کے اور پڑا رہے اور سین ۱۲  
یہی ہے کہ دنیا کے صاحب انسان ہوں اور اللہ کے ہونے اور انھوں اور قوت سے زندگی بھر جمع دے اور اگر ہمارا  
بہر نامہ ان پر رہا ہی حاکم کر دے نکلنے واپس پر ہونے میں مصیبت نہ دے دنیا کا زیادہ خیال نہ رہے صرف دنیا  
کی فکر کا پورا نتیجہ نہ ہو اور نہ کر غالب پھر وہ جو علم نہ کر سکے ۱۲



وَمَا تَنفِقُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ  
 ہمارے ہر خرچہ دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھلائی کے لئے ہے۔  
 ہادی اسلام کے معجزات پر انکار کے لیے پادریوں اور اسلام کے مخالفوں نے ان جملہ باتوں سے استدلال کیا ہے۔

**اول فرق عادت یا فعل یا فوق العادت کا لفظ جو معجزے کا مترادف ہے۔ بلکہ خود معجزہ کا لفظ بھی قرآن میں محمد صاحب کے حق میں نہیں آیا۔**

**جواب۔** قرآن میں تو یہ الفاظ کسی نبی کے نشانات نبوت میں نہیں بولے گئے محمد صاحب کے لیے کیسے بولے جاتے۔ مگر یاد رہے ان الفاظ کا نہ بولا جانا بھی ایک معجزہ اور فرق عادت بلکہ نشان نبوت ہے۔ جسے آیت نبوت بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ لفظ نہایت کمزور ناقص ہیں ان الفاظ کا استعمال اور نشانات نبوت پر جو واقعی نشان تھے عمدہ نہ تھا۔ ترک کیا۔ (سبحان اللہ علی ترقی میں جو الفاظ نکلے وہ ناقص اور قرآنی الفاظ کامل)۔ کیونکہ فرق عادت کے معنی میں عادت کا خلاف۔ اور پھر حسب تسلیم یہود و نصاریٰ وغیرہ اور رسولوں کے ساتھ جب ہمیشہ ایسے امور کا طور ہوتا رہا ہے تو یہ امور عادت میں داخل ہو گئے۔ یہ عجائبات سنتہ اللہ میں شامل ہو گئے تبدیل سنت اللہ یا خلاف عادتہ انہوئے۔ پس ایسے عجیبہ امور یا نشانات کو فرق عادت کہنا کیسا غلط ہوا۔ اگر معجزہ کے بھی یہی معنی ہیں تو اسکا اطلاق بھی غلط ٹھہرا۔ اور اگر حسب لغت اسکے معنی عام کے لیے جادین تو بھی یہ لفظ کمزور ہے۔ دیکھو یہود ان یروشلم اور پلاطس سے بقول اربعہ ایسا فعل مسزد ہوا جسے مسیح اور انکے تلامذہ کو عاجز کر دیا۔ پس کیا یہود و مسیح اور پلاطس اصحاب معجزات کہلا کر نبی بن جائیں گے۔

علامہ برین تدریت استنشاہ باب ۱۲ - ۵۱ - سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف معجزہ

نہیں ہو سکتا۔ بلکہ جھوٹے انبیاء بھی سحرات دکھا سکتے ہیں۔ مفسر ۱۶ باب ۷، اسے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہومن عیسائی سحرات دکھا سکتا ہے پھر معجزہ نشان نبوت کیسے ہو گا! ایسے معجزہ اور خرق عادت کا لفظ قرآن کی حدیث صحیحہ اور اسلامی اعلیٰ طبقے کی کتابوں میں نہیں آیا۔ جگہ بگاہے، اسکے آیت وطلاست کا لفظ آیا ہے۔ غور کرو (اگر تعلیم یافتہ نوجوانوں کے کہنے پر ان لہجے میں) ترقی کے زمانے میں جو لفظ نکلا وہ ناقص ہے۔ اور رسالت کا لفظ پورا اور کامل ہے۔

پادری صاحبان! محمد صاحب کی نسبت قرآن بلکہ صحیح حدیث اور صحابہ کے زبان پر بھی صد در معجزہ یا خرق عادت کا لفظ نہیں آیا۔ تو آپ یا در کہیں کوئی نقص نہیں ہوا۔ عین ثبوت کمال ہے۔

دوم۔ دلیل انکار سحرات پر قرآن میں آیا ہے۔

وَمَا مَنَعَنَا أَنْ نُرْسِلَ بِالْآيَاتِ إِلَّا أَنْ كَذَّبَ بِهَا الْأَوَّلُونَ۔

میں نے چاہا ہوں آیات عربی لفظ ہر دو کلموں سے بنا ہے۔ ایک آل اور دوسرا آیات جو آیت کی جمع ہے۔ آل کے معنی عربی میں کبھی خاص کے آتے ہیں۔ اور کبھی کل کے معنی دیتا ہے۔ اگر لفظ آل کے خاص کے معنی لیے جاویں تو آیت کا مطلب اس معنی میں ہو جائے کہ ہمیں ان خاص نشانیوں کے بھیجنے سے (جنہیں منکر لوگ طلب کرتے ہیں) کوئی امر مانع نہیں ہوا مگر یہ کہ ان نشانیوں کو اگلوں نے جھٹلایا۔

اسکے بعد کی آیت بھی ان معنوں کی تاکید کرتی ہے۔ جس کا مطلب ہے تمہود کی قوم نے

ایک نشان مانگا پھر انہوں نے تکذیب کی۔ اور اس نشان پر ظلم کیا۔

اس قسم کے نشانات کی نفی صرف محمد صاحب ہی کے وقت نہیں ہوئی۔ بلکہ غور کرو



مرقس ۸ باب ۱۱۔ فریسیوں نے مسیح کے نشانات طلب کیے اور سنے آہ کھینچ کے کہا اس زمانے کے لوگ کیوں نشان چاہتے ہیں۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں اس زمانے کے لوگوں کو کوئی نشان دیا نہ جاوے گا۔

اور جس نشان نویسی کا وعدہ ہوتا ہے وہ بھی اب تک ظلمت میں ہے۔ اور لوقا ۲۲ باب ۵۱ میں ہے۔ ہیرودیس کو بڑی خواہش تھی کچھ سیحی معجزے دیکھے۔ باوجود اصرار مسیح نے اس کے سامنے بولے بھی نہیں۔ آخر اس نے ناچیز ٹھہرایا۔

غور کیجئے ذرا انصاف سے سینے انجیل میں لکھا ہے اگر کسی میں رائی برابر بھی ایمان ہو تو پہاڑوں کو کہے یہاں سے وہاں چلے جاؤ تو وہ چلے جاویں گے۔ بیارون کو ہاتھ رکھ کر چکا کرے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔ مرقس ۱۶ باب ۱۷۔ عیسائی انصاف سے کہیں۔ تم دنیا میں کوئی عیسائی مومن ہو یا سب کے سب کا فرہین۔ اگر کوئی ہو تو اپنے ایمان کو مرقس ۱۶ باب ۱۷ پر رکھ کر دیکھے۔ اگر کہے کہ اس وقت معجزات کی ضرورت نہیں تو ہم کہیں ہیں ایسی ہی محمد صاحب کے وقت بھی ضرورت نہ تھی۔

دوم۔ اگر آل کے معنے جو آیات میں ہے کل کے لیے جاوین تو یہ معنے ہونگے کہ ہمیں کل معجزات بھیجنے سے کوئی امر مانع نہیں ہو اگر اگلوں کا ادن معجزات کو جھٹلانا یعنی جبکہ معجزات ہماری قدرت میں ہیں وہ سب کے سب ظاہر نہیں کیے گئے۔

پادری صاحبان! اس سے بالکل سیحی معجزے کی نفی نہیں نکلی۔ اسکی مثال سمجھو کوئی کہ میں نے کل مطالب بیان نہیں کیے۔ اس کلام سے کوئی بھی سمجھ سکتا ہے کہ قائل نے کوئی مطلب بھی بیان نہیں کیا۔

سوم دلیل انکار معجزات یا آیات نبوت پر۔

آیات نبوت یا سب سے پہلے اب ویشٹین میں اور اسادیت دوسری سہری کے بعد  
کئے تھے قابل اعتبار نہیں ہو سکتے

جواب آیت سہرت سہرت میں نہیں بلکہ وہ آج تک قانون قدرت میں موجود ہیں قرآن میں  
انکا بیان نصل پر کیا۔ اور اگر یہ ویشٹین ہی ہو تو میں تو حد نہیں جناب رسالتا ب کے وقت  
لکھی جاتی تھیں۔ اس جواب میں میں نے میں دعویٰ کیے ہیں۔

اول تیسرے دعویٰ کا ثبوت سنو بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۲۵ میں ہے اور صفحہ ۱۲۵ میں۔  
۱۔ کسی شخص نے جناب علی مرتضیٰ رسالتا ب کے خلیفہ سے پوچھا آپ کے پاس قرآن کے  
سوا کچھ اور وحی کی باتیں بھی ہیں تو اپنے فرمایا ہاں میرے پاس اس کا غنہ میں چند احکام  
رسول کریم کے لکھوائے ہوئے جنہیں جبرائیل کے حکم اور قیدی کے چھوڑانے کے متعلق  
چند حکم وغیرہ ہیں۔

۲۔ کتاب الزکوٰۃ بخاری میں دیکھو۔ جلد ۱۔ صفحہ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ابو بکر رسالتا ب کے جانشین نے  
جوز کوٹہ کے احکام لکھ دیے وہ سب سول خدا کے لکھوائے ہوئے۔ یا بتائے ہوئے تھے۔

۳۔ بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۱ میں ہے عبد اللہ (صحابی) بن عمر خلیفہ ہمیشہ حدیثوں کو لکھ  
رکھتے تھے۔

پسینچ میں خطبہ (لکچر) پڑھا۔ یہ آپ کی آخری حج میں واقع ہوا۔  
پھر اس بڑے جلسے چوڑے خطبے کو جب رسالتا ب تمام کر چکے تو ابو شاہ نام صحابی نے عرض کیا  
یا رسول اللہ یہ خطبہ مجھے لکھواد دیجیے۔ آپ نے حکم دیا ابو شاہ کو لکھ دو۔

غرض اس طرح کی کئی ایک شہادتیں ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے حدیث شریفہ

کی جاتی تھیں۔ علاوہ برین قوی روایات جو باہر ہو۔ حدیث شریفہ میں



ایک دوسرے کی تصدیق تو ہی ثابت کرنی ہوں انا جیل کے ثبوتوں سے صحیح احادیث کا ثبوت کچھ کم نہیں۔ یاد رہے بخاری اور مسلم کی بڑی صرف بخاری اور مسلم کے کہنے سے نہیں ہوئی۔ بلکہ انکی کتابیں کتب سابقہ اور کتب زمانہ بخاری اور مسلم اور کتب محققین بعد زمانہ بخاری اور مسلم کے ساتھ موازنہ کی گئیں۔ اور بعد موازنہ انکو ترجیح حاصل ہوئی۔ کسی حدیث کا اعتبار صرف ایک راوی کے کہنے سے نہیں ہوتا بلکہ مختلف روایات کی روایت سے کوئی اونہیں سے عراق کا رہنے والا اور کوئی شام کا اور کوئی حجاز کا۔ کوئی مصر کا اور باوجود اس قدر دوری کے انکے الفاظ متقارب اور انکی حدیثیں متحد المعنی ہوں۔ تعجب آتا ہے دو صحیح حدیثیں ایک درجے کی باہم متخالف و متعارض نہیں ہوتیں۔ اور یہ کیسا بڑا ثبوت علم حدیث کی سچائی کا ہے۔

یاد رہی اس بات پر ہمیشہ زور دیتے ہیں۔ دیکھتے والوں کی تحریر تاریخی امور کا ثبوت اس پر موقوف نہیں کہ دیکھنے والا کسی تحریر میں اپنا معاینہ بیان کرے۔ بلکہ معتبر کے رو برو بیان کرنا کافی ہے۔ اگر کسی تحریر میں اسکا اقرار پایا گیا تو تحریر بھی جب ہی قابل اعتبار ہوگی۔ کہ کسی کے رو برو اسکا زبانی اقرار موجود ہو کہ یہ میری تحریر ہے۔ پھر وہ تحریر بھی ہر طرح سے محفوظ رہے بہر حال زبانی اقرار پر مدار رہا۔ فقط تحریر سے کام نہ چلا۔ اور حدیثوں میں دونوں طرح کا ثبوت موجود ہے۔ تحریری بھی اور زبانی بھی۔ اسد واسطے محدثین صرف کتابوں کو دیکھ کر روایت کرنے والے کا اعتبار نہ کرتے تھے۔

آپ کے دلائل نبوت اور علامات رسالت جنکو قرآن کریم نے آیات اور برہان کر کے تعبیر فرمایا تو قانون قدرت میں شہود اور قرائن میں موجود ہیں۔ اگر ان دلائل کو معجزہ کہیں جسکے معنی میں غیر کو عاجز کر دینا والا یا غرق عادت کہیں تو بالکل بجا ہے۔

دل محمد صاحب کے وقت دنیا کی تائید پر نظر کرو جس ملک میں آپ پیدا ہوئے وہ  
 کیسا تھا۔ عامہ عرب کسی مذہب کے پابند نہیں کوئی کتاب نہیں رشتہ کوئی پتھرون  
 کی پوجا کرتا ہر کوئی دشتوں کی کوئی یاہون کی۔ کوئی جہوت اور پریت کی ہزاروں  
 کے منکر بن سیاست و تمدن کو نہیں جانتے۔ پوری۔ قمار بازی باہمی جنگ اور غرض  
 اور بناد جہالت۔ فخر اور کبر اور کھٹک صفات میں۔ اور شاعری پر کمال کا مدار ہے۔ عرب کی  
 مشرق میں ایک طرف ہندوستان بحرہین توہات کی گھٹا ایسی چھائی ہے کہ مرد کی شرمگاہ  
 جسے نگ کہتے ہیں اور عورت کی شرمگاہ جسے بھگ کہتے ہیں بے طعن پوجی جاتی ہے ہر منتر  
 فال وغیرہ توہات کا سمندر موج مار رہا ہے۔ دوسری طرف ایران بحرہین آگ کی پرستش  
 ستیرون کی معبودیت نور و ظلمت دو خداؤں کی سلطنت پر اعتقاد ہے۔ شمال و مغرب اور عین  
 وسط میں کچھ عیسائی پوپ کے بندے رومن کیتھولک وغیرہ پروٹسٹنٹ مذہب کے علاوہ  
 (اس مذہب کا بانی لوتھر ہے) مریم اور مسیح کے پوجاری۔ اور انہیں پوپ صاحب شہت  
 باہنٹے والے۔ اور تمام عیسائی خاکسار بندے ابن مریم کو خدا ماننے والے جنکے حق میں  
 قرآن فرماتا ہے۔ لَا يَتَّخِذُ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللّٰهِ اور کچھ یہود بعل اور مولک  
 اور عسارات کے پوجاری۔ اور ایسے سخت بے ایمان جو عرب کا سخت بت پرستوں کو کہتے ہیں  
 اَلَّذِيْنَ اٰتٰهُمُ الْكِتَابَ يَتْلُوْنَهُ نَارًا وَخِزْيًا وَاَلْطَّاعُونَ وَاَلَّذِيْنَ اٰتٰهُمُ  
 الْكِتَابَ يَتْلُوْنَهُ كُفْرًا وَاَهُوْا۟ لَهَا هُدًى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْ۟رًا سَبَآ۟رًا رَّوْعًا  
 دنیا کی ایسی حالت میں ایک بے ساز و سامان بے فوج و ملک توحید کا واعظ کھڑا ہو

لے  
 لے تو نے نہ کیے جنکو ملا ہر کچھ حصہ کتاب کا جانتے ہیں بنون اور شیطان کو اور کہتے ہیں کافرون کو یہ زیادہ  
 ہائے بن مسلمانوں کے راہ - ۱۲ -



وردی کیا کہ مجھے خدا پسند بیجا۔ اور عزم دیا کہ قُوْ فَاَنْذِرْ دُوْرَكَ فَاَنْذِرْ اَنْتَ تَامِرًا  
 باطلہ پر یک دم خط نسخ کھینچنا پاپا۔ تمام مریں اور میر غریب اور فقیرس و اعظاک کے جانی  
 دشمن ہو گئے۔ ایمان اللہ کی مخالفت اٹھایا۔ اپنی قوم کو جابل اور اونکے زمانے کو بایست  
 کا زمانہ کتابی قوم کا ایسا مٹا دینا جیسے ایک شخص مصلح قوم کتابی۔ یہ مت سمجھو میں  
 نبیوں کی کتابیں منسوخ کر کے آیا۔ اور ایک کتاب دیا ایسے ہیں کہ تمام علوم اور فنون کا مخزن  
 ہیں۔ پھر اپنی اُسیدین ناک میں لے گیا۔ تمام ملک اور تمام اہل شہر مارنے کے درپور ہیں  
 اور یہ کتابا تاہی۔

یٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخَفُوْا وَاَنْتُمْ اَعْلَمُوْنَ بِاللّٰهِ يَاقَا اٰهْلَ الْبَيْتِ وَكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهِمْ وَلَا تُفْسِدُوْهُ  
 هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ يَاسْهٰدِيْ وَدِيْنٍ اٰخِرٍ لِّيُظْهِرَ عَلٰى الدِّيْنِ كُلِّهِ وَكُلُوْا مِنْ  
 اَمْرِ كُوْنٍ۔ سورۃ صف۔ سیارہ ۲۸۔ رکوع ۹۶۔

سَيِّئًا مِّمَّا يَفْعَلُوْنَ ۚ وَكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهِمْ وَلَا تُفْسِدُوْهُ ۚ هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ يَاسْهٰدِيْ وَدِيْنٍ اٰخِرٍ لِّيُظْهِرَ عَلٰى الدِّيْنِ كُلِّهِ وَكُلُوْا مِنْ

اور پھر ایسا کامیاب ہوا ایسا کامیاب ہوا کہ اپنے سامنے اسکو یہ سورۃ ہو چکی۔  
 اِذْ جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۚ وَرَآيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا۔  
 جس قوم میں اورسا اور قوم میں ایک بھی نہ رہا جو اس کے آخری ایام میں مخالف ہوتا  
 اپنے ارادوں میں پورا کامیاب ہو گیا۔ اور کامیابی دیکھ اپنی ڈیوٹی کو پورا کر کے رفیق  
 اعلیٰ سے جا ملا۔

۱۔ کہ اسکو در سنا کہ نے رب کی بڑائی را  
 ۲۔ چاہتے ہیں کہ کھادیں نہ دیں رہی، نے سنا کہ اور اللہ کو پوری کرنی جو اپنی روشنی اور بڑی برامین منکر وہی جسے بھیجا اپنا رسول  
 ۳۔ کہ لی سوجھ لیکر اور سچا دیں کہ اسکو ناب کرے اور تمام دینوں کے اور پرست برامین مشرک  
 ۴۔ اب شکست کا وہ کامیل اور بھی ہیں لے پیٹھے دیکر  
 ۵۔ جب پہنچے علی اللہ کی مدد و درمیدلہ اور توست دیکھے رب پیٹھے اللہ کے دین میں فوج فوج ۱۲

تہا یہ معجزہ، تک نظر میں آتا یا نہیں۔ گریہ خرق عادت نہیں تو اسکی نظیر دکھائیے  
اور معجزہ بمعنی عاجز کنندہ نہیں تو اوسکے بہ شہ اور ہم قوم دشمنوں کا نام و نشان ڈھونڈتے  
عیسائی مذہب کا رب اور انکا خدا کیا نظیر ہو سکتا ہو جو قبول عیسائیوں کے قوم سے  
پیارا رکھتا ہو۔ اوسکی مخالفت اوسکی قوم اتناک موجود ہو موسیٰ کب نظیر ہو سکتا ہو جسے خود  
بھی وہ ملک نہ دیکھا جسکی امید پر مصر سے قوم کو بچلا۔

وہیکے نتیجے کیا دکھائیں گے جسے مقدس مکان دوسروں کے قبضہ و نہیں نظر آتے  
تین نبی الہامی دعائیں خدا کی بتائیں رحین ہمیشہ الہی پڑیں۔  
زرشتی کیا نظیر دکھائیں گے جنکو اپنے ملک میں سر رکھنے کی جگہ نہیں ملی۔

دوسری آیت نبوت یا دوسرا معجزہ اور خرق عادت جو محسوس اور مشہود ہو۔ آپکی حیات میں  
آپکا اپنے ملک پر پورا تسلط اور اپنی قوم پر پوری حکومت۔ جو نہ آپکے پہلے کبھی ایسی کامیابی  
کسی مدعی نبوت کو ہوئی اور نہ آپکے بعد حضور علیہ السلام کیسے آزادی بخش اپنی قوم کے  
ہوئے کہ آپکا شہر آج تک غیروں کی غلامی سے آزاد ہو گیا۔ سلطان ٹرکی جو براہ نام  
وہان کے پادشاہ ہیں خادم اکھر میں کا لقب رکھتے ہیں۔

اس موقع پر وید کی الہامی دعائیں۔ اور اونکی کوششیں جو وید کے مومن ہیں۔ اور  
عیسائیوں کے مخلص منجی کی جانفشانی۔ اور موسیٰ کے بڑے معجزات۔ اور ابراہیم اور  
یعقوب کے ساتھ خدائی وعدے کنعان کی ابدی ورثت کی بابت۔ اور پارسیوں کے  
الہامی باد یون کی دعائیں فراموش کرنے کے قابل نہیں۔ قومی آزادی کے قدردان  
قوم کے مصلحین کے قربان انصاف کرین ہادی عرب کمزوری کی حالت میں کیا کر گئے

حکایت الحق و ما بینہ الباطل و ما بعینہ۔ سورہ سبا۔ سیدہ ۲۲۔ روم ۲۶۔  
دین مبین و غیبت کو بیحد



إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكَ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكَ إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا  
فَعَصَىٰ فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ فَأَخَذْنَاهُ أَخَذًا وَبِيلًا سورة مزمل۔ سیپارہ ۲۹  
اور آرام کا وعدہ۔

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ  
سورة نورت۔ پارہ ۱۸۔ رکوع ۱۲۶۔

پھر اپنے وعدے کو سچ کر دکھاتا ہے۔

مدعی نبوت سے ایسی کامیابی بے نظیر اور خرق عادت نہیں تو اور کیا ہے۔

تیسرا معجزہ یا خرق عادت۔ بلکہ آیت نبوت۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ۔ سورة حجر۔ سیپارہ ۱۲۔ رکوع ۱۶۔

کس طرح قرآن کی حفاظت ہوئی۔ دنیا میں کوئی مذہب دکھاؤ جسکی کتاب اپنے بادی

کی زبان میں بعینہ اس طرح شہرت پذیر ہو۔ تراجم کا اعتبار نہیں تراجم مترجمین کے خیالات ہیں

انجیل کی تو ایسی حفاظت ہوئی کہ الامان۔ انجیل کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ آج تک پتہ نہیں لگتا

مسیح کی اصل کتاب عبری تھی یا یونانی۔ پھر اولیٰ کلام بالکل حواریوں کے کلام سے

مخلوط ہے۔ متاخر نہیں وید کی حالت شب و روز آٹکھ کے سامنے ہر حاجت بیان نہیں

پھر علیٰ العموم مذہب سے محروم ہیں۔ اگر دنیا بنصرت الہی کسی مذہب کی کتاب کی حافظ و ناظر

ہی تو قرآن کریم اول نمبر پر ہے۔

اس لئے کہ ہماری طرف رسالہ تبارنے والا تھا جیسے ہمایا فرعون یا سول پس کمانا فرعون نے رسول کا

بسر کر ڈیا۔ سو کپڑوں کی ۱۲ پٹیاں لٹائی اور فرعون نے کہا میں نے تجھے اور کو حاکم کر لیا ملک میں ۱۲ بادشاہی ٹھاکر اس کو

سلطنت سے تیار کیا۔ تاریخی حقیقت اور ہم آپ اور کے نگہبان ہیں ۱۲۔

قرآن مجید سے یا خرق عادت۔ بلکہ آیات نبوت۔ یعنی وہ آیات جن کا ذکر قرآن میں ہر  
 اول۔ اِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ وَ  
 ادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ فَاِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ  
 تَفْعَلُوا فَاْتُوا النَّارَ سَوْرَةً بَقَرہ۔ سید پارہ ۱۔ رکوع ۳۶۔

قُلْ لَنْ اَجْمَعَ لَكُمْ لَاسًا وَنَجِّنَ عَلَىٰ اَنْ تَاْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ كَاَيُّوْنَ  
 مِثْلِهِ۔ وَاَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا۔ سورہ بنی اسرائیل۔ سید پارہ ۱۵۔  
 ایک مٹی (بلکہ فرض کرو اہل کتاب کا بقول نصاریٰ شاگرد) یہ دعویٰ کرے  
 کہ کوئی مخالف تکذیب نہ کر سکے۔ معجزہ نہیں تو کیا ہے۔

بہنے مانا کہ ہومر ٹمپن۔ سکسپیر ہالمیک۔ حافظ وغیرہ بے نظیر کلام کہ گئے مگر کیا  
 انھوں نے ایسا دعویٰ کیا۔ اگر دعویٰ کے بعد اور ایسے زبردست دعویٰ کا بعد  
 تھان میں کامیاب نکلتے تو اذن کلام بے ریب ممتنع النظر اور معجز سمجھا جاتا۔

عالم لوگ عربی دان تو اس بے نظیری پر علما یقین کر سکتے ہیں۔ اور جاہل سطح  
 وہ جانتے ہیں تیرہ سو برس گزر چکے یہ دعویٰ اپنی راستی پر بدستور مستحکم ہو حضرت  
 صاحب کتاب نے قرآن کریم کے بے نظیر ہونے کا ارازا ذکر فرمایا۔ مکہ میں سورہ یونس  
 اور سورہ ہود اور سورہ طور میں پھر مدینے میں اس دعویٰ کا عادیہ کیا سورہ بقرہ  
 میں۔ مَنْ مَّنَعُوا فَاِذَا هِيَ ثَوَابٌ لِّكَ عَرَبِيٌّ غَوْرٌ كَرِهُوا فَاِذَا هِيَ ثَوَابٌ لِّكَ عَرَبِيٌّ غَوْرٌ كَرِهُوا  
 صاحب بھی اسکے مثل سے عاجز ہیں۔ آپ کے کامل درجے کے عقیل ہونے میں کسیکو

سے کہہ نہ سکتا کہ میں ہوا اس کلام سے جو وہ راتیں اپنے بندے پر پڑے آدھیک سورہ اس قسم کی وربطاً و جنکو حاضر  
 نے مواضع کے سوا اگر تم سچے ہو۔ پس اگر نہ کرو اور البتہ نہ کر سکو گے تو بخیر آگ سے ۱۲  
 کہ کہ گرمیوں آدمی اور جن اسپر کہ لا دین ایسا قرآن نہ لادینگے ایسا قرآن اور پڑے مدد کرن ایک کی ایک ۱۲



کلام نہیں۔ بھلا منصفو غور تو کرو۔ ایک دانا جسکو دنیا میں اپنی تصدیق مقصود تھی۔ اپنی ابتدائی حالت میں بدون یقین کامل ایسے دعوے کی جرأت ہو سکتی ہے۔ جو آیت مذکور یعنی لکن اجمعت الخ میں کیا گیا ہے۔

دوسرا سجزہ یا خرق عادت بلکہ آیت نبوت بدر کی لڑائی ہے۔  
یاد رہے اس جنگ میں چھوٹے سے گروہ کا بڑے گروہ پر فتحیاب ہونا سجزہ اور خرق عادت یا برہان نبوت نہیں۔ بلکہ یہ جنگ پہلے آیت ہر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کی شکست اور اونپر آپ کی مخالفت سے وبال آنے کی خبر دی تھی۔ اور کہہ دیا تھا۔ مخالفو تمہاری فنا کا ابتدائی زمانہ سال بھر کے بعد شروع ہونے والا ہے۔ جب میں سے چلا جاؤ گا۔ اسکے ایک سال بعد تمپر ہلاکت آویگی۔ اور یہی خبر سابقہ کتب مقدسہ میں مندرج تھی۔ پس یہ جنگ سابقہ کتب کی تصدیق تھی۔ اور اس جنگ میں فتحیابی کے باعث محمد صاحب مصدق کتب مقدسہ ہوئے۔ اس واسطے قرآن جنگ بدر کو آیت کتابیہ بیان لکھا ہے۔

قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا۔

وَإِنْ كَادُ الْيَسْتَفِرُّونَكَ مِنَ الْأَرْضِ لِيُخْرِجُوكَ مِنْهَا وَإِذْ لَا يَلْبَثُونَ خِلافَكَ إِلَّا قَلِيلًا۔ سورہ بنی اسرائیل۔ سیپارہ ۱۵۔ رکوع ۸۶۔

جب کفار نے پوچھا اچھا کب تمپر ہلاکت شروع ہوگی تو آپ نے بلکہ آپ کے خدا نے فرمایا  
فَلَا تَكُونُوا مِثْلَ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَانُوا عَلَىٰ لَكُمْ آيَةٌ فِي فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا۔ سورہ بنی اسرائیل۔

سورہ بنی اسرائیل۔ سیپارہ ۱۵۔ رکوع ۸۶۔

سورہ بنی اسرائیل۔ سیپارہ ۱۵۔ رکوع ۸۶۔

یوم کا لفظ اگر بدوٹ صبح اور سہا کے ہو تو نبوت میں ایک برس کا بھی ہوتا ہے۔ اندر شوا  
بیبلس صفحہ ۵۹ و ۱۳۳۔

کتب سابقہ میں اسکا ذکر یسعیاہی۔ رسالت اب کی ہجرت اور دشمنوں کے تعاقب کا  
ذکر کر کے عرب کی بابت الہامی کلام میں کہتا ہے۔

خداوند نے مجھ کو یون فرمایا۔ ہنوز ایک برس ہاں مزدور کے سے ٹھیک ایک برس  
میں قیدار کی ساری شمت جاتی رہی اور تیرا انداز دن کے جو باقی رہے قیدار کے  
بہادر لوگ گھٹ جائینگے۔ یسعیاہ ۲۱ باب ۱۶-۱۷۔ میں نے زیادہ تفصیل پیشین گوئیوں  
امین کی ہے۔ غور کرو جنگ بدر کیسی آیت اور کیا معجزہ ہے۔ قیدار عرب میں کون ہیں۔  
کیا قریش ہی نہیں۔ کیا بدر میں انکے بہادر لوگ گھٹ نہ گئے۔

تیسرا معجزہ جو قرآن سے ثابت ہے۔ اس معجزے کے بیان سے پہلے یہ چند باتیں یاد رکھنا  
منوٹکی گو تبعا انکا ذکر بار بار ہو چکا ہے۔

یادداشت۔ کتاب اللہ (قرآن) اور سنت رسول اللہ (حدیث) میں بجای لفظ  
معجزہ اور خرق عادت کے جو نہایت کمزور اور ناقص تھے۔ آیت اور بوہان کا  
لفظ استعمال ہوا ہے جو دلائل ثبات نبوت اور علامات رسالت کے واسطے جامع اور  
محیط ہونے کے علاوہ ہر زمانے کے موافق اور ہر ایک عقل صحیح کے مناسب ہے  
فطرت اور قانون کے نزدیک صحیح ہے۔ دیکھو آیت کا استعمال معجزات میں اگر لیا جاوے  
وَادْخُلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجُ بَيْضًا مِّنْ غَيْرِ سُوْعٍ اٰيَةً اٰخِرٰى۔

یسعیاہ ۱۵-۱۶۔

۱۵۔ در ذوال اپنا ہاتھ اپنی بیب میں نکالے گا سفید نہ بڑا یہ نشان اور ۱۶۔



۱۱ اِنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ اِنِّیْ اَخْلَقْتُ لَكُمْ مِنَ الطِّیْنِ كَهَيْئَةِ  
الطَّیْرِ فَانْفُخْ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًا اِذَا دَیْنُ اللّٰهِ - سیپارہ ۲ - رکوع ۱۳۶ -

۱۲ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْ اٰیَةً قَالَ اٰیَتُكَ اَنْ لَا تُكَلِّمَ النَّاسَ - سیپارہ ۲ - رکوع ۱۳۷  
اور برہان کا لفظ معجزات یا آیات کے معنی میں - دیکھو قرآن موسیٰ کے عصا اور یس  
کو جو عیسائیوں اور یہودیوں میں مسلم معجزہ برہان کہتا ہے -

۱۳ فَذٰ اٰیٰتِكَ بُرْهٰنًا لِّیْ مِنْ رَّبِّكَ - سیپارہ ۲۰ - رکوع ۴ -

۱۴ اور محمد صاحب کی گرامی ذات کو بھی برہان (معجزہ یا خرق عادت) فرمایا جہاں کہا  
یٰۤاٰیٰتِهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمْ بُرْهٰنٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَاَنْزَلْنَا لَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا  
یہود اور نصاریٰ نے کہا ہم لوگ بھی بہشت میں جاؤ گے تو اؤ نکو قرآن کہتا ہے -

۱۵ قُلْ مَا تَوْابِرْهٰنَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ - پارہ ۱۵ - رکوع ۱۳ -

معجزے کے معنی غیر کو عاجز کر دینے والے کا محاورہ قرآن میں -

۱۶ وَمَا اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ - پارہ ۸ - رکوع ۳ - وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِیْنَ - سیپارہ ۲۲ - رکوع ۲ -

مطلق عاجز کر دینا چونکہ نشان نبوت نہ تھا جیسے بار بار ذکر کیا - رسالتاب کے اثبات  
نبوت میں قرآن نے یہ ناقص لفظ ترک کر کے آیت اور آیات اور برہان کا لفظ  
سعمال فرمایا - اور خرق عادت کا لفظ چونکہ بالکل غیر صحیح تھا اسلئے اسے صاف ترک کر دیا -

۱۷ اَلَمْ یَشِکْ مِنْ اٰیٰتِہَاۤ اَیُّہَا الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَلْاٰیٰتَ الْکٰذِبَہِ اَوِ یَسْتَعْجِلُوْنَ سَعٰیہٗمَ اَمْ یَسْتَعْجِلُوْنَ سَعٰیہٗمَ اَمْ یَسْتَعْجِلُوْنَ سَعٰیہٗمَ

۱۸ اَوِیَسْتَعْجِلُوْنَ سَعٰیہٗمَ اَمْ یَسْتَعْجِلُوْنَ سَعٰیہٗمَ اَمْ یَسْتَعْجِلُوْنَ سَعٰیہٗمَ اَمْ یَسْتَعْجِلُوْنَ سَعٰیہٗمَ

۱۹ اَوِیَسْتَعْجِلُوْنَ سَعٰیہٗمَ اَمْ یَسْتَعْجِلُوْنَ سَعٰیہٗمَ اَمْ یَسْتَعْجِلُوْنَ سَعٰیہٗمَ اَمْ یَسْتَعْجِلُوْنَ سَعٰیہٗمَ

۲۰ اَوِیَسْتَعْجِلُوْنَ سَعٰیہٗمَ اَمْ یَسْتَعْجِلُوْنَ سَعٰیہٗمَ اَمْ یَسْتَعْجِلُوْنَ سَعٰیہٗمَ اَمْ یَسْتَعْجِلُوْنَ سَعٰیہٗمَ

۲۱ اَوِیَسْتَعْجِلُوْنَ سَعٰیہٗمَ اَمْ یَسْتَعْجِلُوْنَ سَعٰیہٗمَ اَمْ یَسْتَعْجِلُوْنَ سَعٰیہٗمَ اَمْ یَسْتَعْجِلُوْنَ سَعٰیہٗمَ

۲۲ اَوِیَسْتَعْجِلُوْنَ سَعٰیہٗمَ اَمْ یَسْتَعْجِلُوْنَ سَعٰیہٗمَ اَمْ یَسْتَعْجِلُوْنَ سَعٰیہٗمَ اَمْ یَسْتَعْجِلُوْنَ سَعٰیہٗمَ

انصاف سے دیکھو ایسے غفلتوں سے بچ رہنا ہی اعجازِ باریک بینی۔ ان پڑھ  
وہ لفظ بولے جو بہتات سے پاک ہوں اور پڑھتے ناقص لفظ سبحان اللہ عیسائی  
اور تمام تاریخی مذاہب کے پابند علی العموم مانتے ہیں کہ معجزات ہمیشہ ہوتے رہے بھلا  
جو چیز ہمیشہ ہوتی رہے وہ خرقِ عادت ہو سکتی ہے۔ یا وہ تبدیلِ سنت و تحولِ عادۃ اللہ ہوگی  
بعد اس تہید کے سورہ شعرا کی چند آیتوں پر غور کرو۔ یہ تمیزِ سجزہ نہوگا بلکہ کئی معجزات  
ہوں گے۔ یہ سورہ شعرا کے میں تری جب آپ بالکل اکیلے تھے۔ کچھ لوگ جو ایمان لائے  
تھے وہ بھی جہنم کو ہجرت کر گئے تھے۔

تسکرون کو آپ فرماتے ہیں۔ تم میری تکذیب کرتے ہو اسکا وبال دیکھو گے تمہاری  
حالت زمین کے پودوں کی طرح ہوگی جو آج ہر اور کچھ مدت کے بعد فنا ہوگا۔

فَقَدْ كَذَبُوا فِسْكَائِهِمْ أَنْبَاءَ مَا كَانُوا بِسِيْتِهِمْ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا  
كُفْرًا شَدِيدًا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٌ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ  
مُؤْمِنِينَ - پارہ ۱۹ - رکوع ۵۔

پھر موسیٰ کا قصہ بیان کیا اور بتایا کہ فرعون مخالفت کے سبب سزا پایا ہوا  
اور موسیٰ نجات پا گیا۔

وَأَنْجَيْنَا مُوسَىٰ وَمَنْ مَّعَهُ أَجْمَعِينَ ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخَرِينَ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ  
لَآيَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِينَ - سیارہ ۱۹ - رکوع ۸۔

پھر ابراہیم اور اونی کی کامیابی اور ان کے دشمنوں کی تباہی کا ذکر کیا اور کہا۔

سے سو جھٹلا چکے۔ اب پوچھیں کہ کیا حقیقت اس بات کی ہے کہ ان کے دشمنوں کو تباہ کیا گیا  
ہر بات بھانت بھانت چیزیں کہیں اور نشانِ بے درود و بہت بڑے ہیں اسے ۱۱  
اور یہی وہی ہے موسیٰ کو اور جبریل تھے ویکے۔ ان کے پیروں کو اب اور ان کے دشمنوں کو تباہ کیا گیا



لَا تَنْفِي ذَلِكَ لَأَيَّةٌ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ۔

پھر نوح اور اوسکے ہمراہیوں کی نجات۔ اور انکی مخالف قوم کی ہلاکت کا ذکر کر کے فرمایا۔

۱۳-۵  
لَا تَنْفِي ذَلِكَ لَأَيَّةٌ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ۔ سید پارہ ۱۹-۱۸ رکوع ۵۹۵ و ۵۹۶ و ۵۹۷ و ۵۹۸ و ۵۹۹ و ۶۰۰

پھر عاد اور اوسکے دشمنوں کی ہلاکت کا تذکرہ ۵۔ اور اوسکے بعد یہ کہا۔

فَكَذَّبُوهُ فَأَهْلَكْنَاهُمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَأَيَّةٌ۔ پارہ ۱۹-۱۸ رکوع ۱۱

پھر ثمود کی نجات اور اوسکے دشمنوں کی ہلاکت کا ذکر کر کے کہا۔

فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَأَيَّةٌ۔ سید پارہ ۱۹-۱۸ رکوع ۱۲

پھر لوط کا ذکر اور اوسکے مخالفوں کی تباہی کا حال بیان کر کے کہا إِنَّ فِي ذَلِكَ لَأَيَّةٌ۔

پھر شعیب کی کامیابی کا بیان ۵ اور آخر کہا کہ شعیب کے مخالف ہلاک ہونگے۔

لَا تَنْفِي ذَلِكَ لَأَيَّةٌ۔ یعنی البتہ اس میں ایک نشانی ۵۔

قَالُوا لَنْ نَبْرُدَّ لَكَ لَوْحًا نَكُونُ مِنَ الْمُخْرَجِينَ۔ سید پارہ ۱۹-۱۸ رکوع ۱۳

یسا ہی جناب رسالتاب کو بھی کہا اور سنا پائی۔

یہ باتیں روح الحق اور روح القدس سے کہیں قرآن نے آیات اور معجزات کے بعد کہا

تَزَكِّي بِالرُّسُلِ الْأَمِينِ عَلَى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنْذِرِينَ۔ پارہ ۱۹-۱۸ رکوع ۱۵

یوسف کا تذکرہ بھی سورہ یوسف میں ۵۔ اور کئی ایک آیات اور معجزات کا اشارہ

ہے۔ جیسے فرمایا۔

۱۔ البتہ اس میں ایک نشانی ۵۔ وروہ بیت برگ نہیں ماننے والے۔

۲۔ یہ رسکو جھٹلانے لگے تو ہم نے اوندکو کھار دیا۔ اس بات میں البتہ نشانی ۱۲

۳۔ یس نے لیا اوندکو غائب نے۔ اس بات میں البتہ نشانی ۵۔

۴۔ جو لے اگر نہ چھوٹے گا تو اسے لوط تو تو نکالا جاویگا ۱۲

۵۔ یس نے لوزا ہے اسکو فرشتہ معشر تیرے اور پر کہ تو ہو ڈر سنا نبی ۱۲

لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَالْخُوتِ اَيَاتٍ لِّسَائِلِينَ - پارہ ۱۲ - رکوع ۱۲ -

یوسف کے بھائیوں نے جہنم کا سلوک کیا اور یحییٰ اہل مکتہ آ پھونکا لا۔ آخر شدید قہقہہ میں چپکے پاس دما کے لئے آئے

يَوْمَ اَنَّا لَشَّمَاكَ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ - سورہ دخان پارہ ۲۵ - رکوع ۱۲۶ -

اس آیت کے شان نزول میں لکھا ہے کہ میں جب قحط نہایت سخت پڑا ابوسفیان آگے پاس آئے اور کہا تو صلہ رحمی کا حکم کرتا ہوں اور دیکھ تیرے بائیں ہاتھ میں تیرے دماغ کا کرنا ہے دعا کی۔ جناب یوسف نے تو فرعونی خزانے سے غلہ دلایا تھا۔ آپ نے یہی خزانے سے دلایا۔ بخاری - سورہ دخان -

آپ اس سورہ یوسف کی ابتدا میں فرمایا لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَالْخُوتِ اَيَاتٍ لِّسَائِلِينَ - اس سورہ شعر اور سورہ یوسف میں گویا رسول خدا بتائے ہیں۔ تم مجھے

کیسے ہی نکالیں دو آخر تم مانند مخالفین انبیاء سلف کے اپنی جھوٹی دنیا کی حمایت میں ہرگز کامیاب نہ ہو گے۔ کفار کی تباہی میرے سامنے ہو جائیگی۔ اور چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل تھے اس واسطے کہ

اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَيْكَ رَسُوْلًا مِّنْ اَمَّا عَلَيْنَا اَنَّا اَرْسَلْنَا اِلَيْهِ فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا مِّنْ

فِرْعَوْنَ لِرَسُوْلٍ فَاَخَذْنَا هُوَ اَخَذًا وَّيَبِلًا - سورہ مزمل سیپارہ ۲۹ - رکوع ۱۳۶ -

موسیٰ کی پیشین گوئی سنو۔ شاید پیشین گوئی بشارات میں نہیں لکھی۔ یا اس طرح کی

فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا۔ اور اس کے

دراپے ہاتھ میں ایک نشی شریعت اس کے لئے تھی۔ استثناء ۲۳ باب ۲ -

۱۔ البتہ میں یوسف اور اس کے بھائیوں کے مذکورین نشانیاں پر چھنے و لون کو ۱۲ -

۲۔ جس دن لاوے آسمان دھواں ہو گا ۱۲ -  
۳۔ جسے بھیجا تمہارے طرف رسول بتانے والا تھا جیسے جہان فرعون کے پاس لے کر گانا افرعون نے رسول آپس کھڑی بنے اور کہہ کر ڈوبالے



تجربہ ہوا جوچ کی کھیل پر کیا پھر پڑے اس بشارت میں دس ہزار قدوسیوں کا ذکر  
اور بخاری مطبوعہ مصر و ہند میں لکھا ہے جب محمد رسول اللہ مکہ معظمہ میں تشریف لائے تو  
کے چارٹھ سے ٹھیک دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ جلوہ گر ہوئے۔ دیکھو یہ بشارت کیسی  
صادق آئی دیکھو بخاری مطبوعہ مصر نصف ثانی صفحہ ۵۰۔ و مطبوعہ ہند صفحہ ۶۱۳

میں اپنے ایمان اور وجدان سے حلقہ کھتا ہوں۔ مجھے یہ بشارت دہریوں کے واسطے  
بسی کافی نظر آتی ہے۔ اگر انصاف کریں اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے اکثر انبیاء کا  
ذکر کیا جنکو اہل مکہ جانتے تھے۔ یہ اشارہ تھا کہ گویا آپ مختلف شرایع انبیاء کے جامع ہیں  
آپ کی ذات گرامی کل ان عمدہ صفات کی جامع ہے جو فردا فردا اور انبیاء میں پائی گئی ہیں۔  
آپ کا حلقہ ایسا تھا کہ اپنے ذاتی معاملات میں کسی سے بدلہ نہ لیا۔

اشجاعت ایسی کہ توحید الہی کے واسطے اپنے ملک اور قوم میں شرک کا نام نہ چھوڑا  
اور تمام دنیا کو ہوشیار اور خبردار کر دیا۔ عیسائیوں میں پر وٹنٹ لکھے پوپ سے انکار  
آریہ بھی کہ اوٹھے وید شرک سے پاک اور شرک کا مخالف ہے۔

آپ کا کوئی ایسا کہ کسی سائل کو بشرطیکہ اس کا سوال خلاف تعظیم الہی نہ کبھی محروم نہ کیا  
آپ کی دنیا سے بے رغبتی ایسی کہ مرنے کے دن تک باوجود اعلیٰ درجے کی حکومت  
آپ کی زرہ چند دانہ جو پر رہن تھی۔

آپ کی مشیورین کلامی ایسی کہ کسی دشمن کے حق میں ثقیل لفظ نہ بولے کسی با  
اور مصلح پر نکتہ چینی نہ کی۔

آپ صائب تدابیر ایسے کہ آپ کی تدابیر صائب کے سامنے تمام دنیا کے اعداء  
کی تدبیریں بیکار ہوئیں۔

پکا دریا چال چلن ایسا نہیں، حافظہ وراثت صحیحہ وراثت کے حرف زیر کیا ہوئے نہیں  
 پکا توکل ایسا کہ ہم مل کئے مخالف ہیں اور پھر ذرا حزن ملال نہیں کسی صحیح حدیث  
 میں نہیں اور یقیناً نہیں کہ تنی بڑی عادت عرب اور حالت غربت میں آپ کئے مجبور  
 تھے ہوں۔ ابو بکر یا رنار آپ کے ہجرت فرمانے سے گہرائی تو آپ فرمانے میں۔

کَلَّا تَحْكُمُ إِنَّ اللَّهَ مُخْتَلِفٌ فِي مَا تَحْكُمُ - سورۃ ہود - سیپارہ ۵ - رکوع ۱۲۶ -

یہی صداقت وہ کہ صدق مرید ہو گئے۔ آپ کے صحابہ میں ایک بھی نہیں گذر جس نے  
 کسی حدیث کے بیان میں جھوٹ کہا ہو۔ اور بڑی صداقت بڑی صداقت نہایت  
 یہی صداقت میرے وجدان کے مطابق علم حدیث کی صداقت اور محمد صاحب کی صداقت  
 یہ دلیل ہے کہ دو حدیثیں صحیح ایک مرتبہ کی اور دو آیتیں اور احادیث صحیحہ اور آیات  
 نہ باہم متعارض نہیں۔ سچ ہر دروغ کو حافظہ نباشد۔ اگر آپ جھوٹ بولتے۔ یا آپ کے  
 صحابہ کو جھوٹ کی عادت ہوتی۔ ضرور انکی اس بات میں جو رسالت اب کی طرف نسبت  
 تھے میں سخت متعارض ہوتا۔

یا در ہے باہم متعارض اور موضوع احادیث کی برائی اور غلطی اور انکا کذب اس حجت  
 سے ہوتا ہے کہ صحابہ سے نیچے کے راوی کذب بولتے ہیں۔ متعارض اور موضوع احادیث  
 نیچے کے راویوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ اگر مرفوع حدیث کا سلسلہ عمدہ و سائنط سے  
 یہ تک پہنچ جاوے تو پھر متعارض نہیں رہتا۔ اگر کہیں کوئی متعارض کہلا تو ہم فہم و فہم  
 متحد المعنی احادیث صحیحہ کے الفاظ دیکھو تو متقارب ہیں۔ روایات و یکسو تو ایک و یکسو  
 تصدیق کرتے ہیں۔ سچ ہر اور بالکل سچ ہے۔

لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا - سیپارہ ۵ - رکوع ۱۲۶ -



یعنی اگر قرآن یا یہ دین خداست تو البتہ اس میں اختلاف ہوتا۔ اور سب اختلاف ہوتا  
حالانکہ اس میں ذرا بھی اختلاف نہیں۔ تیس برس دکھ اور کچھ کی مختلف اوقات میں بائین کمین  
مختلف احکام دیے۔ سبحان اللہ ہر سب کے سب باہم موافق۔ قرآن آیات کو اسی واسطے  
متشابہات اور متشابہ کلمات کہ ایک آیت دوسرے کی مصدق اور مثل ہے۔ میں دعویٰ کرتا ہوں  
کوئی شخص دو حدیث صحیح ایک مرتبہ کی میرے سامنے لاوے میں اسے تطبیق کر کے  
دکھائے دیتا ہوں۔

آپ کو اپنی صداقت پر ایسا یقین تھا کہ کبھی جنبش ظہور میں نہ آئی۔  
انبیاء اور صلحائیک ارادوں میں ہمیشہ شیطان اور شریر القاکرتے ہیں۔ مگر الہی نصرت شیطان  
القاکو ہمیشہ باطل کر دکھاتی ہے۔

اور اللہ تعالیٰ اپنے آیات کو اس حکم تختہ جو حضور کا استقلال تمام دنیا سے منفی نہیں  
جس کام کو اوٹھایا اور جبل مرکا ارادہ کیا اسکی تکمیل سامنے دیکھ لی۔ تب دنیا سے چلے  
جب سن لیا۔

آلِیَوْمَ کَمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتَمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا  
اور خدا سے الہی آئی۔ اب تم اپنا کام کر چکے آؤ۔  
اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَ رَاٰیْتُ النَّاسَ یَخْلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ فَوَاجَّہْ  
فَبِجْہِ جَبْہِ رَبِّکَ۔ سورۃ نصر۔ سیارہ ۳۰۔

میرا قلم صفات کے بیان سے رکتا نہیں چاہتا۔ مگر کیا کروں معذور ہوں۔ اب مختصر  
میں ایک اور نظر آپ کی تعلیم پر کرتا ہوں۔ جیسے آپ تمام انبیاء کے عمدہ صفات کے جامع

سے آج میں پورا بچا نکلوں تھا اور جو ان میرے حسان بنا اور نبی کیا میں نے تمہارے واسطے دین اسلام ۱۲  
اسکے جب پوری جہی مودت کی رفیعہ و توفیق دیکھے مگر اللہ کے دین میں فوج فوج اب تسبیح کر اور بول اپنے رب کی خوبیاں

وہی ہی پاک تعلیم تمام دنیا کی عوام و عیال اور بزرگ و کمزور انسان کی ہادی و رہبر  
واسطے قرآن کی صفت ہے۔

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيِّمًا عَلَيْهِ  
سورۃ مائدہ - سید اسحاق - ۱ - رکوع ۱۱ -

اسلام کے کوئی عمدہ تعلیم اور پسندیدہ بات نہیں جبکہ حکم اور کوئی بڑی اور ناپسندیدہ بات  
نہیں جبکہ ممانعت نہ کی ہو۔ ہر بار سوال ہوا اسلام کو ہماری معاشرت اور دنیوی امور میں  
داخل کر یا نہیں مجھے یقین ہے اسلام ہمارے ان امور میں جن کا تعلق ہماری عام حالت  
صححت اور مرض سے ہے براحت بخش مقصد ہے۔ یہ صحت یا مرض روحانی ہو یا جسمانی۔ ان  
ایسے امور میں جو خاص ملک یا خاص آدمی ہو یا اور خاص اسباب مختص الزمان یا مختص  
المکان کے ساتھ تعلق رکھتے ہوں۔ اسلام آزادی بخش مذہب ہے۔

توحید کا وہ بیان کہ ہادی اپنی عبودیت کا اقرار ایمان کا لازمی جز و قرار دے کوئی  
انکار کر سکتا ہے کہ کتب سابقہ کے ان الفاظ نے۔ اسرائیل میرا پوٹھا ہے۔ میرا کھوتا بیٹا۔  
سوئی خدا اور غیرہ وغیرہ اور عہدے کی عام رسم نے توحید الوہیت میں نقصان نہیں پہنچایا۔  
ویدوں میں اگر صاف صاف حکم ہوتا کہ سورج اور چاند اور غنصری آگ اور دیون کو  
سجدہ اور عبادت نہ کرو۔ تو یہ جگہ اجازت یا عدم جواز بت پرستی کا آریہ ورت میں کیوں پڑتا۔  
اخلاق وہ۔ کسی نبی پر کوئی اعتراض نہیں۔ سب کا ماننا سب کا ادب اسلام میں  
ضرور ہوا۔ قُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا۔ - وَكَاتَبُوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ  
اللَّهِ (سورۃ انعام - پارہ ۷ - رکوع ۱۵) سے بڑھ کر کون تکمیل جو اخلاق کا مصدر

۱۵ ہر پھر وہی ہے کہ تحقیق بجا کرتی ہے تاہن کو اور سب پر مثال ۱۲  
۱۶ کو ہر کون کو اچھا ۱۷ سے اور ہم لوگ نہ ہر عبادت کو کون کو حکم دے گا کہ میں اس کے ساتھ ۱۲۔



اس کے تعجب آتا ہے الہامی طور پر بھی قرآن عیوب کا اشارہ نہیں کرتا۔

آپ نے کوئی حکم ایسا نہیں فرمایا جس میں آج بکو کتنا پڑے کہ کاش سلام میں یہ حکم نہوتا۔ کسی ایسی چیز سے منع نہیں فرمایا جس میں آج بہن یہ کہنے کی ضرورت ہو کہ کاش سلامیوں کو منع نہ فرماتے۔

تمام عمدہ اور ستھری چیزوں کی اجازت ہے۔ کل بُری اور خبیث اشیاء سے ممانعت نہایت پسندیدہ صفات میں عدل تھا۔ اِنَّ اللّٰهَ يَافُصُّ بِالْعَدَالِ۔ فرما کر اوستکی تاکید کی۔ اور ظلم سے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی الظّٰلِمِیْنَ۔ کھر سخت ممانعت کی (شرک بڑا ظلم اور عدل کی ضد ہے) صدق میں۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کہا۔ اور کذب کے حق میں لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ فرمایا۔ منشاء صفات کاملہ علم ہے اوستکے لیے قُلْ شَرِّتْ نِزْدَنِیْ عِلْمًا۔ آیا۔ منشاء ضرور جہل ہے اوستے اِنِّیْ اَعْطٰکَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْغٰیہِیْلِیْنَ۔ کھر سٹایا۔ احسان کی ترغیب اِنَّ رَحْمَۃَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ۔ سے ظاہر ہے۔ اور یہ مقابل کی بُرائی و اذاتوں کی سعی فی الْاَرْضِ لِیُفْسِدَ فِیْہَا و یُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْفٰسَادَ۔ سے عیان۔ تہاد اور قیامت کا اعتقاد جو ہر خوبی اور نیکی اور دلی محبت و سلوک کا سرچشمہ اور تمام خوشیوں اور امیدوں کی غایت ہے۔ ایسی دلائل قویہ قانون قدرت سے مستحکم کیا ہیں کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں۔

- ۱۱ تحقیق اللہ حکم دیتا ہے عدل ۱۱
- ۱۲ اوستہ منور و دردم آندہ سے اور ہر مہم ساتھ چہون کے ۱۲
- ۱۳ لعنت اللہ کی اور پر جھوٹوں کے ۱۳
- ۱۴ میں بصیرت کرتا ہوں تجھ کو کہ نہ ہو جاکو تو جاکو ہوں سے ۱۴
- ۱۵ تحقیق رستہ اللہ کی قریب سے ایسی کرنے والوں سے ۱۵
- ۱۶ اور رب بیشہ پیوستہ اور پھر سے ملک میں کہ اوستین ویرانی کرے اور ہلاک کرے کھیتیان اور جانین اور اللہ خوش نہیں ۱۶

ہاں علوم میں تبادلوں نے۔ نجوم کا عملی حصہ وغیرہ روایات سے واثق ہو کر آگیا  
 تِلْكَ الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكٍ سَلِيمٍ۔ فرما کر منع کیا  
 تمام امت کو کس امر کی تاکید کی۔ امت کو کیا کام سپرد کیا۔  
 كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ  
 وَتُقِيمُونَ لِلَّهِ۔ سورۃ آل عمران پارہ ۳۔ رکوع ۲۶۔

اسلام کی خوبی کیا بتائی۔ مَن حَسَنَ اسْلَامِ الْمَرْءِ تَرَكَ مَا لَا يَنْفَعُهُ نَكَبَتْ  
 اِسْمَانُ كَادِرِ اسْمِ رَحْمَا۔ کچھ یوں کہ کسی شخص کی نیکی کا پتہ اس کے  
 ایسے ملک میں جو سراسر جہالت ہو۔ اور کوئی کتاب اس ملک میں نہ ہو۔ ایسی سیرت  
 اور تعلیم کا آدمی جسکی تمام تعلیم قوی فطری اور قانون قدرت کے موافق ہو جہاں  
 تمام روحانی ضرورتیں موجود ہوں۔ اگر معجزہ اور خرق عادت نہیں تو نظیر دو۔  
 مجھے ایک بار گنیش اس نام سکھ نے کہا۔ سکھوں کا مذہب تمام مذاہب سے بے عیب  
 کیونکہ اس میں بجز توحید اور حمد باری تعالیٰ کے کسی امر سے سروکار نہیں۔ میں نے  
 عرض کیا۔ بتائیے ان میں کے نکاح میں سکھی مذہب والا آزاد ہے۔ یا اس قسم کے  
 مسائل میں آریوں ہندوؤں مسلمانوں کا محتاج۔ بتقدیر اول آپ نمونہ دیکھائیے  
 بتقدیر ثانی سکھوں کا مذہب کامل نہیں۔ اور عام اور مشترکہ ضرورتوں میں کافی  
 نہیں۔ ❖۔

- ۱۔ اور جیسے لگے میں اس علم کے جوڑتے تھے شیطان سلطنت میں سلیمان کی ۱۲
- ۲۔ تم ہو بہتر باتوں کو پیدا ہونی میں کو نہیں حکم کرتے سو پند بات پر اور منع کرتے ہونا پسند سے اور بیان لانے ہوا ہے ۱۱۔
- ۳۔ اپنے مسلمان کے اسلام کی خوبی یہ کہ وہ بے فائدہ اور غیر مقصود چیز کو جوڑے ۱۲
- ۴۔ اپنے کوئی تم میں کامل نہیں ہوتا یہاں تک کہ دوست کچھ اپنے جمالی مسلمان کے واسطے وہ چیز جو اپنے نفس کے لیے درست ہے ۱۱



احادیث میں جبکہ معجزات اور آیات نبوت اور علامات رسالت اور دلائل کمالات نبویہ کا ذکر ہے۔ پادری اور مخالف گروہ و غیر انہما ہی اعتراض کرتے ہیں کہ احادیث معتبر نہیں۔ مگر قومی روایات کے طور پر انکو تسلیم کرنے سے چارہ نہیں رکھتے۔ اسلامی مختلف مذاہب میں بطور اشتراک وجود معجزات تو اسے ثابت ہے۔ اور اگر تو اتر حجت نہیں تو عیسیٰ ابن مریم اور موسیٰ بنی اسرائیل کے نفس وجود انکار ممکن ہوگا۔ جو ایک سفسطہ ہے۔

تحت میں اپنے دعا فرمائی۔ اور معائنہ برسا۔ بارہا تھوڑا پانی آپکی دعا سے بہنے لگا۔ کافی ہوا۔ قیصر اور کسریٰ کی نسبت خبر دی کہ پھر قیصر و کسریٰ بنو گئے۔ تیرہ سو برس سے اسکی تصدیق ہوتی ہے۔ قیصر بند نہ تو مطلق قیصر نہ قیصر بند ہے۔ بلکہ قیصر بند ہے۔ حدیث صحیح میں آیا ہے۔ ہمیشہ میری امت میں ایک گروہ ہوگا جو حق پر غالب ہوگا۔ کوئی مخالف انکو ضرر نہ دے سکے گا۔ اول تو ایسی پیشین گوئی کوئی صاحب مذہب اپنی مقدس کتاب میں بتائے۔ پھر اسکی تصدیق کر دکھائے۔ مردوں کو زندہ کرنا آپکا عام کام تھا۔ سنو قرآن کتاب ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ  
سورۃ انفال۔ پارہ ۹۔ رکوع ۱۹۔

مسیحی طرز کے کرشمے آپکے اس قدر ہیں کہ شمار میں نہیں آسکتے۔ اور پھر انجیلی نبوت کے کمین زیادہ ثبوت رکھتے ہیں۔ کیونکہ ہزاروں اولیائے کرام اور مشائخ عظام گزرے جنکے کرامات اور خوارق عادات انکے مریدوں نے اپنے چشم دید واقعات کر کے

لے اور بیان والو انوکھ حکم اللہ کا اور رسول کا جو وقت بجا دے تھو کہ ایک نام چھپیں تمہاری زندگی ۱۲۔

اوت بزرگوں کی زندگی میں کسے ہیں اگر پادری لوگ دو مین مجھوں باجکروں کی تحریک  
 پر باین خیال کہ اوصوں نے پنم ویرہ واقعات کو مسیح کے ولست مین قلمبند کر سیا قاسمین  
 کر سٹے ہیں۔ اور حدیث پر سٹے اعتماد نہیں کرتے کہ دوسھا بک ولست مین قلمبند نہیں ہوئی  
 تو اسلامی اولیا اور صلحا کے کرامات اونکے مریدوں کے ہاتھ سے مشائخ اصحاب کرامت کے  
 وقت کے کھے ہوئے موجود ہیں۔ پھر انہی تو انکار کی کوئی وجہ پادری بیان نہیں کر سکتے  
 ان کرامات کو تسلیم کہ ہیں۔ اور چونکہ یہ سب کرامات محمد رسول اللہ کے اتباع سے حاصل ہوئے  
 امین انہیں ان کا وجود بوجہ اتم ماننا پڑیگا۔ (اگر انصاف اور خدا کا ڈر ہو)۔

ایک پادری نے اندون ایک رسالہ لکھا ہے۔ اور معجزے کو مراد کرامت خیال کر کے  
 رسالت کو بے کرامت کہا ہے۔ صاحب کرامت کے معنی عزت والے کے ہیں۔ اور مخصوص  
 ایسے معزز ہوئے جنکی عزت کی نظیر تمام دنیا میں نہ پاؤ گے۔ کیا کانٹون کا تاج اونکو ہنایا گیا  
 کیا اونہوں نے ملاپچے کھائے۔ کیا اونکو سر کہ پٹایا گیا کہ بگے کرامت ہوئے۔ غیر ہم اون کے  
 بے کرامت رسالے کو انشاد اللہ تعالیٰ اچھی طرح ذیل کرینگے۔ **وَاللّٰهُ يَفْقَهُ اَنْتُمْ**  
**وَهُوَ يَقْدِرُ السَّبِيلَ۔**

### تحقیق اجبار و اکراہ۔ عیسائیوں کا اعتراض۔

اکراہ اور جبر کے ذریعے سے غیر مذہب والوں کو محمدی بنانا اسلام کا خاصہ ہے۔

**جواب۔** مخالف صاحبان یہ آپ کا محض افتراء ہے۔ ایسے کہ محمد یون مین ورن اور  
 محمدی مسلمان بننے کے لیے یہ امر لازمی اور ضروری ہے۔ کہ دل بے کہاں غلو سے  
 باری تعالیٰ کی توحید اور محمد صاحب کی نبوت اور قیامت وغیرہ باتوں پر پورا پورے یقین  
 ہو۔ اور ظاہر ہے کہ جبر سے اور زور سے ولی اعتقاد پیدا نہیں ہوتا پس جبر محمدی مسلمان



بنا ناممکن ہی نہیں۔ قرآن کے آیت ذیل پر غور کرو۔ صاف ظاہر کرتے ہیں کہ جبر و اکراہ  
محمدی سلمان بنا نا جائز نہیں۔

پہلی آیت سورۃ بقرہ میں موجود ہے اور یہ سورت مدینے میں نازل ہوئی۔ اس آیت میں یہ عذر بھی آپ نہیں کر سکتے کہ یہ آیت کے میں اُتری جبکہ اہل سلام کمزور تھے اور جہاں کی آیتیں اوڑھنے کا محمد صاحب نے دعویٰ نہیں کیا۔ اور یہ وہ سورت ہے جس میں

قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ  
الْمُعْتَدِينَ۔ سورۃ بقرہ۔ سیارہ ۲۔ رکوع ۲۴۔

لا اِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ - سورة بقرہ سیارہ ۳ - رکوع ۲۴  
 پادری صاحبان کیسے صاف طور سے قرآن نے اکراہ اور جبر کی نفی کی ہے۔

اب میں چاہتا ہوں کہ آپ کو قرآن کی بہت سی ایسی آیتیں سنادوں جو کہ اور دینی  
میں اُتری ہیں اور انہیں جبر و اکراہ سے دین میں لانے کا ابطال موجود ہے۔ جہاد کے  
مسلے پر آئیوا ایک لڑنا چور مضمون علیحدہ سنائیں گے۔

قَالَتِ الْأَعْرَابُ إِنَّمَا قُلُّ لَكُمْ تَمِينُوا وَلَكِنْ قُولُوا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَخْلُ لَأِيْمَانُ  
فِي قُلُوبِكُمْ - سورة حجر ٢٤ - سورة سيارة ٢٤ - سورة ٢٤ -

فَإِنَّ تَكْرُرَ النَّاسِ حَتَّى يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ - سورۃ یونس سید پارہ ۱۱ - رکوع ۵ -

۱۔ اللہ کے سامنے میں بھیجے ہوئے روح سے نہ تے ہیں اور اللہ تعالیٰ کیونکہ زیادتی کرنے والے لوگوں کو اپنے نہیں کرتا ۱۲

۲۔ اسلام میں جبریت ہے جبکہ فرق ہو گیا تو ۱۱

۳۔ اگرچہ کہ ہم ایمان لائے تو کہہ دو میں نہیں ہوتے لیکن جو لوگ ہم پر ایمان نہ لائے اور اچھے ایمان تو ہمارے دلوں میں داخل نہیں ہوا ۱۱

۴۔ کیا تو (ای خدا) لوگوں کو توفیق بخشنے پر مجبور کر رہا ہے ۱۰ - ۲

مَنْ يُطِيعِ رَسُوْلَ فَقَدْ اطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ تَوَلَّى فَمَا اَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ  
حَفِيْظًا۔ سورۃ نساء۔ سیپارہ ۵ رکوع ۱۱۔

وَلَنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُجَارِكَ فَاَجْرُهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلَغُ  
مَامَنَهُ۔ ذَلِكِ بِاَنَّكُمْ قَوْمٌ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ سورۃ توبہ سیپارہ ۱۰ رکوع ۱۔

جن لوگوں نے غلطی سے یہ سمجھا تو کہ اسلام تمام مذاہب میں ایسا سخت مذہب ہے  
اپنے سوا دنیا کے ہر ایک مذہب کا توار سے استیصال کرتا ہے اور لڑائی اور زور  
سے دوسرے مذہب کو باطل کرنا چاہتا ہے۔

ان لوگوں کی غلط فہمی بات مذکورۃ الصدر سے بالکل ظاہر ہے۔ اور اسلام اور حساب  
سلام اور اسکے جانشینوں خلفائے راشدین کے اس چال و چلن سے صاف آشکار  
ہو کہ اسلام میں صلح یا فتح کے بعد رعایا اور صلح سازوں کو خواہ مخواہ مسلمان نہیں  
کیا جاتا۔ کیا رسول خدا محمد مصطفیٰ کے وقت خیبر کے باشندوں کو جو قسمی القلب یہود تھے  
پنے مذہب پر نہیں رکھا گیا۔ اور یہود ان خیبر کے یہ صلح کے بعد یہودیت پر عملدرآمد کرنے  
ن کوئی روک ٹوک تھی۔ کیا بحرین والے عیسائیوں پر تشدد کیا گیا ہے۔ کہ تم عیسائی مذہب  
برک کرو کیا بیت المقدس کی فتح کے بعد حضرت عمر نے یہود شلم کے یہودیوں اور عیسائیوں  
وہاں آباد ہونے نہیں دیا۔

ہاں ایک قسم کا ٹکس اسی رعایا سے لیا جاتا تھا۔ جسکو عربی زبان میں جرزیہ کہتے ہیں  
اور وہ ٹکس بھی نہایت خفیف درجے کا ہوتا تھا۔ جبکا لگانا اونچین لوگوں کے امن

لے جو شخص رسول کی طاعت کرے یقیناً اسے اللہ کی طاعت کی۔ جو پیغمبر سے راوی کی خوش نصیبی و نیرمیان  
نہیں بھی ہے ۱۱۔  
۱۱۔ جس پر چھ مذہب ہر چہ ۱۔  
۱۱۔ ہر کوئی مشرکین سے تیرے پاس پناہ ہے اور سے پناہ دے ۱۱۔ ہر کوئی ہر مذہب کی ساری بدیہ پوچھتا ہے۔



اور چین کے لیے ضروری تھا۔ مسلمانوں کی جانیں اور مال جس امن کے قائم رکھنے کے لیے خرچ ہوتے تھے اسی امن کے واسطے، سلام کے سوا دوسرے مذہب والوں سے چند پیسے لیے جاتے تھے۔

**یادداشت**۔ جزیہ قتل کا بچاؤ نہیں تھا۔ کیونکہ قتل کا بچاؤ امن صلح معاہدہ خالی عن الجزیہ سے ہو سکتا تھا۔ جزیہ تو ماتحت رعایا سے لیا جاتا تھا جنگی حفاظت کے ذمہ دار مسلمان ہوں۔ مسلمانوں سے سخت ٹیکس سالانہ زکوٰۃ اور لڑائی کے وقت سالانہ جنگ لینے کا حکم۔ اور مسلمانوں کے سوا اور مذاہب والے ان محاصل سے بری ضرورت آئے ہو کر آزاد ہو جاتے تھے۔ لاکھ روپوں کا مالدار مسلمان کم سے کم ڈھائی ہزار روپیہ زکوٰۃ دے اور کافر تین روپوں کی اتنی ہی ملکیت پر۔ پس جزیہ مسلمان بنانے پر رغبت نہیں دیتا۔ بلکہ دنیا کی محبت والے کو اسلام سے مانع ہے۔ (خلاصہ تقریر یہ)۔

ضروریات سلطنت اور امن کے لیے ہمیں ہندوستان کے ٹیکس اور محاصل جو وقت کھلا دیتے ہیں اور وقت پوری صاحبان کے اعتراض پر تعجب آتا ہے۔

اس زمانے میں برہما کی فتح کا غریب ہندوستان پر۔ اور اس کے خزان اور فائدہ اور منافع تجارت اور معزز ترین نوکریوں کے فوائد اہل ننگستان کو حاصل ہیں۔

رہا بادشاہان اسلام کا چال چلن جو اونھوں نے ملک گیری اور فتوحات میں دکھلایا۔ اونھیں بعض کے حد سے بڑھ جانے کا اسلام ذمہ دار نہیں ہو سکتا۔ اور ان لوگوں کی رفتار اور کردار سے اصول اسلام پر حرج نہیں آ سکتا۔ کیونکہ انگلستان اور

فرانس بلکہ یورپ کے بعض وحشی مزاج سنگدل بادشاہوں کی بد اطواری خاکسار عیسویوں کو قابلِ ملامت ٹھہرا نہیں سکتی

بیشک اسلام اور اہل اسلام بانی اسلام و راوی کے باشندے ہیں یعنی نہائی  
 راہدین کے عزوات اور جمادات کے ذمہ دارین اور انشاء اللہ تعالیٰ مضمون جہاد  
 میں ثابت کر دیا جائیگا کہ وہ سب فاسق تھے یعنی خود خائن تھے پراون سب کی نہاتھی  
 آئندہ میں سر ولیم میور کا یہ فقرہ لکھنا مناسب ہوگا۔ وہ لکھتے ہیں۔ "وہ شہر مکہ نے بطوع  
 و رغبت آنحضرت کی عظمت کو تسلیم کر لیا مگر تو تھی نام باشندوں نے ابھی اسلام قبول نہیں  
 کیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا شاید یہ منشا ہوگا کہ اہل مکہ کو مدینے کے طور پر چھوڑ دیا  
 جاوے کہ رفتہ رفتہ خود بخود بدلا کر اہل و اجبار اسلام میں داخل ہوتے جائیں گے۔"

(لائف آف محمد از سر ولیم میور جلد ۴ صفحہ ۱۳۶-)

ہمیں کتب منامی میں (خواہ کیسی ہی ناقابل و ثوق کیون نہوں) کوئی ایک بھی  
 ایسی مثال نظر نہیں آتی کہ آنحضرت نے کسی شخص کسی خاندان کسی قبیلے کو بزدل  
 و اجبار مسلمان کیا ہو۔ سر ولیم میور صاحب کا فقرہ کیسا صاف صاف بتا رہا ہے کہ شہر  
 مدینے کے ہزاروں مسلمانوں میں سے کوئی ایک شخص بھی بزدل و اجبار اسلام میں داخل  
 نہیں کیا گیا اور مکے میں بھی آنحضرت کا یہی رویہ اور سلوک رہا۔ بلکہ ان سلاطین  
 عظام (محمود غزنوی۔ سلطان صلاح الدین۔ اورنگ زیب) کی محققانہ اور  
 صحیح تواریخ میں کوئی ایک بھی مثال نہیں ملتی کہ کسی شخص کو اونھوں نے بالاجبر مسلمان  
 کیا ہو۔ ہاں ہم ان کے وقت میں غیر قوموں کو بڑے بڑے عہدوں اور مناصبت پر  
 ممتاز و سرفراز پاتے ہیں۔ پس کیسا بڑا ثبوت ہے کہ اہل اسلام نے قطع نظر مقاصد  
 ملکی کے اشاعت اسلام کے لیے کبھی تلوار نہیں اٹھائی۔

ف۔ مگر یہی وہی اگر کسی وجہ سے ہوئی ہو تو وہی تاریخی تاہم یہ بھی ہوئی ہو جو تیار و تاریخی اپنے باپا میوں سے



## جہاد

آنحضرت کے دشمنوں اسلام کے مخالفوں نے اکثر یہ طعن کیا ہے کہ آپ کا دین بزرگ  
 شمشیر شائع ہوا ہے۔ اور تلوار ہی کے زور سے قائم رہا۔ جن مؤرخین عیسائیوں نے آنحضرت  
 کا تذکرہ یعنی لائف لکھی ہے آپ پر طعن کرنا اونھوں نے اپنا شعار کر لیا ہے۔ اور ان کے  
 طعن کی وجہ فقط یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپ نے اپنے تئیں اور اپنے رفقا کو دشمنوں کے  
 حملوں سے بچایا۔ یہ سچ ہے کہ بعض برگزیدگان خدا دنیا میں وقتاً فوقتاً پیدا ہوئے  
 ہیں اور سورتفاق اور گردش تقدیر سے خدا کی راہ میں اور اعلا سے کلمہ اللہ کی ترویج  
 میں شہید ہوئے ہیں۔ اور بعض لوگ ایسے بھی گذرے ہیں جنھوں نے خلل دماغ کی وجہ سے  
 اس امر کا دعویٰ کیا جسکی تکمیل اوتنے نوسلی۔ الغرض منجھوٹ بھی گذرے ہیں اور مجذوب  
 بھی ہوئے ہیں جنھوں نے اپنی مجنونانہ حرکات کی سزا پائی۔ مگر اس سے یہ کہاں لازم  
 آتا ہے کہ مثلاً اگر حضرت مسیح مصلوب ہوئے یا سیلہ کذاب اپنی کذابیت اور مجذوبیت  
 کی سزا پونہ تو محاذ اللہ آنحضرت کو بھی اونکی تقلید کرنا فرض تھا۔ اور بغیر اپنی رہت  
 کے تمام و تکمیل کے شہید ہو جانا لازم تھا۔

تو انہیں اسلام کے موافق ہر قسم کی آزادی مذہبی اور مذہب الون کو بخشی گئی جو  
 سنت اسلام کے مطیع و محکوم تھے۔ **لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّينِ (سورہ بقرہ سید ۲۰۶)**  
 دین میں کوئی اجبار نہیں۔ یہ آیت کھلی دلیل اس امر کی ہے کہ اسلام میں ورنہ مذہب  
 کو آزادی بخشیے اور اونکے ساتھ نیکی کرنے کا حکم ہے۔

لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّينِ (سورہ بقرہ سید ۲۰۶) **لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّينِ (سورہ بقرہ سید ۲۰۶)**  
 لے اسان کے دلائل و اہل حق اللہ دوست رکھنا انصاف کرنے والوں کو

یہ بات کسی سب سے پہلے تو انہیں بتانی جائے کہ کسی فلسفی کا خیال خام ہے۔  
 بلکہ یہ اس شخص کا فرمودہ و جہاد ہے۔ امت کا بادشاہ تھا جو اتنی قدرت رکھتی تھی۔ اور  
 ان کا انحصار یہاں تک تھا کہ جیسے اصداد کو پابندی نافذ کر سکتی تھی۔ اور فرقوں اور شخصوں  
 کے دین میں بھی اور سیاست میں بھی مذہبی آزادی بخشنے کی ترغیب دی۔ مگر اس  
 عمل آمد کی تائید صرف اس وقت تک کی ہو جب تک وہ خود اپنے قابو اور کمزور رہیں۔  
 لیکن شارع اسلام نے مذہبی آزادی کی ترغیب ہی نہیں دی بلکہ اس کو احکام شریعت میں  
 داخل کر دیا ہے۔ رسول اللہ نے بنی حارث اور بنی نجران کے بڑے استغفار اور  
 اور اساتذہ کو اور ان کے مریدوں اور راہبوں کو بایں مضمون نامہ لکھا

کہ ہر چیز قلیل و کثیر جہت سے اب تمہارے کما سٹل و خانقاہوں میں ہے  
 اوسے ہی حیثیت سے وہ تمہارے پاس باقی رہیگی اور تم اسے اوس طرح کام میں لاؤ جس طرح  
 اب لاتے ہو۔ خود خداوند عالم اور اس کا رسول عہد کرتا ہے کہ کوئی استغفار عظیم اپنی مدد سے  
 سے اور کوئی راہب اپنی خانقاہ سے اور کوئی استغفار اپنے عہد سے برخاست  
 نہ کیا جاوے گا۔ اور ان کی حکومت اور حقوق میں کچھ تغیر و تبدل نہ کیا جاوے گا۔ اور نہ اس  
 بات میں کچھ تغیر کیا جاوے گا جو ان میں مرسوم و مروج ہو۔ اور جب تک وہ صلح و امن  
 کو اپنا شعار رکھیں گے اور کسی قسم کا جور نہ کیا جاوے گا نہ وہ کسی پر جور و ظلم کرنے پائیں گے۔  
 جس زمانے میں آنحضرت مبعوث ہوئے اس زمانے میں مختلف قوموں کے باہمی  
 فرائض کو کوئی جانتا بھی نہ تھا کہ ایک قوم کو دوسری قوم سے کیا سلوک کرنا چاہیے  
 جب مختلف قومیں یا قبیلے باہم لڑتے بھڑتے تھے تو نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ ضعیف آدمی تیغ  
 بے دریغ کیے جاتے اور بے گناہ لوٹا دی غلام بنائے جاتے۔ اور قوم فاتح قوم مفتوح



کے مسہودوں یعنی بول کو لوٹ لیجاتی تھی۔ تیرہ سو برس کے عرصے میں وہ میونسپلٹی  
ایسا سلسلہ قوانین اختیار کیا تھا جو وسیع بھی تھا اور مضامین مایہ سے مملو بھی تھا۔ مگر اس  
اخلاق اور اوس انسانیت و مروت کو جو ایک قوم کو دوسری قوم سے کرنی چاہیے  
رومی خاک بھی نہیں سمجھتے تھے۔ وہ فقط اس غرض سے اٹرائیاں رٹتے تھے کہ گرد و نواح  
کی قوموں کو مغلوب و مقہور کریں۔ اونکے نزدیک عہد و پیمان کا نقص کر دینا کچھ بڑی  
بات نہ تھی۔ بلکہ مصالح وقت پر مبنی تھی۔

دین مسیحی کے جاری ہونے سے بھی اون خیالات میں کچھ تغیر و تبدل ہوا۔ عیسائی  
کے زمانے میں بھی لڑائی میں وہی بے رحمیاں اور وہی قتل اور لوٹ مار ہوتی تھی۔  
جو رومیوں کے عہد میں ہوتی تھی۔ اور فاتحین مفتوحین کو بلا تکلف لوٹدی غلام بنا دیتے  
تھے۔ اور عہد و پیمان کر کے پھر توڑ دیتے۔ ایسا سرداران فوج کی رائے پر موقوف تھا۔  
الغرض دین مسیحی نے قومی اخلاق کا کچھ تصفیہ نہ کیا۔ اوس زمانے کے محققین مسیحی  
نے اس قومی اخلاق کے فقدان کو اپنے دین میں ایک نقص عظیم نہیں قرار دیا ہے۔  
حالانکہ یہ نقص اس وجہ سے پیدا ہوا تھا کہ اوزکا دین ناقص اور نامام چھوڑ دیا گیا تھا۔

مذہب پروٹسٹنٹ نے جب فروغ پایا تب بھی علماء مسیحی کی مٹی ہی میں کچھ فرق  
نہ آیا۔ ہالہ صاحبہ اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ ”اس مذہب دین پروٹسٹنٹ کے مختلف  
شعبوں، فرقوں سے انہم عیسائی یسوعیت سرزد ہوئی کہ بندگان خدا پر دین میں جبر و  
اکراہ کرتے ہیں۔ اور یہ گناہ ایسا بڑا ہے کہ ہر ایک ایماندار آدمی جتنی زیادہ کتب کی سیر کرتا ہے  
ہوتی ہی اوسکو اونٹنے کی دورت اور نفرت ہوتی جاتی ہے۔“ الغرض عیسائیوں کے  
جدید فرقوں میں بہم یا کلیسا سے روم سے اعتقادات مذہبی میں کیسا ہی اختلاف

غیر ہو گز میں باب خاص میں وہ سب متفق لڑا ہے میں کہ جو قلمین دین مسیحی کے دہرے  
 سے باہر ہیں انہیں کوئی سلسلہ موجب و حقوق مشترکہ کا قائم رکھنا یا کسی قسم کا فرض و نکی  
 نسبت بجا لانا حرام مطلق ہے۔ یہ خلاف دین مسیحی کے یہ بات اسلام کی طینت میں داخل  
 نہیں کہ اور اہل مذاہب سے کنارہ کشی اختیار کرے اور زمانہ جاہلیت میں جبکہ نصف  
 دنیا پر اخلاقی اور تمدنی تاریکی چھائی ہوئی تھی آنحضرت نے وہ اصول تمام بنی آدم کی مساوات  
 کے تعلیم فرمائے جنکی قدر اور مذہبون میں بہت کم کی جاتی تھی۔ چنانچہ وہ لائق مؤرخ  
 (ہالم صاحب) جسکا قول ہم نے پہلے نقل کیا ہے لکھتا ہے کہ ”دین اسلام نہندگان خدا پر عرض  
 کیا گیا۔ مگر کبھی اونہیں جبراً نہیں قبول کرایا گیا۔ اور جس شخص نے اس دین کو بطیب خاطر  
 قبول کیا اور سکو وہی حقوق بخشے گئے جو قوم فاتح کے تھے۔ اور اس دین نے مغلوب قوموں  
 کو اون شرائط سے بری کر دیا جو ابتدائے خلقت عالم سے پیغمبر اسلام کے زمانے تک ہر ایک  
 فاتح نے مغتوحین پر قائم کیے تھے۔“

ہم اس امر کا قطعی انکار کرتے ہیں کہ اسلام نے کبھی لوگوں کو زبردستی مسلمان کرنا  
 چاہا ہو۔ بلکہ اسلام نے فقط اپنی ذات کی حفاظت کے لیے تلوار پکڑی اور اسی غرض سے  
 شمشیر مکین رہا۔ عیسائیوں کے نزدیک اختلاف مذہب ایک وجہ وجہ جنگ و جدل کی  
 کی تھی۔ جیسے قوم سیکسن و فرسین کو اور دیگر اقوام جرمنی کو شاہ جرمنی نے  
 قتل و قمع کیا۔

جسوقت سے صوبہ سیگیز کو اور صوبہ پرمین لاکھا بندگان خدا پر تیغ کیے گئے جس نے  
 سے فرقہ الجینس فرانس میں مقتول و مذبح ہوا۔ اور جسوقت سے اون خون ریز لڑائیوں

۱۱۔ یہ دونوں صوبے جنوبی امریکا کے ہیں۔ بیان اہل ہسپانیہ نے لاکھا آدمیوں کو صرف بوجہ اختلاف مذہب قتل کیا ۱۲۔

یہ امریکا کے جنوبی امریکا کے ہیں۔ بیان اہل ہسپانیہ نے لاکھا آدمیوں کو صرف بوجہ اختلاف مذہب قتل کیا ۱۲۔



میں جو تاریخ یورپ میں لکھکھاسے سنی سالہ کے نام سے مشہور ہیں بڑی بڑی خون ریزیاں  
 ہوئیں۔ اور سوقت سے اوس زمانے تک جبکہ کائنات میں پیروان مسلک کا خون نے  
 اور انگلٹنڈ میں نابھان دین کو تھرنے شدید ظلم و تعدی کی ایک غیر منقطع سلسلہ چھوڑا  
 اور تعصب نفسانیت اور غلو بیجا کا امور دینی میں چلا آیا ہے۔ جو دین مسیحی کے لیے جو خصوص  
 ہے اور جس سے اسلام مجھ اللہ ہمیشہ بری رہا ہے۔

غزوات صلیبی میں ملاحظہ کیجیے مجاہدین عیسائی کا کردار مسلمانوں کے مقابل میں  
 کیا رہا۔ ایک معتبر مورخ لکھتا ہے کہ جب خلیفہ ثانی امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ ۳۳ھ  
 میں بیت المقدس میں داخل ہوئے تو گھوڑے پر سوار سفر و نیوس اسقف اعظم کے  
 ساتھ بیت المقدس کی عمارات قدیم وغیرہ کی باتیں کرتے ہوئے شہر کے اندر چلے گئے اور  
 جب نماز ظہر کا وقت آیا تو اپنے اوس کلیسا سے بزرگ میں نماز پڑھنا پسند نہ کیا جہاں  
 اور سوقت کھڑے تھے۔ بلکہ ایک اور کلیسا کے زینے پر فریضہ نماز ظہر ادا کیا اور اسقف اعظم سے  
 مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگر میں اس کلیسا سے بزرگ کے اندر نماز پڑھتا تو آئندہ مسلمان اس جگہ  
 کے خلاف کرتے جو ہم سے اور تم سے ہو گیا ہے۔ اور یہ حیلہ کرتے کہ جب خلیفہ نے اس گرجا میں  
 نماز پڑھی تو پھر کون مانع ہے۔ مگر جب مجاہدین عیسائی نے بیت المقدس پر قبضہ پایا  
 تو مسلمین کے اطفال خور و سال کو دیواروں سے ٹکرائے اور ان کے بچے پھاڑ ڈالے۔ اور  
 جوانوں کو زندہ بھون بھون کر مارا اور بعضوں کے پیٹ چاک کر ڈالے کہ دیکھیں سونا تو  
 نہیں نکل گئے ہیں۔

اور یہود کو اوس کے معابد میں بند کر کے زندہ جلا دیا۔ اور تقریباً ستر ہزار زندگان خدا  
 کو تر تیغ بے دریغ کیا۔ انفرض اسلام نے اپنے نفس کی حفاظت کے لیے تلوار پکڑ لی

مکر دین سیحی نے اس غرض سے شمشیر زنی کی کہ آزادی خیال اور آزادی اعتقاد کو صفحہ  
 روزگار سے ہٹ دے قسطنطین اعظم نے جب دین سیحی قبول کر لیا تو یہ دین تمام ملک مغربی  
 میں پھیل گیا اور اس وقت سے اس دین کو کسی دشمن کا خوف باقی نہ رہا۔ مگر جس  
 ساعت سے اس مذہب کو فروغ ہوا اسی ساعت سے اسکی سچی خاصیت ظاہر ہونے  
 لگی۔ یعنی اورادیاں سے نفرت و بیزاری کرنے لگا۔ اور جہاں جہاں دین سیحی شایع  
 ہوا وہاں وہاں لوگوں کو اور کسی مذہب پر چلنا بے ایذا اڑھائے غیر ممکن ہو گیا۔ برخلاف  
 عیسائیوں کے اہل اسلام صرف صلح و عافیت کی ضمانت طلب کرتے تھے اور حفظ جان  
 و مال اور مساوات کامل کے عوض میں کچھ برائے نام جزیہ مانگتے تھے۔  
 عیسائیوں نے اس مضمون کے (جہاد) خصوص میں نہایت نفرت انگیز تحریرات  
 دنیا میں پھیلانے میں اور زار و تفتان تانچ اور سادہ دلوں کو دام تزدیر میں پھنسانا پایا  
 انھوں نے انجیل کے ایک دو فقیرانہ فقروں کو قرآن کریم کی ملکی تمدنی اخلاقی اور  
 عادات اللہ کے موافق تعلیمات سے مقابلہ کرنے میں نہایت بے رحمی سے پیش ہوا  
 وقت ضایع کیا ہے۔

آئیے ضرور دیکھو کہ ہم غزوات محمدیہ کھنے سے پہلے توحید شریف کے موافق ٹولین  
 کہ عادت الہی اس بابے میں کس طرح جاری ہے۔ اور باوجود رحیم و کریم ہونے کے ذرا سی  
 اپنے قانون کی خلاف ورزی پر کیسی کیسی سزائیں مثلاً لعنت و بیماری قتل عرق عرق  
 انسان پر نافذ کرتا ہے۔ یا بلفظ دیگر قانون قدرت (لازاً و نیچر) پر جملہ کرنے والوں پر  
 حکام اللہ کے عاصیوں کے دفاع میں کیسے کیسے سخت جہاد کرتا ہے اور کرتا جائے گا

لفظوں سے یہ تک تفہیم کلام سے اقتباس کیا گیا ہے مستقل دیکھنا تو اصل کتاب ملاحظہ کرو ۱۱



نہ تو ریت کے نبیوں کے جہاد ت پر سرسری نظر کر جا میں۔ اور چہ ذرا ہی نکاہے  
 نے بس انجیلی معلم کے مخفی انتقام آمیز فقرت پر کہیں تاکہ مذکور رضائی پر اوہں مجبور خاکساری  
 مگر خفیہ غضبناکی کی قلعی کھل جاوے۔

## الہی انتقام

گناہ۔ عصبان۔ عدول حکمی۔ نقض قانون قدرت۔ حکام دنیوی کی بغاوت۔ یہ ایسے  
 عوارض میں جنکے باعث انسان قابل سزا ہو جاتا ہے۔

پیدائش ۳ باب۔ خدا نے آدم کو ایک درخت کا پھل کھانے سے منع کیا۔ سانپ نے  
 خواہ کو پھر حواسے آدم کو بہکایا۔ اس پر خدا نے سانپ کو ملعون کیا۔ عورت کو درد زہ میں مبتلا  
 کیا۔ زمین کو بے قصور ملعون کیا۔ آدم کو آرام کی جگہ سے نکال دیا۔

جب نوح کے وقت انسان کی بڑی بڑھ گئی۔ تو خدا انسان کے پیدا کرنے سے بچایا  
 اور نہایت دلگیر ہوا۔ پیدائش ۶ باب ۶۔

اور خداوند نے کہا کہ میں انسان کو جسے میں نے پیدا کیا روئے زمین پر سے  
 مٹا دوں گا۔ انسان کو اور حیوان کو بھی اور کیڑے مکوڑے اور آسمان کے پرندوں تک  
 کیونکہ میں انکے بنانے سے بچتا ہوں۔ پیدائش ۶ باب ۷۔

باب ۷ میں لکھا ہے کہ اونسے غضب میں سب کو غرق کر دیا۔ پیدائش ۱۲ باب ۳۔ ابراہیم  
 سے فرمایا جو تجھے برکت دیتے ہیں انہیں برکت دوں گا۔ اور جو تجھ پر لعنت کرتے ہیں ان پر  
 لعنت کروں گا۔

پیدائش ۲۸ باب ۲۲۔ یعقوب اور ابراہیم کے خدا نے فرعون کا دل خود ہی سخت کیا۔  
 پھر میتھ کو جو فون تھو پسون و باثر الہ باری آگ طہمی اور اقسام اقسام کے غذا

نہیں مبتلا کرتے کرتے آخر غرق ہی کر کے چھوڑا۔

غرض تمام کتب مقدسہ ایسے مضامین سے بھری پڑی ہیں۔ کہ فلان قوم پر خدا کا غضب نازل ہوا۔ فلان ملک تباہ و برباد ہوا۔ نبیوں کی اولاد کی آوازیں ایسی تھیں کہ پستیوں میں گونج رہی ہیں۔ حموثا قانون قدرت کی خلاف ورزی سے جو سزا اقوام دنیا نے پائی اور پارہی ہیں اس پر ہم کچھ لکھنا نہیں چاہتے کیونکہ عیان بات ہے۔ اور نیچے اور باگل اور کم عقل۔ کوئی بھی اس سزا یا بی سے مستثنیٰ نہیں۔

### بنی اسرائیل خاندان مسیح کا قتل

پیدائش۔ ۳۴ باب ۲۵۔ کس قریب اور دھوکے سے سکم اور خور اور اونکے شہر والے بنی اسرائیل کے ہاتھ سے قتل ہوئے۔ دیکھو اعداد ۳۱ باب ۷۔ اونھوں نے دیانوں سے لڑائی کی جیسا خداوند نے موسیٰ سے فرمایا تھا۔ اور سارے مردوں کو قتل کیا۔ آیت ۱۷۔ اور رقم۔ اور صور۔ اور ریح کو جو دیانوں کے پانچ بادشاہ تھے جان سے مارا۔ مزیان کی عورتوں اور بچوں کو اسیر کیا۔ مویشی اور مال و اسباب کو لوٹا۔ شہروں اور قلعوں کو بھونک دیا۔ آیت ۱۵۔ موسیٰ اور ہارون نے غصے ہوا کہ عورتوں کو کیوں جتیا رکھا۔ یہ تو گناہ کا باعث نہیں۔ کل باب ملاحظہ ہوا اور ضرور۔

اعداد۔ ۳۳۔ ۵۵۔ پر اگر تم زمین کے باشندوں کو اپنے آگے سے دفع نہ کرو گے۔ تو یوں ہو گا کہ جنہیں تم رہنے دو گے تمہاری آنکھوں میں خار ہونگے اور کانٹوں کے مانند تمہارے پہلوؤں میں چھینکے۔ الخ۔

اعداد ۲۵ باب ۶ سے ۵ تک۔ ۴۸۔ شہر لادیون کے لیے۔

استثنا۔ ۳ باب ۴۔ اور شہر اور سیوقت اور سکے سب شہر کے لیے۔ وہاں ایک شہر



بسی نذر ہا جو بنے اونے نلے لیا۔ ساتھ شہر۔ ارجوب کا سارا ملک۔ سارا باٹ کچھ جاؤ۔

ایضاً ۲ باب۔ ۳۴۔ مردوان اور عورتون اور بچون کو حرم کیا۔

ایضاً ۳ باب ۲ سے ۴ تک۔ اونکے بتون کو توڑ ڈالیو۔ گھنے باغون میں آگ لگاؤ۔ اونکے  
معبودون کی کھدی ہوئی صورتون کو چکانا چو کیجیو۔

ایضاً ۲۰ باب ۱۰ و ۱۲۔ جزیہ لینا لوٹ مارنا اور خوبصورت عورتون کا پسند کرنا۔

ایضاً ۲ باب ۲ سے ۴ تک۔ جب خداوند تیرا خدا سات قومون کو تیرے حوالے کرے۔ اونکے  
ماریو۔ حرم کیجیو۔ اونسے عہد نہ کریو۔ اونپر رحم نہ کریو وغیرہ وغیرہ۔

اعداد ۲۱-۱۶ و ۲۱ باب ملاحظہ کرو۔

یشوع ۵ باب ۱۲۔ اتھی فرشتہ یشوع کا لشکر ہو کر آیا۔ تب اوس یشوع نے تمام وگون  
کو جو شہر میں تھے کیا مرد کی عورت کیا جوان کیا بوڑھا۔ کیا بیل کیا بھیڑ اور گدھا۔ سبکو  
ایک سخت ہڈک کیا۔ تہ تیغ کیا۔ حرم کیا۔ یشوع ۶ باب ۲۱۔

ایضاً ۶ باب ۲۲۔ سب کچھ بچونک دیا مگر سونا اور روپا۔

ایضاً ۱۵ باب ۱۔ انبیای نبی اسرائیل کا مارشل ملا (جنگی قانون) دیکھو۔ مجرم آدمیوں کا جلانا  
ایضاً ۲۵ باب ۲۵۔ ۸ باب ۲۴۔ ۸ باب ۲۹۔ ۱۰ باب ۲۰۔ سنگسار کر کے

جلانا اور پھر اوپر پتھرون کا تودہ لگانا۔ قتل عام کرنا۔ بادشاہون کو پھانسی  
دیکر پتھر اوکرنا۔ بادشاہون کو فنا کرنا۔ بلکہ سب حکم خداوندی کوئی ذی روح باقی  
نہ رکھا۔ ایک بادشاہ بھاگ کر پامیل کے خیمے میں آیا۔ اونسے فریب سے اوس کے

سر میں منج گاڑ دی۔ قاضی ۴ باب ۲۱۔

پھر قاضی ۵ باب ۲۲۔ اس دشمنانہ حرکت سے مبارک ٹھہرے۔

قاضی و باب ۳۰۔ دو دو کنواریوں کو سپاہیوں کے لیے رکھا۔

قاضی ۹ باب ۴۹ سکم کے بیچ میں آگ لگا کر لوگوں کو جلا دیا۔

قاضی ۸ باب ۱۶ سپاہ کو روٹی نہ دینے سے کس قدر لوگ قتل کیے گئے

۲ سموئیل ۱۲ باب ۳۱۔ داؤد نے رب کے بادشاہ کا تلج اوتا رہنے سے پر رکھا۔

لوگوں کو آرون اور کلماڑون اور کوہے کی داؤنی گاڑیوں کے نیچے کیا۔  
اور اینٹوں کے جلتے پڑاؤے میں جلا دیا۔

۱۔ تاریخ ۲۰ باب ۳ دیکھو۔

۲۔ سلاطین ۱۰ باب ۱۱۔ ہونی اخی اب کے سارے گھرانے کو بالکل نابود کیا۔

۲ سلاطین ۵ باب ۱۶۔ مناحم نے تمام حاملہ عورتوں کے پیٹ پھاڑ ڈالے۔

۲ سلاطین ۲۳ باب ۱۶۔ قبروں سے ہڈیاں نکلوا کے الہی حکم سے جلو امین۔

بنے عہد متیق سے مختصر انبیاء بنی اسرائیل کے آتش نشان جہاد نقل کر کے منصف کے رو برو کھڑے

میں۔ ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ غضب یہ ستم یہ قہر کا نون کو ڈھانا شہر دن کو آگ لگا دینا باغون

پرے درختوں کو جلا کر قتل عام کرنا سر زمین سنخ گاڑنا آرون کلماڑون کے چروانا پڑاؤ نہیں جلو

حاملہ عورتوں کے پیٹ پھاڑنا۔ اسپر بھی فوت غضبی کا فرو نہونا تو قبر سے ہڈیاں

نکلوا کر جلو کر جی ٹھنڈا کرنا۔ ہاے ستم یہ افعال ہرگز ہرگز اسلام اور رحیم بانی اسلام

سرزد نہیں ہوئے۔ کون شخص اس حکم کو سن کر کانپ نہیں اٹھا۔ ”تو اودنے

عہد مت باندھیو“ اوپر رحم نہ کر یو۔“ بخلاف اسکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

و راو کے جانشینان برحق جب کسی طرف کو لشکر روانہ کرنے لگتے۔ اول نصیحت

سردار لشکر کو یہ ہوتی۔ ملک مفتوح کی عورتوں۔ بچوں۔ بوڑھوں۔ خالق ہوں



عباد نگاہوں۔ خانقاہ نشینوں سے تعرض مست کرنا۔ عتیق کو مست جلانا بچلدار درختوں  
مست کاٹنا۔ انصاف سے سوچنا چاہیے اس سے بڑھکر کیا رحم ہو سکتا ہے۔

انبیاء بنی اسرائیل جیسے حضرت داؤد و شوع و موسیٰ وغیرہ کے سخت جہادوں  
کی نسبت جب کوئی معترض اعتراض کرتا ہے عیسائی لوگ بیباکی سے فوراً پکار  
اٹھتے ہیں کہ انھوں نے خطا کی وہ معصوم انسان نہ تھے۔ اور یہ کہ انھوں نے  
دین کے واسطے جنگ نہیں کی۔

یاد رہے یہ اس قوم کا سخت دھوکا ہے۔ توریت اعلان کر رہی ہے کہ موسیٰ میرا برگزیدہ  
رسول۔ میرا کلوتا۔ میری مرضی پر چلنے والا ہے۔ تب تک بنی اسرائیل میں کوئی نبی  
انہیں اٹھا جس سے خداوند آسمانی سامنے آشنائی کرتا۔ استثنائاً ۳۲ باب ۱۰۔  
حضرت داؤد کی نسبت جس سے بڑھکر سفاکی شاید اور کسی سے کمتر ہوئی ہوگی  
نکھاب ہے۔ داؤد نے میرے سارے حکموں کو حفظ کیا۔ اور اپنے سارے دل سے  
سیری پیروی کی۔ تاکہ فقط وہی کرے جو میری نگاہ میں اچھا تھا۔ (اسلاطین ۱ باب ۱۰)  
داؤد نے خداوند کی نگاہ میں نیکو کاری کی۔ (اسلاطین ۵ باب ۵)۔

اور میری شریعتوں اور حکموں پر اپنے باپ داؤد کی طرح چلتا۔ (اسلاطین ۱ باب ۳۳)  
یشوع بن نون روح القدس دانائی کی روح سے مہمور تھا۔ (استثنائاً ۳۲ باب ۹)  
یہ تمام مدح و ثنا جو توریت ان نبیوں کی نسبت کرتی ہے کیا راہ گانہ نہیں نہیں  
وہ بالکل خداوند خدا کی مرضی پر چلے اور وہی کے حکم سے سب کام کیے۔

پس ان برگزیدہ دن کا فعل اصل نفس جہاد کی اباحت اور استحسان کی کافی دلیل  
ہے۔ یہ بات کہ انھوں نے دین کی خاطر نہیں کیا۔ تو پھر کیا دنیا کی خاطر کیا۔

ورنہ تو کام کیا۔ اور اگر ان قوموں کے معاصی کی سزا ہی۔ تو صاف معلوم ہوا دین کے  
خاطر جنگ کی۔ اگر وہ خدای قہم بنی اسرائیل کس طرح ٹھیک موسیٰ یا توریت کے مطیع  
ہوتے تو کاہن کو ایسی خطرناک سزائیں پاتے۔

ہم بڑے زور اور صداقت سے دعویٰ کرتے ہیں کہ نبی عربی صلعم نے بھی  
کسی کو اگر اہل مسلمان کرنے کے لیے تاوار نہیں اٹھائی۔ اور جب اٹھائی تو  
صرف خود حفاظتی اور دفاع میں اٹھائی۔ اور پھر اوس میں بھی کمال رحم و رافت  
کو مرعی رکھا۔ سخت سے سخت دشمن سے بھی کبھی توریت والا معاملہ نہیں کیا۔  
اور یہی بات ہم ان شاء اللہ غزوات محمدیہ میں دکھا دیں گے۔

### غزوات مسیحیہ

متی ۲۴ باب ۳۰۔ حضرت مسیح فرماتے ہیں جب میں آؤں گا دنیا کی ساری قومیں  
جھپٹائی میں لگیں گی۔

متی ۱۶ باب ۲۷۔ کیونکہ ابن آدم اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتوں کے  
ساتھ آویگا۔ تب ہر ایک کو اوس کے کام کے موافق سزا دیگا۔ بعضے بھی مورت کا مزہ چکھیں گے  
سبحان اللہ خاکسار حلیم تبارہ کیسے تزک و احتشام سے تشریف لائا ہی۔ اور کیسے  
جنگ جو مزاج سے۔ اگر انجیل اور پیروان انجیل کے عقائد پر نظر کی جاوے تو مسئلہ  
جہاد کا اور مخالفوں سے جنگ کرنے کا عجیب طور پر مل سکتا ہی۔ عیسائی علماء آیت مذکورہ  
الصدر کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ مسیح کا آنا وہی طیطس رومی کا آنا ہی جس نے خطرناک  
خونریزی یروشلم میں کی۔ اور جس یروشلم میں مسیح نے کسی زمانے میں کبوتر بچنے کی  
شدید ممانعت کی تھی اوس میں اوسنے سور کی قربانی کرائی۔ شاید رومی بت پرست مسیح



کے فرشتے تھے۔ اس لائقیت سے یہ بات آشکار ہو کہ اجسام انسانی میں جناب پھر عرجول  
کر کر آتے ہیں۔ سبحان اللہ بھیس بدل بدل خفیہ خفیہ کار ساز زبان کرتے ہیں۔ دکھائیے  
..... اور کھانے کے اور۔

جس حالت میں مسیح کا اجسام میں طول کرتا اور دوسرے انسانوں کے جسم میں  
آکر عاصیوں اور باغیوں سے انتقام لینا انجیلی مذاق پر مسلم ہے۔ تو کہنے والا اس عقیدے  
کی بنا پر کہ سکنا ہے کہ عرب میں اسی منتقم نے جو پہلے زمانوں میں لوگوں کو دباؤں قحطوں  
اور جنگوں سے ہلاک کرتا رہا۔ اور خاکساری بے بسی کی حالت میں یہودیوں کی  
فتنیں کرتا رہا کہ مجھے انو اور کبھی دھمکا تا کہ دیکھو مجھے مانو ورنہ فرشتوں کے لشکروں  
کے ساتھ آکر تمہیں تباہ کر دوں گا۔ ہاں اسی منتقم نے عہد اللہ اور آئندہ کے گھر میں  
جنم لیا اور بت پرستوں اور انہی باغیوں سے واجب انتقام لیا ہم شین سمجھتے کہ عقلمند  
پادری صاحبان اس بات کو کیونکر رد کر سکتے ہیں۔

اور سنیے۔ متی ۸ باب ۳۲۔ سورون کے غول کو مسیح نے ہلاک کیا۔ پادری  
کلارک اور پادری لائبر صاحب کہتے ہیں کہ وہ سور تعداد میں دو ہزار تھے اور وہ  
ایسے ہلاک ہوئے کہ آدمی کی جان کا نقصان کرنے تھے۔ اور ایسے بھی کہ ملک الو  
کو معلوم ہو کہ مسیح کون ہیں۔ اور ایسے بھی کہ ایک نجات دو ہزار سور کی ہلاکت سے  
بہتر ہے۔ اور ایسے کہ مخالف شریعت یہودوں کا مال تھا۔ یا ایسی غیر قوم کا مال تھا  
جو شریعت کی بے عزتی کرنے والی تھی۔ اور دونوں صورتوں میں ان سوروں کی  
ہلاکت جائز تھی۔ اب اس تفسیر پر اور ان پر گہری نگاہ کر کے دیکھو اور سوچو کہ سورون  
کا ہلاک کرنا جائز ہے۔

مٹی ۷ باب ۶۔ جو پاک برکتوں کو مست دو۔ اور اپنے موفی سورون کے آگے  
 مست پھینکو اس سے معاف ہو کہ بعض آدمی جی سورین۔ اب غور کرنا چاہیے کہ  
 سورون کا ہلاک کرنا مسیح سے ثابت ہے۔ اور بعض آدمیوں کا سور اور کتا ہونا مسیح  
 کے کلام سے ثابت پس آدمیوں سے جو سور اور کتے ہوں اجتناب کرنا اور  
 انہیں قتل کرنا کیسے ممنوع ہوگا۔

پادری صاحبان!۔ اگرچہ ہم اتنا قبول کرنا گوارا کر لیں کہ مٹی باب سے جو طوائف  
 اور وباؤں سے لوگوں کو ہلاک کرتا ہے۔ کس قدر زیادہ رحیم ہے۔ مگر کیا کریں خود انہیں  
 اور سکا آدمیوں کو سور اور کتے کتنا اور انکو ہلاک کرنا ثابت ہوا جاتا ہے۔ ہاں انہیں نہیں  
 لفظ سور کے استعارے کے تعبیر میں قتل بن آدم کو چھپایا جاتے ہیں۔ بیشک  
 بیٹے میں اتنی بات ضرور ہے کہ ایک زمانے تک وہ اپنے ضعف و ناتوانی اور قلت انصاف  
 و اعوان کے سبب سے پتار ہا اور طمانچے کھاتا رہا۔ الّا جب فرشتوں کے لشکر کے  
 ساتھ آیات و کار حم و فضل و رنمود کی سکینی سب غائب ہو گئی اور لگا دھڑا دھڑ  
 منکروں اور تھوکنے والوں سے بدلے لینے۔ سچ و کمزوری کھلے جہاد کا فتوے  
 کا ہیکو دینے دینی۔ کہ منکران کلام حق سے علانیہ موسیٰ کی طرح انتقام لیتے۔ موہومی  
 و حکیموں (جب میں آؤں گا) اور گھاس کے مٹھوں سے ڈرانے میں تو کچھ کوتاہی  
 نہیں کی۔ مگر حضور کی ان سرسوں بھری نوبوں سے کا ہیکو کوئی ڈرنے لگا تھا۔

عیسائیوں کو آجا کے بڑا غراس بات پر ہوتا ہے کہ مسیح کمال بردباری اور تحمل کی تعلیم  
 دیتا ہے کہ جو کوئی تجھے ایک گال پر تپانچہ مارے دوسرا گال بھی پھیر دے۔ اور اگر  
 ایک کو سبکا میں پکڑ لیا دے تو دوسرا کو سبکا چلا جا۔ اگر کوئی تیرا کپڑا پٹے تو اسے دے



مین کہتا ہوں۔ نہیں بلکہ عقل سلیم اور فطرت مستقیم کہتی ہو کہ کبھی ایک لمحہ بھر کے لیے  
یہ خیالی احکام تعمیل ہوئے۔ یا کبھی کسی نے کوشش کی۔ ایسی کوشش خوش کن باتوں  
پر نازان ہونا دانشمندی نہیں۔

یو وہ اور آئین اور چنیون کے اصول اس سے بھی زیادہ لفظی اور خیالی رحم  
پر مبنی ہیں۔ کہ کسی ایک ذی روح کو ستا مذہباً وہ جائز نہیں سمجھتے۔ مگر ایسی گھڑیوں  
سے کیا فائدہ۔ اور ان بے مغز متون پر فخر کے کیا مئے۔ کوئی نہیں جواب دے سکتا  
کہ ان احکام پر کبھی عمل ہوا۔ یا عادیۃ اللہ انہر عمل کرنے کی مختلف القویٰ اور مقبالت  
اللاوضاع انسان کو اجازت دے سکتی ہے۔ مستقیم رضاری کا ذکر جانے دو جنہر اول  
اول روح القدس نے جلوہ کیا۔ اور جنگی رفتار بنی نوع کے ساتھ ہم مقدمے میں ذکر  
کر آئے ہیں۔ آجکل کی مہذب ترقی یافتہ یورپ کی سلطنتوں کو دیکھ لو۔ کیا انکے تو انہر  
ملکی کا مدار اسی پر ہے۔ اس ادعاے ترقی کے زمانے میں شب و روز جان کش آلات  
جنگ کے ایجاد و اختراع میں لگا رہنا ہر وقت لڑائی کے داؤ پیچ بچا رہتے رہتا اور پھر ہم  
کمیشن پر کمیشن بھیکر بڑے بڑے خداع اور خیال سے ممالک غیر میں ریشہ دوانی  
کرنا۔ ایک کو دغا ایک کو لالچ۔ ایک سے قطع۔ ایک سے وصل  
صاحبو یہ احکام سچی کی تعمیل ہے۔

پادری صاحبان اوصاف دل لوگون کو بہت جلد دھوکا دینے پر آمادہ ہوتے ہیں۔  
کہ فلان افریقہ کے بادشاہ نے ملکہ منظمہ قیصر ہند سے پوچھا کہ آپ کی ترقی سلطنت کی کیا  
وجہ ہو۔ ملکہ مدد دھرنے اس کے جواب میں انجیل بھیج دی۔ اللہ اللہ۔ سوچو عقل کو کام  
دھوکے باز پون سے کیا فائدہ۔ بحالت کہ ان چھپی رہتی ہو۔ گریبان میں منہ

سندھ و فرنی بڑی آنت افزا ہوں، اوشاکر دیکھو۔ کھانک یہ امر بایہ صلقت کو پونچا  
بہت مستحکم ملکی مانع ہو کہ ہر ایک پہلو کو بالوضوح ہم ثابت کر دیں۔

بہت بلند باز کر سچن جوٹ ہل اوشینگے کہ معاملات پوٹیکل کو انٹے کیا نسبت۔  
بیشاک ہم ہی بڑے خوش سوئے۔ پس اسلام کے دفاع اور بات جہاد یہ قرانی کو پوٹیکل  
مشکلات کا حلال آتے ہوئے اوشینگے کو نسی بات مانع ہے۔

صاحبو! یہ تعلیم سچی اور وقت ہوئی یا یوں کہہ سکتے ہو کہ ایسے وقت کے لیے مناسب  
تھی جبکہ اس تعلیم کا معاملہ ایسا کر رہا تھا کہ اپنے شاگردوں تک تو اس کو اعتماد نہ تھا۔  
کوئی تیس روپے پر گرفتار کروانے کو موجود۔ کوئی بزدلی سے اصل ہی انکار کو حاضر  
معمون کہنے کو آمادہ۔ اور ہر مہود کی وہ سرکشی وہ قسوت کہ ایسی خاکساری پر بھی مل  
آپ کے بیتانہ چھوڑا۔ بھلا فرمائیے ڈرتے کیا نہ کرتے۔

دوستو۔ تعلیم کی خوبی تو یہ ہے کہ قوائے فطرت انسانی سے مناسب اور موضوع  
کام لینے کو کہے۔ غضب اور انتقام سے اپنے موقع پر۔ رحم اور حلم سے اپنی جگہ پر غرض  
جو جو افعال و خواص قوائے موجودہ میں ودیعت کیے گئے ہیں وہی صادر ہوں  
یہی تعلیم قرآن و اسلام کی ہے اور اسی پر مصالح دنیوی و اخروی کے قیام کا  
مدار ہے۔ اور جو قوم تہذیب و شائستگی کا میلان رکھتی ہے۔ انھیں قوانین پر  
اعمل آد کرنے کی سعی کرتی ہے۔

ہمیں حیرت پر حیرت ہوتی ہے کہ اس روشنی کے زمانے میں رن پرانی  
بکیر کے فقیر باریوں کی آنکھ نہیں کھلتی۔ وہی ابلہ فریب ڈھکوسلے ہانکے چلے  
جاتے ہیں۔ دنیا دار ملکی آدمیوں کو جانے دو (جو کہتے ہیں کہ اتوار کے روز)



جیل کے موافق اگر ریل چلانا۔ تار کا محکمہ ڈاک کا محکمہ اور بعضے اور کارخانوں کو  
 قہراً بند کر دیا جاوے تو ابھی مصالح دنیوی درہم برہم ہو جاتے ہیں۔ گویا انجیل کی  
 تعلیم کے منتسب کے قائل ہیں۔ اور ایک تیوری سے زیادہ اسے نہیں سمجھتے۔  
 ان دیندار پادریوں ہی سے پوچھو نہیں دیکھو یہی جنہوں نے انجیل کے خلاف فطرت  
 تعلیم کے اثبات کا خواہ مخواہ ٹھیکہ لیا ہے (نہیں حضرت مقول تنخواہ پر) کہ کبھی خود بھی  
 ان احکام پر چلے ہیں۔ افسوس صد افسوس۔ اسلام اور قرآن پر اعتراض

### غزوات محمدیہ

آنحضرت ایک ایسی قوم میں مبعوث ہوئے تھے جو ضلالت مجسم اور جہل مرکب تھی  
 جس کے رسوم و عادات خبیث و وحشیانہ تھے۔ جو جدال و قتال کو حاصل زندگی  
 سمجھتی تھی۔ پہلے تو آنحضرت کی خبر و توجہ پر اوس جاہل قوم نے سخریہ کیا۔ بعد  
 اسکے اوس قوم کو غیظ آیا۔ اور خود اہل انتقام پیدا ہوئی۔ مگر تاہم آپ کے اصحاب کی  
 کثرت ہوتی گئی۔ قریش کا غیظ و غضب عاۃ اسطرت متوجہ ہوا کہ دین جدید کے  
 پیروں کو سخت تکلیف پہنچانی شروع کی۔ بہت سے لوگ رحیم رسول کے اشارے  
 سے جو ان کے مصائب کو دیکھنا گوارا نہیں کر سکتا تھا اپنے وطن مالون کو چھوڑ کر  
 ایک اجنبی ملک ازرقہ کو نقل کر گئے۔ مگر آپ کیلئے الہی مراد و توفیق کے سہارے  
 پر اوس وحشت انگیز خوفناک مقام میں ٹھہرے رہے۔ کیونکہ اپنی قوم کی وحشیانہ  
 اور الہی غضب کی مستوجب حالت آپ کے رحیم و کریم قلب سے وہیں قیام کے لیے  
 زبان حال سے فرمایش کرتی تھی۔ آپ قلباً آرزو مند تھے کہ گویا جان مٹا دینے میں





اس طرح اپنا سامنہ لے کے لوٹنا قریش کی غضبناک طبیعت پر ورنہ بھی تازیانے کا کام  
 کر گیا۔ ابواونکی ایذا رسانی کی کوئی حد ہی نہ رہی۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شتمہ اولیٰ عیسیٰ  
 کا ذکر کیا جاوے۔ جو اس وقت قریش سے آپ کو اور آپ کے اصحاب کو پونجی مہین۔  
 اگرچہ آنحضرت کی ذاتی وجاہت و ربی مطلب کی قومی عصیت آپ کے لئے ذاتی اور  
 جانی ضرر پہنچنے کے مقابل سپر عظیم تھی۔ مگر اور خارجی مصائب پر آپ کی بشری حالت نہ وہ  
 مضطرب ہوتی تھی۔

آپ ایک دفعہ نماز پڑھ رہے تھے جب سجدے میں گئے۔ ایک میں بدکردار کے  
 اشاریے آپ کے دوش مبارک پر خون اور گوبر کا لہجہ اڑا دیا۔ اوٹھنی کا بچہ دن وانا گیا  
 قریش کے اس بے رحم مقابلے نے آخر آپ کو طائف کے طرف متوجہ کیا کہ شام و مہین کوئی  
 متنفس اور حق کی طرف آجاوے آخر وہاں تشریف لے گئے صرف زید آپ کا خادم ساتھ تھا۔  
 عبدیاسیل اور دیگر فوسای طائف کو دعوت حق کی اور لوگوں نے اس شفقت  
 کا یہ عوض کیا کہ غلاموں اور قلاشوں اور لڑکوں کو آپ کے عقب میں لگا دیا۔ اور وہ تین  
 کو س تک آپ کو پتھر مار تے ٹھٹھا کرتے اور گالی گلوچ دیتے چلے گئے۔ اس معرکے میں  
 زید آپ کا خادم سخت زخمی ہوا۔ اور خود ذات مبارک بھی لہو لہان کے کو واپس تشریف  
 لائے۔ اس سے راہ میں ایک فرشتے نے طائف والوں پر بد دعا کے لیے کہا۔ مگر حیم  
 رسول نے جواب میں فرمایا کہ گواہل طائف نے مجھے اچھا سلوک نہیں کیا۔ آئین  
 مید کرتا ہوں کہ انھیں لوگوں سے خدا ایسی اولاد پیدا کرے گا۔ جو اسی واحد لاشریک  
 رک کی عبادت کریں گے۔

پھر اپنے موائع حج میں بیٹے جہا طرف کے لوگ حقب عدہ قدیم بیت الہی کی

یہ رستہ راستہ وغیرہ منا شروع کیا۔ اور منی میں حیب لوگ جمع ہوتے وہیں اونکو  
اسلام کی طرف بلاتے۔ اس سے کثرت مل مدینہ زائرن بیت اللہ سلمان ہو گئے  
یونکہ مدینہ کے بل کتاب سے جو سب مدو کتابت میں ایک نبی کے منتظر تھے بشارت  
میں اس کی قوت انفعالی ببلد اثر قبول کرنے کے قابل ہو چکی تھی

تب بوشے منظر مسلمانون کو ایک نئی جاسے پناہ جو بھی جتے اور گئے یہاں  
یہاں ان کے بخوشی خاطر دم پوچھنا کے کا وعدہ کیا۔ مگر میں جو جو صاحبان  
داؤن پندرے دشمن پھر ہکر بکثرت ہوا بیاہر۔ وہیں سفاک سے ہمار کی ہان  
سیہ کہ ایسا ستایا کہ اس ہیا ہی کے مذم نہانی میں ہر چھے مارے اور اسے اس تازہ  
مصل کے شکر سے میں بیتناک قتل کو برا کر لیا۔ کابل بن ابی بلہ ۲ صفحہ ۲۶  
اور مسکین مسلمانون پر یہ گزرتی کہ سلاں قریش پھروں کو دھوپ میں گرم کرتے  
رو و صحابہ کے سینوں پر رکھتے۔ در جب دھوپ سے پھر گرم ہوتے تو دھوپ لے آتے  
پہن شام صفحہ ۱۰۹۔

پس اس کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا تھا کہ مسلمان اس سہارک بستی مدینہ کو  
پہنچنے خیر خواہوں کے بیان سے جاوین۔ مگر فریقہ میں پناہ لینے والوں کا  
ال سن ہی چکے ہو۔ اب ان مدینہ جانے والوں کی سیئہ کہ دشمن وہاں  
ساجر مار کرتے ہیں۔

۴ عیاش ابن ربیعہ مسلمان ہو کر مدینہ پہلے گئے۔ ابوہل و در حرث دونوں  
سب داؤن سے او سکرتے میں لائے کہ تیری مان تیری جدالی میں سخت پر حال  
را اور ہونے قسم کھائی ہے کہ جب تک تجھے نہ دیکھے کنگھی نہ کرے گی۔ یہاں پہنچ کر



اوسے ایسی اذیتیں پہنچائیں کہ شکر و ستائش ہوتے ہیں۔ ابن شامہ جلد ۱ صفحہ ۱۶۷  
 قریبے چاہا کہ اسے سے چلا جاوے کفار نے اوسکا مال اسباب کچھ بھی اوسکو ساتھ  
 لیجائے نہ دیا۔ کامل بن اثیر جلد ۲ صفحہ ۲۷۷۔

سبحان اللہ آپ کے اتباع کا تو یہ عالم ہو رہا تھا اور ادھر اسپر بھی سلام کہہ کر پھینکا جاتا  
 ابل بل مکہ نے تمام اپنی تدابیر کو اسلام کی روک میں کمزور دیکھا چاہا کہ نبی عرب کو قتل ہی کر دے  
 مگر بعضی قومی اور رسمی ہندشوں کی وجہ سے بنی مطلب سے ڈر گئے۔ ایسے دارالندوہ میں ایک  
 انجمن منقذ کی۔ وہاں یہ تجویز ٹھہری کہ مختلف قبیلوں کے چند نوجوان ہوشیار ملکر ایک ہی فوج  
 محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ٹوٹ پڑیں اور تلوار سے اوسکا کام تمام کر ڈالیں۔ بنو مطلب کس کس  
 روٹینگے۔ آپ الہام الہی کے منجر سے اطلاع پا کر مع ابو بکر صدیق اپنے خالص رفیق کے ساتھ  
 کوچے گئے۔ اس کمیٹی کی مختلف راؤن اور فیصلے کے بابت قرآن میں یوں آیا ہے۔  
 اذِیْکُمْ بِاَیِّ الدِّیْنِ کَفَرُوْا وَ اَلِیْتِیْتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ وَ یُکْرُوْا  
 وَ یُکْرُوْا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ۔ سورۃ انفال سیپارہ ۵۔ ذکر ۲۷۔  
 آپ کے پکڑ لانے پر سواوٹ کا انعامی اشتہار دیا گیا۔ عرب بھلس جنگجو اور سواوٹ کا  
 خوب قابل کاٹا ہے۔

خدا کے فضل سے آپ تو مدینہ میں پہنچ گئے اور بڑے اعزاز و اکرام سے وہ  
 قبول کیے گئے۔ اور وقت سے قریش اور ان کے شرکایتے یہودوں کے بغض و عناد  
 مسلمانوں کو اپنی حرارت اور حفاظت نہایت بیدار مغزی کے ساتھ کرنی پڑی۔ سحار  
 ۱۵: قریش کے پارلیمنٹ کی جدتھی اس میں قریش کے سوا اور قوم کا آدمی چالیس برس کم عمر کا داخل نہیں ہو سکتا تھا  
 ۱۶: جب کا فزیری بابت تجویزین خفیہ لڑا رہے تھے کہ تجھے قید کریں یا نکال دیں یا مار ڈالیں۔ اور اللہ بھی تجھ  
 رہا تھا اور اللہ تبارک و تعالیٰ میں سب پر غالب ۱۲۵

ایک چھوٹے شہر پر ہزار با قبائل عرب کے متفق دستوں نے حملہ کیا۔ روکنا پڑا۔ پس ایسے  
 بڑے کام میں سخت تدارک کرنے کی ضرورت ہوئی تھی تاہم مسلمانوں کے گرد و کار وجود باقی رہا  
 اور مکہ کے مین دو عزیز مسلمان رہ گئے تھے انکی چشمہ پر تکالیف یاد آ کر آپو سچ دیتی تھیں  
 اہل عرباری تعالیٰ کو ہم آیا اور انسانی دفاع و حمایت کرنے والے نے یوں ہیہ فرمایا۔

وَمَا تَكُونُ إِلَّا تَقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمُ أَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَنَا  
 مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا۔ سورہ نساء سیپارہ ۵۔ رکوع ۱۰۶۔  
 اور قتال کی پہلی اجازت دینے والی آیت اتری۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّا جَعَلْنَا لَكُمُ الْيَوْمَ الْآيَةَ الْبَارِئَةَ لِمَنْ قَاتَلَ مِنْكُمْ بَعْضٌ أَهْلًا بِبَعْضٍ فَمَنْ قَاتَلَ مِنْكُمْ بَعْضٌ أَهْلًا بِبَعْضٍ فَمَنْ قَاتَلَ مِنْكُمْ بَعْضٌ أَهْلًا بِبَعْضٍ  
 فَمَنْ قَاتَلَ مِنْكُمْ بَعْضٌ أَهْلًا بِبَعْضٍ فَمَنْ قَاتَلَ مِنْكُمْ بَعْضٌ أَهْلًا بِبَعْضٍ۔ سورہ حجہ سیپارہ ۱۰۔ رکوع ۶۸۔  
 مکہ میں مسلمان دیکھ دیے جاتے کہ اسلام کو چھوڑ دیں۔ انکے لیے حکم ہوا۔  
 وَمَا تَكُونُ إِلَّا تَقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمُ أَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَنَا  
 مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا۔

یعنی اسلئے لڑو کہ لوگ آزمائشوں اور دین میں پھسلانے جانے سے بچ جاویں اور ظالم  
 و باطن میں مسلمان ہو کر بسر کریں ایسا نہیں کہ ڈر کے مارے اندر سے مسلمان اور

۱۔ اور تم کو یہ کہہ نہ دو کہ خدا کی راہ میں اور واسطے انکے جو مغلوب ہیں اور عورتیں اور لڑکے جو کشتہ بین اور پمارے  
 کمال ہو کر سستی سے کہ غلام میں سے بول درپہ اگر پمارے واسطے اپنے پاس کوئی حمایتی اور پید کر پمارے بچے اپنے پاس سے۔ دیکھا  
 ۲۔ حکم ہوا اور انکو جیسے اولاد رکھتے ہیں۔ سو اسلئے کہ اونپر غلبہ ہوا اور اللہ انکی دکر سے پر قادر ہو جو وہ جنکو نکالا انکے  
 ۳۔ مردان سے اور کچھ دعویٰ نہیں سوائے اسکے کہ انکے میں ہمارا رب اللہ ہے۔ ۱۲۔

۱۔ اور لڑنے والوں سے لڑو کہ دین سے بکلیتاً نہ رہا اور پورے ۱۲۔ دین و باطن میں مسلمان ہو  
 ۲۔ ی حتیٰ کہ یفتقر مؤمن عن دنیہ و یكون الدین لله۔ ی حتیٰ یعبہ اللہ لا بعۃ معہ  
 ۳۔ سورہ۔ ابن ہشام حالد اول صفحہ ۶۳۔



## باب ہر سے کا فسر۔

اب ان تمام مقدمات کا لازمی نتیجہ وہ دفاعی غزوات ہیں جو مظلوم مسلمانوں اور  
بانی اسلام کو قریش سے کرنے پڑے ہیں۔

اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اول آیات قتال کو لکھ دیا جاوے۔ تو کہ ہر نصف  
دورانہ قریش کو اس بات کے سوچنے کا موقع ملے کہ قرآن کریم نے قتال و جہاد کے کیا  
سنل اور حدود بیان فرمائے ہیں۔ اس امر کو خوب یاد رکھنا چاہیے کہ جیسا معرکوں اور  
میدانوں کے جنگ میں مبارزین کی تقویت اور ترغیب کے لیے دشمنانہ سپہ سالار ہر طرح کی  
تجاوزات عمل میں لاتے ہیں۔ مثلاً باجون دل افزا تقریروں اور دیگر اسباب سے اونسکے  
حوصلوں کو بڑھاتے ہیں اور انکی ہمت کو ابھارتے ہیں۔ ویسا ہی موقع پڑنے پر اور شکر  
کے پیش آنے پر قرآن کریم بھی ایسی تدابیر کو کام میں لایا ہے۔ اور ٹھیک اہل عرب کے دستور کے  
موافق جیسے وہ ہر کھارے قتال میں رجز پڑھتے اور اون رزمیہ اشعار سے تیر و تنگ  
بڑھ کر کام نکالتے۔ قرآن نے بھی شکستوں مسلمانوں کے استظہار اور قوت قلبی کو قوی  
کرنے کے لیے رجزیہ اشعار کے بجائے پُر تاثیر آیات بیان فرمائے ہیں جنہوں نے  
قوی اور کثیر مخالفین کے مقابلے میں سیف و شان کا کام دیا۔ اور اون تمام آیات کے  
ضما کے مرجع اور اسماے اشارات کے مشار الیہم اور عمد ذہنی الف لامونکے معہر فی الذکر  
مخصوصاً وہی ظالم و جابر حلد اور مقابلین میں جسے اہل اسلام کو پالا پڑتا تھا۔ مخالفین  
اونکو متغزاتی الف لام گمان کر کے اور مختصراً مقام آیات نہ سمجھ کے سخت غلطیوں اور  
دھوکوں میں پڑے ہیں۔ اور اکثر سادہ مفسرین بھی اس غلطی میں پڑنے سے محفوظ  
نہیں رہے ہیں۔

ایک درم بھی مٹو کرنا چاہیے کہ جبکہ اسرائیل قریش سے مولیٰ بنی اورنگہ وجوہ  
 و اسباب کے تلاش کرے گئے لیے بہکوزیمت اور ٹھانے کی ضرورت نہو کی کیونکہ اورنگہ  
 وہی غدر و ستم جو مذکور ہو چکا اہل اسلام کی جنگ کے لیے کافی غدر خواہنیاں کیا جاسکتا ہے  
 اور ایسا ہی حال یہود ان مدینہ کے ساتھ قتال کرنے کا جو جنہوں نے اقسام اقسام کے  
 خفیہ نفاقوں غدروں اور حیلوں سے دین جدید کے استیصال میں کوئی کوشش نہ کیا تھی  
 مگر ہم اللہ کی مدد سے ہر غزوے کے وجوہ و اسباب ظہور کرنے سے کوئی نہ کر رہے گئے  
 قرآن کریم کی آیات ذیل پر غور کرو۔

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْنَهُ أَوَّاهٌ إِنَّ اللَّهَ كَايُحِبُّ  
 الْمُعْتَدِينَ۔ وَقَاتِلُوا هُمُ حَيْثُ يَقْفُمُوا هُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِنْ حَيْثُ أَخْرَجُوا كُفْرًا وَالْفِتْنَةُ  
 سَنَةٌ مِنَ الْقِتْلِ وَلَا تَقَاتِلُوا هُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّى يَقَاتِلُوا كُفْرًا فِيهِ قَاتِلُوا  
 فَاقْتُلُوهُمْ كَذَلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ۔ فَإِنْ انْتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ۔ وَ  
 قَاتِلُوا هُمُ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ فَإِنْ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ  
 إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ۔ سورۃ بقرہ۔ سیپارہ ۲۵۔ رکوع ۲۶۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ وَصَدَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ

۱۔ در لڑائی کی راہ میں اوفسے جو لڑتے ہیں جسے اور زیادتی مت کرو اللہ نہیں چاہتا یا دتی داون کو اور مارو اور  
 جس جگہ پاؤ اور نکال دو اور جو جہان سے اونھوں نے لٹو نکالا اور دین بھلا مانے سے زیادہ سحر اور نہ لاؤ اور اسے مسجد الحرام  
 کے پاس جب تک نہ لڑیں جسے اور جگہ پر اگر وہ لڑیں تو اور کو مارو یہی سزا ہو مگر وہی۔ پھر اگر وہ با نادین تو اللہ بخشنے والا مہربان ہو اور  
 زیادتی سے متکث باقی ہے نسا اور حکم ہے اللہ کا پھر اگر وہ نادین تو زیادتی نہیں کرے انصافوں پر ۱۲۔

۲۔ جب مطابق نو برتہ میں بیٹے میں خبری کہ اہل کربلا مان جنگ کرے میں عہد مذہب جمش کو اللہ آدمیوں کے ساتھ دشمن کی سزاغ  
 پر جیسا عہد اللہ نے مقام قدیم پوشیدہ ہو کر دشمن کے حرکات کو دیکھا کہ ایک جھوٹا مارا ان جلا تاوردہ اپنے عہد سے عہد اسو کی شہرت کو روکم  
 نہ سکا اور نہ اس نے افسانہ پر حملہ کر کے ایک کو قتل اور دو کو گرفتار کر کے مال غنیمت لینے کی رہی ہے عہد مذہب جمش کو اس خاص برکت عہدیت کی  
 اور میں نے جسے لڑنے میں بتا سید و مشرکین کو غفرت کی برکوتی لڑنے کا ایک میدان تھا کہ جو مسلمان جنگ قریش کے قبضے میں تھے اونھوں نے آخرت



وَكُفْرًا بِهِ وَالْمَسْجِدَ الْحَرَامَ وَآخِرَ آجِرِ أَهْلِهِ مِنْهُ أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ  
النِّمْلِ وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّى يَرُدُّوكُمْ عَنْ دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا

سورۃ بقرہ - سیپارہ ۲۵ - رکوع ۲۷ -

وَلَوْ كَادَ قَعُ اللَّهُ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ الْأَرْضُ - سُوْرَةُ سِيْپَاْرَہٗ ۲۵  
وَالَّذِينَ يُقَاتِلُونَ بِأَنفُسِهِمْ ظُلُمًا أَوْرَثَ اللَّهُ عَلَى نَفْسِهِمْ لَقَدْ يُرِيدُ الَّذِينَ  
خُرجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ لَّا أَنْ يَقُولُوا رَبَّنَا اللَّهُ وَلَوْ كَادَ قَعُ اللَّهُ النَّاسَ  
بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَهَادِمَتِ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذَكِّرُ فِيهَا أَشْمُ  
اللَّهِ كَثِيرًا - سورۃ حجر - سیپارہ ۱۷ - رکوع ۶۷ -

### غزوات نبویہ محمدیہ

آپ کے معاری میں پچھلا غزوہ ودان کا غزوہ ہے۔ (یہ جگہ کا نام ہے۔ اور اس مقام کے  
پاس چھ میل کے فاصلے پر ایک جگہ ابوا نام ہے۔ اسلئے اس غزوے کو غزوہ ابوا بھی  
کہتے ہیں) یہ لڑائی قریش مکہ سے ٹھنی۔ مگر جنگ نبوی نے پائی۔ اور بنو ضمہ نام قوم سے  
اس شرط پر صلح ہوئی کہ بنو ضمہ صاحب سلام سے نہ لڑائی کریں۔ اور نہ اس سے  
لڑنے والوں کے شریک و معاون ہوں۔

غزوہ بواط۔ (بواط ایک پہاڑ کا نام ہے جس سے چار منزل پر) یہ جنگ

۱۱۔ ورا سکورمانا اور سبج عمار سے روکنا اور نکال دینا اسکا کوہوں کو دہانے اس سے زیادہ گناہ ہے اللہ کے نزدیک و درین  
عالم دارنے سے زیادہ و درو ترنگی ہے جسے دینے کو یا جنگ کہ کو پیر دیں تمہارے دین سے اگر بقدر پاؤں ۱۲ -  
۱۳ اور اگر دفع نہ کر دے اللہ کو کون کو ایک کو ایک سے تو خراب ہو جاوے ملک ۱۲

۱۴۔ کوہ بخسے و ب رستہ بن سوسے کہ کوہ ظلم ملو اور اللہ انکی در کرنے پر قادر ہو جو نہ لادو کہ نہ دے اور کچھ دعو بنیں سو اس کے  
نہ دے نہ بنا رب ندعو اگر نہ سادہ اللہ و لو کو ایک ایک سے تو خراب ہو جائے و در سے و عبادت کی اور مسیحین جنہیں نام ہے جانا کہ اللہ ہبت ۱۲

بھی صرف قریش سے ہوئی۔ جنہیں بکدہ ہوتے ہوئے رہی۔

غزوة العشيرة (عشیرہ ایک گاؤں کا نام جو مینج کے پاس) یہ حملہ بھی صرف قریش پر تھا۔ مگر لڑائی ہوئی۔ اور بنو مہج سے جو کنانہ میں سے تھے صلح کی تھی اور بنو نضیر صلح کا یہ تھا کہ بنو مہج کے جان و مال کو امن ہوگا۔ اور مصائب کے ہنگام پر اونکی امداد کیجاوگی۔ بشرطیکہ اہل اسلام سے نہ لڑیں۔ اور مسلمانوں سے متفق نہ رہیں۔ بخاری نے کہا کہ یہ غزوہ پہلے ہوا ہے۔

غزوة بکدہ اولیٰ۔ غزوہ عشیرہ کے دس روز بعد ہوا۔ کرز بن جابر الغفیری (یہ شخص مشرکین مکہ کے رؤساء میں سے تھا) مدینہ پہنچ کر مسلمانوں کے موسیقی بوٹ لیے۔ آنحضرت نے اوسکا تعاقب سفوان تک جو بدر کے پاس ہے کیا۔ مگر سلامت نکل گیا۔

جنگ بکدہ۔ یہ لڑائی بھی صرف قریش سے ہوئی۔ اس لڑائی تک بھی مسلمان کمزور اور قلیل تعداد تھے۔ چنانچہ اونسکے حالات قرآن یوں بیان فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ۔ اور اللہ نے تمکو بدر میں نصرت دی اور تم قلیل تعداد تھے۔ مسلمان کل تین سو اور قریش ہزار کے قریب تھے۔

ماصل الامر اس لڑائی میں مسلمان فتحیاب ہوئے۔ اور شرک کے قریب اسیران قریش گرفتار ہوئے۔ جنہیں سے دو نقطہ مصلحتاً قتل کیے گئے اور باقی چھو دیے گئے۔ ان غزوات کے وجوہ و اسباب میں اسقدر کتنا دلیل قطعی کا پایہ رکھتا ہے کہ اس فساد کے بانی قریش ہیں۔ وہی معاندین جیسے اوصاف و سلوک کا شتمہ ہم



دگر آئے ہیں ایسے ان دفاعی جنگوں کے لیے اور زیادہ مندرت گسٹری ضرورتیں  
ہو۔ ایک اور عجیب دلیل اس امر کے ثبوت میں کہ قریش سے یہ جنگ دفاعی تھی ہم  
نقل کرتے ہیں اور یقیناً ایسے دلائل فطرت انسانی کے سچے صحیح فلسفے کا نتیجہ ہوتے  
ہیں۔ نہ منقول اختراعی منطق کی بے معنی بک بک جھک جھک۔ اور وہ دلیل یہ ہو  
کہ جب بدر میں کفار کی لاشیں ایک کنوین میں دفن کی گئیں اور وقت آنحضرت نے  
عبرت انگیز الفاظ میں ان مقتول کفار کی حیات حال سے خطاب کر کے فرمایا۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ كُنْتُ لِنَبِيِّكَ كَذٰبًا تَمُوْنِيْ وَصَدًا قَنِى النَّاسُ وَ  
اَخْرَجْتُمُوْنِيْ وَاَوَالِى النَّاسُ وَقَاتَلْتُمُوْنِيْ وَنَصَرْتَنِى النَّاسُ (ابن ہمام جلد ۱ صفحہ ۲۱)  
**غزوۃ الکد**۔ (کد ایک چشمے کا نام ہے اور اسے ذوق قرہ بھی کہتے ہیں) یہ حملہ  
سلیم اور غطفان قبیلوں پر کیا گیا مگر رٹائی نہ ہوئی یہ حملہ حوال کی پہلی تاریخ بد کی لڑائی کے سات روز بعد ہوا  
**غزوۃ الانمار**۔ یہ غزوہ بھی غطفان سے ہوا۔ اس غزوے کو غزوۃ انمار اور غزوۃ  
نوی امر بھی کہتے ہیں۔ یہ حملہ نجد کی طرف ہوا۔ اس میں بھی لڑائی نہ ہوئی۔

**غزوۃ بنو نضل**۔ اور اسے غزوۃ بنی سلیم بھی کہتے ہیں۔ اس میں بھی لڑائی نہ ہوئی۔  
بنو سلیم اور غطفان اسلام کے سخت دشمن تھے اور ان کی عداوت کا تھوڑا سا حال سن لو  
بنو شعبہ بن سعد بن قیس بن غطفان مدینے پر شیخون مارنے کو جمع ہوئے۔  
وہ خود نام ایک شخص واکھا سر غنہ بنا۔ اس دشمن کو مورخوں نے غوث اور اورک بھی لکھا ہے  
یہی ہی بنی سلیم ہی اکٹھا ہوئے۔ آنحضرت اس اجتماع کی خبر سنا کر ازراہ خود حفاظتی و احتیاط

لہذا بنی کے ہم نوا رہے۔ تھے ذریعہ سے سری نگر پکی اور لوگوں سے میری تصدیق کی تھے مجھے وطن سے نکالا  
میں مجھے حکم ہی دے تھے لڑائی کی اور یوں نے مدد دی۔

و ما تبت اندیشی و ان پوشت گرد و لوگ تفرق ہو گئے۔ اسے اپنے تعاقب فرمایا۔  
 غطفانیوں کے ٹھہرنے میں ایک عجیب قصہ یاد رکھنے کے قابل ہے۔ وہ یہ کہ اس غزوے میں  
 مینہ برسنا غصہ ت کے کپڑے جو یک گئے تھے اپنے اوٹا کر ایک درخت پر کھلانے  
 کو لگا دیے اور آپ اوس درخت کے پاس میں لیٹ گئے دشور نے دیکھا آپ تنہا  
 ہیں، وہ ان بہادری کے گھنڈہ میں تلوار کھینچے ہوئے سر پہ پونچھا اور پکار کر کہا مَنْ  
 مَنَعَكَ مِنْى الْيَوْمَ۔ آج کون تجھے مجھ سے بچا سکتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے جواب میں فرمایا۔ اللہ۔ اس پر الہی قدرت نے ایسا دھوکا دیا کہ عرب زدہ ہو کر  
 گر پڑے اور تلوار اوس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ آنحضرت نے ویسے ہی اوسکی تلوار اپنے  
 ہاتھ میں پکیر لیا کہ اب تو بتا تجھے کون بچا سکتا ہے۔ اوسنے کہا کوئی نہیں۔ آپ نے اوسے  
 چھوڑ دیا اور فرمایا میں رحم کرنے کے لیے آیا ہوں قتل کرنے کے لیے نہیں۔ اس  
 فوق العادہ رحم کو دیکھ اور اپنی عداوت کو سوچ کر وہ مسلمان ہو گیا اور اپنی قوم کو بھی  
 دعوت اسلام کر کے راہ حق پر لے آیا۔ اسی غطفانی حملے میں بقول واقعہ و ابن سعد  
 یہ آیت اتری۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ذَكِّرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ هُمْ قَوْمٌ ثَبَّاتٌ  
 لِّكُمْ وَيَدْرِيهِمْ فَلَاحَ آيَةٍ يُضَرِّعُكُمْ۔ سورۃ مائدہ ۶۵ کو ۲۶۔  
 بیشک آنحضرت کی ذات مبارک کی سلامتی ایسے موقع میں محض اوس کے فضل و کرم  
 سے ہوئی۔

غزوة السويق۔ جب بدر میں اسلام کی فتح اور فتح کی شکست ہوئی، دیکھ کے

نہایت افسوس و غم سے کہہ رہے تھے کہ اگر یہ فتح نہ ہوتی تو ہمارے لیے کیا ہوتا۔



بڑے بڑے سلام کے دشمن مارے گئے۔ ابوسفیان نے قسم کھائی اور مقدانی کہ جب  
 تک محمد سے نہ لڑوں جنابت کا غسل نہ کروں گا پھر دو سو سواری لیکر مدینے کو چلا۔ اور راہ میں  
 مدینے سے ایک منزل پر خیمہ زن ہوا۔ اور رات کو چکر سلیم بن مشکم یہودی کے یہاں دعوت  
 اور رانی اس غدار یہودی نے مسلمانوں کے حال کی مخبری اس کے پاس کی ابوسفیان  
 نے اپنے ڈیسے پر آکر ہند سپاہی بھیجے انھوں نے مدینے کی کھجوروں کو آگ لگا دی۔  
 اور روادیمون کو مار ڈالا۔ اور مکے کی رادلی۔ مسلمانوں نے قرقرۃ الکدر مقام تک عقب  
 کیا۔ ابوسفیان نے اشکرا اپنے کھانے کے سٹو چھوڑ کے کو چلے ہوئے۔ ایسے اس غزوے  
 کو غزوۃ السویق یعنی سٹوؤن والی جنگ بولتے ہیں۔

تنبیہ - اس حملے کو یاد رکھو کیسا بوجہ ہوا۔ اور یہود نے کیسی دنیا کی۔

غزوة أحد - (۱) احد ایک پہاڑ ہے مدینے سے دو ڈھائی میل کے فاصلے پر

دشمن مکے سے چکر مدینے پہنچے۔ وہ لڑائی کا سامان جو ابوسفیان شام سے لایا تھا۔  
 ورجب کی پینہ می اور دفع دخل کے لیے آنحضرت کو بدر تک سفر کرنا پڑا تھا۔ اور جبین  
 سفر کی شوکت ٹوٹ ہی تھی۔ اب وہی سامان مسلمانوں کے مقابلے کے لیے جمع کیا  
 یا قرآن آیت ذیل میں اسے اور اس کے خراج کرنے والے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

لَا تَنْفِرْ فِیْہِمْ حَتّٰی تَخْرُجَ اَکْثَرُ الْجُنُودِ ۚ وَ اَعِیْذُ بِاَللّٰهِ فَاِنْ فُتِنْتُمْ مِنْۢ بَعْدِہِمْ فَاَعِیْذُ بِاَللّٰهِ فَاِنْ فُتِنْتُمْ مِنْۢ بَعْدِہِمْ فَاَعِیْذُ بِاَللّٰهِ  
 تَوَلَّوْاْ اَکْثَرُ الْجُنُودِ ۚ وَ اَعِیْذُ بِاَللّٰهِ فَاِنْ فُتِنْتُمْ مِنْۢ بَعْدِہِمْ فَاَعِیْذُ بِاَللّٰهِ

اس جنگ میں قریش کے ساتھ قبیلہ بنی تہامہ اور بنی کنانہ بھی شریک ہو گئے  
 تھے۔ کفار کی فوج کی تعداد تین ہزار تک پہنچ گئی۔ اور سب فوج مسلح۔ سات سو اونٹین  
 لے قینہ جو کافر ہیں اپنے مال کو خراج کرتے ہیں اس کو کہ لڑو لڑو کہیں ابھی دفرج کرے گا اور یہ عزت بخاں

زور پوش سوار تھے۔ اور سب کے سب تھے موت تھے کہ جملہ مسلمانوں سے انتقام لینا  
 اس پھوٹے پھوٹے قبائل کی مکمل پُر غیظ فوج نے سرداری ابوسفیان مدینہ کے قبال  
 مشرق میں ایک مختص مقام میں اپنا مورچہ خوب خوبصورت کر لیا۔ اور اوسمیں اور شہر مدینہ  
 میں مدفن وصل صرف کوہ احد کی گھائی رہ گئی۔ اس مقام پر مورچہ باندھ کر انھارنے لگے  
 کئے کھیتوں اور باغوں کو تباہ کرنا شروع کیا۔ سپر صحابہ کو نہایت غصہ آیا اور حمیت سلام  
 محکم انتقام ہوئی آنحضرت سے بکمال صراحت دفاع کی درخواست کی۔ آپ ہزار آدمیوں کو  
 ساتھ لیکر مقابلے کو مدینہ سے باہر نکلے۔ عبداللہ بن ابی ایک سردار جو مدینہ میں رہتا  
 تھا اور جو بظاہر مسلمانوں کے ساتھ تھا اب عین معرکہ جنگ اور اس آڑے وقت میں اپنے  
 تین سو آدمیوں سمیت مسلمانوں سے الگ ہو گیا جس سے مسلمانوں کی جمعیت ہزار  
 سے اب سات سو رہ گئی۔ اس قلیل جمعیت میں کل دو گھوڑے تھے۔ مگر مجاہدین قدم  
 ہمت برابر آگے بڑھائے چلے جاتے تھے۔ اور نخلہاے خرامین سے گذر کر کوہ احد پر  
 پہنچ گئے۔ لشکر اسلام رات بھر اس پہاڑ کی کھوپڑی پر رہا۔ صبح نماز فجر پڑھ کر میدان میں  
 آجما۔ آنحضرت نے کوہ احد کے نیچے نیچے فوج کی صف کو آراستہ کیا۔ اور عبداللہ بن  
 جبیر کو چند آدمیوں سمیت عقب لشکر ایک نیلے پرستین کر کے قطعی حکم دیا کہ جو ہو سو ہو  
 خبردار وہاں سے نہ ہلنا۔ مشرکین کو اپنی کثرت پر بڑا گھمنہ تھا۔ اپنے بتوں کو قلب لشکر  
 میں رکھ کر وہ فوراً میدان میں چلے آئے۔ اور ان کے سرداروں کی بیہیمان لڑائی کے  
 گیت گاتی اور ڈھول بجاتی تھیں۔ قریش نے پہلے بڑے زور و شور سے حملہ کیا۔ مگر  
 مسلمانوں نے بڑی بہادری سے ان کو پس پا کر دیا۔ حضرت حمزہ لشکر کفار کو پریشان  
 دیکھ کر قلب لشکر میں گھس گئے۔ گویا مسلمانوں کی فتح ہو چکی تھی کہ عبداللہ بن جبیر کے





اس لڑائی میں جو بڑا حصہ مسلمانوں کو پونچا اور عبداللہ بن جبیر کی سپاہ کی خطہ سے  
 بنا آئی مگر ایک فائدہ عظیم بھی حاصل ہوا کہ منافقوں کا نفاق اور یہودیوں کا بغض و  
 عناد صاف صاف عیاں ہو گیا۔ اور فاضل مسلمان ممتاز ہو گئے۔ **وَأَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ**  
**وَلَا وَآخِرُ أَظْهَرًا وَبَاطِنًا**

غزوہ حمراء الاسد۔ (دینے سے آجھ میل کے فاصلے پر ہے) حد کے واقع  
 پر مسلمانوں نے اہل مکہ کا مقابلہ نہیں کیا۔ مگر جب اہل مکہ قریب آئے تو وہاں سے چلے گئے  
 تو پھر اونکو یہ خیال آیا کہ جو ہوسو ہو آؤ ایک دفعہ مسلمانوں کا استیصال کر ڈالیں۔ اس خبر  
 پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان احباب کے جو احصاء میں شریک ہوئے تھے مقابلے کو روانہ ہوئے  
 شمرکین حمراء الاسد میں قریش کو کہہ رہے تھے۔

**لَا أَحَدًا أَقْتَلْتُمْ وَلَا الْكَوَاغِبَ أَرْدَقْتُمْ بِشَرِّ مَا صَدَقْتُمْ كَرَادِجَهُمْ**

آپ نے پشتر دو جا سوسوں کو بھیجا۔ شمرکین نے اونکو قتل کر ڈالا۔ حمراء الاسد میں لڑائی  
 ہوئی کیونکہ قریش سیدھے مکہ کی طرف نے پھر مینے کو نہ لوٹے۔

تنبیہ۔ میں نے یہودیوں کے غزوات کو اہل عرب کے غزوات سے علیحدہ بیان  
 کرنا مناسب سمجھا ہے اسلئے غزوہ بنی قینقاع۔ بنی نظیر و بنی قریظہ کو بیان چھوڑ دیا آگے بیان  
 غزوات ذات الرقاع۔ (یہ ایک جگہ کا نام ہے زمین و ہاں کی کچھ سفید کچھ سیاہ جگہ  
 اسلئے اسے ذات الرقاع کہتے ہیں) اس غزوے کو غزوہ محارب غزوہ بنی انمار اور  
 غزوہ بنی ثعلبہ بھی کہتے ہیں۔

یہودی بنی ثعلبہ بن جنسے سابق غزوہ بنی غطفان میں مقابلہ ہوا چاہتا تھا۔



ایک دفعہ یہ لوگ پھر جمع ہوئے اور مدینے پر لوٹ مار کرنے کا قصد کیا۔ آنحضرت  
اور پھر چڑھے اور نخل مقام میں خمیہ لگایا۔ دونوں لشکر آمنے سامنے رہے۔ یمن اپنے  
نماز خوف ادا فرمائی۔

**بدر الموعود**۔ احد کی جنگ میں ابوسفیان آئندہ سال کی جنگ کی بجلی  
دے گیا تھا۔ کہ پھر ہمارے تمہارے بدر پر لڑائی ہوگی۔ اسلئے غزوہ ذات الرقاع سے  
واپس آکر تھوڑے دنوں میں خوفناک وعید کے لیے طیارے کا حکم دیا۔ مگر ابوسفیان راستے  
ہی سے سوٹ گیا۔ لڑائی نہ ہوئی۔

**غزوہ دو مترا الجندل** (یہ ایک مقام ہے مدینے سے پندرہ سولہ منزل پر  
دو ماہ ابن اسماعیل علیہ الصلوٰۃ کا بنایا ہوا۔) یہاں دشمنان اسلام جمع ہوئے۔ اور  
مسافریں روغارت کرنا شروع کیا۔ اور ان کا قصد یہ تھا کہ مدینے پر چھا پڑیں۔ اس لیے  
بزرگ مشفق ہی حضور علیہ السلام نے وہاں کا عزم کیا۔ مگر وہاں پہنچنے پر دشمنوں کی  
جمعیت پر اگندہ ہو گئی۔

**غزوہ المہر سیدہ**۔ اسکو غزوہ بنی المصطلق بھی کہتے ہیں۔ اسکا نام ایک شخص  
اپنی تمام قوم اور ان تمام عربوں میں پھرا جنہر اسکی تقریر کا اثر ممکن تھا۔ اور انھیں  
اہل اسلام کی مخالفت میں برائے نکتہ کیا۔ آنحضرت اس خبر کی تحقیق کر کے مریض تک پہنچے  
مخالفین کی طرف سے پہلے تیر چلائے تب مسلمانوں کی طرف سے بھی حملہ کیا گیا۔

**غزوہ خندق**۔ جسے غزوہ احزاب بھی کہتے ہیں۔ (وجہ تسمیہ اسکی یہ ہے کہ اپنے  
مسلمان کے کہنے پر اپنی فوج کے گرد اگر خندق کھود والی تھی۔ جیسا اس زمانے میں

اہل فارس کا دستور تھا۔

اس موقع پر عرب کے بہت سے قبائل اہل اسلام کے استیصال کو اکتے ہوئے  
 یمن کی ایک جماعت سلام بن حقیق نضری وحیی بن اخطب انشدی وکنہ بن ربیع بن  
 ابی حقیق نضری و ہوزہ بن قیس اہل و ابو عمار و املی بنی نضیر اور بنی دامل قبیلے بہت سے لوگوں کو  
 ساتھ لیکر خیبر سے چلکر قریش مکہ کے پاس آئے اور انھیں اپنی کمکت و قوت کے قوی وعدہ  
 دیکر انحضرت سے لڑنے کو کہا اور سخت ترغیب دی کہ ایک دفعہ ملکر مسلمانوں کا استیصال  
 کر ہی ڈالیں۔ قریش نے انھیں کہا اگر وہ یہود تم لوگ پہلے اہل کتاب ہو۔ اور تم سارے  
 اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے درمیان اختلاف کی وجہ کو جانتے ہو یہ تو بتاؤ کہ سہار دین  
 اچھا ہے یا دین محمدؐ اور انھوں نے (یہود۔ بنی اسرائیل۔ اہل کتاب۔ موحہ۔ بت پرستی کے  
 دشمن۔ کما تمہارا دین اوس سے کہیں بہتر ہے۔ اور اوس سے زیادہ حق پر ہے  
 انھیں کے حق میں یہ آیت اتری۔

أَوَلَمْ يَكُنْ لِلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ بَيْنِهِمْ أَوَّلُ  
 وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا أَهْوَىٰ أَهْدَىٰ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلًا سِيَّارَةٌ  
 سورۃ نساء رکوع ۶

فَوَيْلٌ لِلنَّاسِ عِلْمًا أَنَّهُمُ اللَّهُ مُنْ فَضْلِهِ فَقَدْ أَتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ  
 وَأَحْكَمَهُ وَبَيْنَاهُمْ مَلَكًا عَظِيمًا سِيَّارَةٌ - سورۃ نساء رکوع ۶

سے نوٹ لیجئے کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب قریش مکہ کی تہی کو محمدؐ اسلام پر جہنم سے من قبیلہ ہی کی بات  
 کافی ثبوت و اس ثبوت کا جو بیواں نہ دینے کے سلام کی نسبت ظاہری و اس بدوستانے و انھیں لڑنے سے بڑے غم و ان اور  
 کروں پر بارہا یہ حکم لازمی تھی و تمام غزوات میں جو یہود سے ٹھہرتے  
 سے تو نے دیکھے وہ لوگ جن کو یہود نے جانتے ہیں تو ان کو دیکھا کہ وہ کتب میں کا فر کو یہود پر دے پانچ مسلمان  
 سے یا چند سے اس کو لے کر آجودا یا دوسرے نام سے فضل سے سونے تو دی ابرہہ کے لڑنے کا نام اور ان کو دی سونے



قریش اس بات سے نہایت خوش ہوئے اور اجتماع عظیم کیا۔ پھر وہ یہود و غطفان قبیل کے پاس آئے اور وہی مضمون پیش کیا اور کہا کہ قریش سب اس زمین سے متفق ہیں۔ وہ بھی جمع ہوئے۔ قریش اور غطفان نکل کھڑے ہوئے۔ قریش کا سپہ سالار ابوسفیان تھا۔ اور غطفان کا عیینہ بن حصین۔ غرض اس ہزار فوج حجاز بڑے بڑے منصوبے باندھ کر خدائی لشکر کے مقابلے کو روانہ ہوئی۔ قریش تو مدینے کے اوس طرف اترے جہاں بارشی ندیاں بہتی تھیں۔ بنی کنانہ۔ اہل تہامہ۔ بنو قریظہ۔ بنو نضیر۔ غطفان۔ اہل نجد وغیرہ احد کی طرف اترے۔ اوس سلمان وہاں اترے جہاں سلع نام پہاڑ اور نکلے عقب میں تھا۔ اور تعداد میں فقط تین ہزار تھے۔

حی بن اخطب خیبر کا ایک یہودی کعب بن اسد قرظی رئیس بنی قریظہ کے پاس آیا اور کعب قبل اسکی اپنی قوم کی جانب سے آنحضرت کے ساتھ مسالمت کا معاہدہ کر چکا تھا۔ کعب قرظی نے یہ کہہ کر دروازہ بند کر لیا کہ میں نے آنحضرت سے معاہدہ کر لیا ہے۔ اور میں نے اس شخص کو سوائے وفا و صدق کے نہیں دیکھا۔ اسلئے میں نقض عہد نہیں کرنے کا۔ ابن اخطب نے بڑے زور سے اس سے کہا کہ اوکھنت میں تو لشکر کزار اور فوج حجاز تیرے پاس لایا ہوں دیکھ وہ مجتمع ادا یاں (ندیاں بہنے کی جگہ) میں اترے پڑے ہیں اور غطفان اور بنو نضیر انکے مقدّمہ اکبیش ہیں۔ وہ احد کے پاس ٹھہرے ہیں۔ اور مجھے ان سب جماعتوں نے مضبوط عہد باندھا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے استیصال کے بغیر یہاں سے ٹپکنگے نہیں غرض بڑے اکحاح و اصرار سے کعب راضی ہو گیا اور نقض عہد کی شامت نہ ڈرا۔

جب یہ خبر حضرت کو ہوئی آپ نے سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ اور ابن رواحہ اور خوات کو ایسے بھیجا کہ یہودیوں کی خبر لادیں کہیں کفار مکہ سے مل تو زمین کے جب یہ لوگ وہاں پہنچے دیکھا یہود سخت بگڑے ہوئے ہیں۔ اور مخالف ہوئے۔ یہ لوگ، آپس چلے آئے اور اس واقعے کو نبی عرب پر ظاہر کیا۔ فضل اور قارہ نے جیسے اصحاب جمع کے ساتھ مدینہ کی جیسی ایسی ہی اس تکلیف کے وقت یہود نے عہد شکنی کی۔ اسی واسطے اس غزوہ احزاب اور خندق کے واقعے میں قرآن فرماتا ہے۔

اِذْ جَاؤُكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنكُمْ وَلَدُزْتُ اَعْيَابَ الْاَنْصَارِ  
وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَ هٰذَا يَوْمُ الْاُتْمَانِ  
وَلَزُلُوزٍ لَّا شَكَّيْنَا۔

وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ  
وَرَسُولُهُ اِلَّا غُرُورًا۔ سیپارہ ۲۱۔ سورۃ احزاب رکوع ۲۶۔

اس لڑائی میں نوفل بن عبد اللہ کفار کی طرف سے حملہ آور ہوا اور خندق میں گر کر مر گیا۔ دشمنوں نے خون بہا دیکر اوسکی لاش لینی چاہی۔ مگر نبی اللہ نے مفت دے دی۔

اس شدت کی حالت میں مختلف اقوام عرب اور نواحی مدینہ کے یہودیوں کی حملہ آوری اور اسلام کی کمزوری کو منافق اور کمزور لوگ دیکھ کر چل نکلے۔ اور اسے جب سے خبر اوپر کی طرف سے اور نیچے سے کہیں تکمیل اور نیچے سے کہیں تکمیل کرنے لگے تھے۔  
مذہب کئی کئی انہیں ان جاننے لگے۔ یہاں سے اور بلائے گئے سخت بلانا۔  
اسے اور جب کہنے لگے منافق اور کفار نے جو وعدہ دیا تھا کہ اللہ نے اور اس کے رسول نے سب فریب تھا ۱۲



کلّ ثمن سو آدمی آپ کے پاس رہ گیا۔ اس قلیل جمعیت میں خدائی لشکر اسلام کی آمد  
کو آیا۔ ہوا کی تیزی اور سردی نے دشمن کے ڈیرے خیمے اور کھیر دشمن کو راتوں  
رات بگاڑ دیا۔ اور کَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ کی تصدیق ظاہر ہوئی۔

اس لڑائی میں غطفان اور بنو قریظہ اور بنو نضیر اور اہل خیبر کا سلوک ہرگز  
ہرگز ہرگز فراموش کرنے کے قابل نہیں۔ ان بد عمدہ عمد شکن قوموں کی لڑائی  
کی جڑی واقعات ہیں۔ اس لڑائی میں پانچ نازین ایک وقت میں پڑی گئیں  
اور اس کی آیت کی جُنْدًا مَاهُنَا لَكَ مَهْرٌ وَمِنْ أَكَاخِبِ اِسی لڑائی  
میں تصدیق ہوئی۔

ستر ہوا ان غزوہ بنو لحيان کی لڑائی۔ یہ لڑائی خندق اور قرایظہ کے  
بعد ہوئی۔ اس لڑائی کا باعث یہ تھا۔

عقل اور تقارہ غلبہ کے دو قبیلے تھے۔ ان لوگوں کے سفیر جنگ حد کے  
بعد آنحضرت کے پاس آئے اور عرض کیا ہم لوگ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں۔  
آپ چند آدمی دین کی سمجھ والے جو سکودین کی تعلیم دین ہمارے ساتھ روانہ کیجے  
پیغمبر خدا کی راستی پسند طبیعت نے ان دھوکے باز سفیروں کے ساتھ عاصم اور  
خنیب مرثد اور زید عبداللہ بن طارق خالد حرم اور عتبہ کو روانہ فرمایا۔ یہ  
بے ایمان سفیر حبشہ ان فقہاء اسلام کو راجع نام مقام پر لے پونچے۔ ہذیل قوم  
کو اپنی امداد میں بلا کر محمد نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواریوں کو خنیب اور زید  
کے ماسوا سبقت کر ڈالا اور ان دونوں کو کئے میں لاکر بیچ ڈالا۔ ہذیل  
کا بیٹا لحيان تھا اسلئے ان معاشرین قتل کو بنو لحيان کہتے ہیں۔

اس رنکار قوم کو میسر اعمال پر پونچا نامائیت نہوری تھا اگر ایسی خطرناک نہ ہوتی  
سے چشم پوشی کچالی تودہ وشی قومین تادم دنیا کی تندیب وادیان دتوانین سے  
آزاد و بیابان، سقیصال کے درپے ہو جائیں اور ونکی ہر اطواری بنی آدم کو بھی  
آرام و رحیم نہ لینے دیتی۔ مصلح بنی آدم نے بخیاں کمال اصلاح اس غدار قوم پر  
حملہ کیا۔ مگر وہ لوگ پہاڑ میں بھاگ گئے۔ اور رسول خدا بدون لڑائی اور تعاقب  
کے واپس تشریف لائے۔ ابتدائی تعلیم میں اتنی سرزنش بھی اونکی دلیری و  
کے واسطے کم نہ تھی۔

بجانب

اٹھارواں غزوہ ذوق۔ اس لڑائی کو غابہ کی لڑائی بھی کہتے ہیں۔  
اس کا باعث یہ تھا کہ آپ کی بیٹل اونٹنیاں دودھ دیتی ہوئی تھیں جنکی حفاظت پر ابو  
س اپنے بیٹے کے معین تھے اور ابوذر کی بیبی وہاں رہتی تھی۔ اونپر عیینہ  
بن قیس فزاری کے بیٹے نے چھاپا مارا۔ اس ٹیسرے کی لوٹ میں ابوذر کا بپا  
مارا گیا۔ اور ابوذر کی بی بی اور اونٹنیوں کو عیینہ لے گیا۔ کئی روز کے بعد ابو  
کی بیبی عصباء نام رسول خدا کی خاص سواری کی اونٹنی پر جو لوٹ میں چلی گئی تھی  
سوار ہو کر عیینہ کی قید سے بھاگ آئی۔ ایسی لوٹوں کے آئندہ، انسداد کے  
لیے فزاریوں پر حملہ کیا۔ اور اونٹنیاں واپس لے لیں۔ اور بائیکہ موقع اور  
طاقت تھی آپ نے اس قوم کا تعاقب کیا۔

بجانب

اونیسواں غزوہ فتنہ مکہ۔ اس عظیم الشان فتح کا حال سننے کے حاصل  
ہونے سے دین الہی میں فوجوں کی فوجیں بھرنی ہوئیں۔ رسول خدا نے اس  
لڑائی سے پہلے ایک دفعہ مکہ معظمہ کی زیارت کا قصد فرمایا۔ جب حدیبیہ مقام



میں پونچے اہل مکہ نے شہر مکہ میں جانے سے روک دیا۔ آپ نے فرمایا میں لڑائی کے لیے بیان نہیں  
آیا۔ غرض وہاں صلح ہو گئی اور صلح کے شرائط یہ تھیں۔ ابھی دفعہ مسلمان مدینے کو واپس  
جائیں اور مکہ میں داخل ہوں۔ اگر مسلمانوں کو سالِ ہندہ میں بطور زیارت کے کچھ آنا مطلوب  
ہو تو مکہ کے ہتھیاروں نہ آئیں۔ اور تین دن سے زیادہ نہ ٹھہریں۔ اگر کوئی مسلمان اسلام  
کا منکر ہو کر اہل مکہ سے ملنا چاہے تو اسے آزادی ہو۔ دین اسلام کو چھوڑ کر شرک  
اور کفر اختیار کرے۔ اگر کوئی آدمی کفار مکہ سے مسلمان ہو کر مسلمانوں سے ملنا چاہے  
تو مسلمانوں پر ضرر نہ ہوگا کہ اسے واپس کر دیں۔ جس قوم کی مرضی ہو یہ وقت مسلمانوں  
کی طرف ہو جاوے اور جسکی مرضی ہو اہل مکہ کے ساتھ رہے۔

اس شرط کے بعد پیغمبر خدا بدو ن ادا می رسم عمرہ مدینے کو واپس چلے آئے۔ بنو  
نام قبیلہ قریش کے عقد و عہد میں ہوا۔ اور خزاعہ اسلامیوں کے طرفدار بن گئے۔  
بنو بکر اور خزاعہ میں باہم مدت سے جنگ و جدال چلا آتا تھا اسلام کے پھیلنے اور اسلام  
کے نئے شغل نے ان دونوں قوموں کو لڑائی سے روک رکھا تھا۔ جب اہل مکہ اور  
اہل اسلام میں صلح ہو گئی تو اس جنگی قوم کو بچلا بیٹھنا محال ہو گیا۔

نوفل بن سعد بن نفیثہ الدہلی بنو بکر میں سے ایک نامور سپاہی تھا اور بنو خزاعہ  
پر شیخون مارا۔ خزاعہ کے لوگ اس وقت بے خوف و خطر و تیر نام چٹے پر غافل پڑے  
تھے۔ نوفل کے حملے سے چونک اٹھے اور لڑائی شروع ہو گئی۔ بنو بکر ہتھتے ہتھتے حرم  
مکہ میں پہنچے۔ وہاں کفار مکہ نے پہلے انکی امداد ہتھیاروں سے کی جب اندھیرا  
ہو گیا بنو بکر کے ساتھ شریاب ہو گئے۔ جب بنو بکر کو اہل مکہ کی مدد ہو گئی تو خزاعہ قوم کمزور  
ہوئی۔ اور بیل بن ورقا خزاعی اور رافع کے گھڑ میں پناہ گزین ہوئے۔ مگر خزاعہ

پیارے صبح تک بہت دیر کے صبح کے بسنے ہی بنی تباہ مات کو دیکھ بھلے  
 رہا اپنے مامن کو پہنچ کر بڑن سالم خزاعی کو پالین آدمی کے ساتھ دین کو حضور علیہ  
 السلام کی خدمت میں روانہ کیا عمرو بن سالم نے آکر عرض کیا۔

يَا رَبِّ اِنِّي نَاشِدُ مُحَمَّدًا	حَلِفًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ اَلَا يَكُنَا	رَبَّنَا قُرَيْشًا اَخْلَقُوْنَا الْمَوْعِدَ
وَنَقْنُوْا مِيْثَاقًا اَمْوَالَنَا	وَزَعَمُوْا اَنْ لِّسْتُمْ سَوَاحِدًا	فَاَنْصُرْ هَذَا لَكَ اللهُ نَصْرًا اَبَدًا
وَدَعُوْا عِبَادَ اللهِ يَا تَوَّامِدًا	فِيْهِمْ رَسُوْلٌ لِّلَّذِيْ قَدْ جُوْرًا	رَبَّنَا سَيِّئُوْا خُفَا وَجْهَ تَرْبَدًا
هَمْ يَكْنُوْنَ نَابًا لِّوَرِيْثِ جَدِّا	وَاَقْنُوْا نَارُكَ عَاوُ سَجْدًا	وَزَعَمُوْا اَنْ لِّسْتُمْ اَدْعُوْا اَحَدًا

ان واقعات اور سچے اقوال کو سن کر آنحضرت نے فرمایا۔ نَصْرُوْا يَا عَمْرُو بن سالم  
 اے وہ کفار کہہ لو اپنے کہوت کا جیسے ہر ایک گناہ کا نتیجہ افسوس ہوتا ہے۔ افسوس ہوا  
 پشیمان ہوئے۔ ابوسفیان اپنے رئیس کو اس میں افعالی کے ثمرات سے بچ رہنے کے لیے  
 مرنے کو روانہ کیا۔ ابوسفیان کو یقین تھا رسول خدا کو اب تک اس عہد شکنی کی خبر نہیں۔  
 اسی خیال پر آنحضرت سے کہا میں حدیبیہ کی صلح میں موجود نہ تھا۔ اسلئے میں چاہتا ہوں  
 کہ آپ عہد سابقہ کی تجدید کریں۔ اور صلح کی مدت کو بڑھا دیں۔ آنحضرت ادنیٰ بد عہدوں  
 کو بار بار دیکھ چکے تھے۔ اور خزاعہ کے مقابلے میں بنو بکر کی امداد خلاف عہد حدیبیہ کی  
 خبر عمرو بن سالم کے ذریعے پہنچ چکی تھی۔ آپ نے ابوسفیان کو جواب دیا کہ تم نے کوئی عہد  
 کی وجہ تم عہد کی تجدید چاہتے ہو۔ ابوسفیان نے کہا سعادۃ اللہ ایسا نہ ہو۔ تب آپ نے فرمایا

سَلِّمُوْا عَلَیْہِ سَلَامًا مِّنْ مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اِنْہِمْ یَقُوْلُوْنَ اَلَا یَا قَوْمَہٗمْ اَلَا یَا قَوْمَہٗمْ اَلَا یَا قَوْمَہٗمْ  
 تو ان کو کون سا تیرے وعدے مضبوط کوہ وراہن کو کون سا یقین دینا کہ تو کسی کو نہیں پکارتا کہ تو مدد کر اور نہ  
 نصرت کی رو کو کھائے نہ خلق خدا کو کھائے وہ بڑھتے ہیں ان کو تو نہیں دانتا رسول تمہارا عہد اگر میں دھڑلے سے  
 چلا تو دنیا چھوڑ دو اور ان کو کھائے نہ اور ان کو کھائے نہ سب کو کھائے اور سب کو کھائے کہ تم سیدو  
 میں آتے ہیں ۱۲۔



حال سابقہ عبد و پیمان کو رہنے دو۔ آخر ابوسفیان واپس گئے کو چلا گیا۔ ابوسفیان کے جاننے کے بعد آنحضرت نے ایک سفیر کے کو بھیجا۔ اور حسب دستور ملک کھلا بھیجا۔ انہیں۔ بلکہ حسب قانون اخلاق کھلا بھیجا۔ یا تو خزانہ کے مقتولوں کا خون بہا دیدو۔ یا نبوکمر کی حمایت اور جانبداری سے الگ ہو جاؤ۔ یا حدیبیہ کی صلح کا عہد جو ہمارے اور تمہارے درمیان ہوا سے پھیر دو۔ اہل مکہ نے دیکھا اہل اسلام ہمارا کیا بگاڑ سکتے ہیں اور اس نصرت الہی اور امداد خداوندی کو بھول گئے۔ جو اسلام ہاں ہے اسلام کی ہمیشہ حامی وہ دگاہ صلیح کا عہد پھیر دیا۔ کیا منہ کمد یا حدیبیہ والی صلح جو ہمارے تمہارے درمیان تھی نہ رہی۔ قطع عہد اور اونگی بے ایمانی اور خزانہ کے بدلہ لینے کے لیے آپ کے پر چڑھائی کی اور اس حملے میں وہ نرمی اور اخلاقی شریعت کی پابندی کی جسکی نظیر دنیا میں مفقود ہے۔

فرمایا جو کوئی ابوسفیان کے گہرین گھس جاوے اسے امان۔ جو کوئی اپنا پھانگ بند کر لے اسے امان۔ جو کوئی مسجد میں چلا جاوے اسے امان۔ غرض مکہ فتح ہوا اور کچھ بڑی خونریزی وہاں ہوئی۔ اور کوئی قتلہ بجز مسلمان نہ کیا گیا۔ جب مکہ فتح ہو گیا خیر آئی ہوا اذن قوم اہل اسلام سے لڑنے کو اکٹھی ہوئی۔ اور اذن کا سپہ سالار مالک بن عوف نصیری تھا۔ جب انہیں اسلامیوں کی چڑھائی ہوئی مسلمانوں کی بڑی بھارتی ہو گئی۔ اور اپنی کثرت کا غم نہ ہو گیا۔ اور اس خدا داد طاقت کو جسکا نام حمزم اور احتیاط ہے۔ کمزور کر بیٹھے ہوا اذن قوم کے تیر اندازوں نے اچانک تیردنگی ہو چھا کر دی۔ اور کثرت کے گھمنڈیوں کا منہ پھیر دیا۔ مگر الہی نصرت اسلام کے شامل حال تھی بہت جلد استر بتر ہوئے اکٹھے ہو گئے۔ اور یہ۔ بیستون غزوہ ہوا اذن کا فتح و نصرت کے

ایمان آتے تھے ہوا دشمن۔ ان سے بھاگ اوطاس نام وادی میں پونچے۔ اس سے  
 مینون غزوہ اوطاس و تین مین آبا اور شریف قمر کے لوگ اوطاس سے  
 ہمارے قلعہ ٹانف میں جمع ہوئے۔ یہ پستون غزوہ طانف قمر پایہ اور قلعہ  
 نابت کا اہل سلام کے محاصرہ کیا جب پناہ نرین کعبہ اسے اپنے فرمایا تو کوئی قلعے  
 اسے اتر آوئے، زاد اس غم کے سنتے ہی بہت غلام اتر آئے جب ثقیف مسلمان  
 ہو گئے تب دشمنوں نے اپنے یہ غلام غلب کیے۔ ان رسول خدا کے فرمایا اب وہ آزاد  
 ہو چکے ہیں۔ غرض بعد چند ایام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور فرمایا: لَنُفَعَّاهَا هَدًى تَقْبَلُوهَا  
 مُسْلِمِينَ۔ الغرض نصف آخر رمضان میں وہ سب مسلمان ہو کر مدینہ میں پونچے۔ اور  
 اسی لڑائی پر مکہ میں بکربین کا خاتمہ ہوا۔ اور اسکے ساتھ کنز قریش کی لڑائی  
 کا بھی خاتمہ ہوا۔ ان لڑائیوں میں کوئی آدمی بچہ و اکراہ مسلمان نہیں کیا گیا۔ اگر کوئی  
 شخص صحیح روایت سے ثابت کر دے کہ زور سے کوئی منفر مسلمان کیا گیا تو وہ ہم  
 دس ہزار روپیہ انعام دینے کو طیار ہیں۔

غزوات نبویہ جو یہود سے ہوئے۔ دیکھو ابن ہشام جلد ۱ صفحہ ۳۱ و ۳۲  
 و ۶۹۔ و نہ قانی جلد ۱ صفحہ ۵۵۳ و ۵۵۴۔ جلد ۲ صفحہ ۱۰۔ و ۲۶۲۔ و ۱۲۵۔  
 جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہل مکہ کے نبض و عداوت سے مکہ سے ہجرت  
 کر کے حبشہ عاصی اہل مدینہ مدینہ میں تشریف لائے آپ اور وقت صرف ۱۰  
 ہی نہ تھے۔ اور نہ ممکن تھا کہ اس جنگجو ملک ورجا اہل نصیبت والی قوم میں صرف ۱۰  
 ہزاروں کے برسوات پر نکتہ چینی کر سکتے۔ حال کی آزادی ممکن نہ تھی۔ اور نیز آپ کا گروہ  
 باشکوہ پھون اور ثوریوں کا مجمع نہ تھا۔ ایک وحشی ملک میں نیا دین اختیار کر کے



ہر فن اسکے کہ خود حفاظتی کا سامان کرتے۔ کیا ممکن تھا کہ اپنے آپ کو یا اپنے ہادی کو بچا سکے۔ حضرت مسیح کی خاکساری بردباری کو دیکھ چکے تھے۔ اس بچا رہنے صرف اخلاقی تعلیم شروع کی اور ابتدا سے پرائمری مین تا کامیاب دنیا سے چل بسا۔ نیز اسلامیوں کے باہمی تعلقات اور غیر قوموں سے معاملات۔ اور اس ملک عرب میں نہ کوئی شخصی سلطنت اور نہ جمہوری، انتظام کا نام۔ یہ آنحضرت کو دے دیا ہونے کے سوا۔ قاضی اور حاکم بننا پڑا۔ اور انسانی فطرت کے لحاظ سے یہ امر نہایت ضروری تھا۔ مدینے کی رونق افروزی کے وقت عرب میں قسم کے لوگ تھے۔ کھلم شمن جیسے قریش اور ان کے حلیف۔ دوسرے معاہدین جیسے یہود کے مختلف قبائل۔ تیسرے منافق بظاہر اسلام کے ساتھ، اور باطن کفار کے دوست۔ عاتقہ عرب میں بعض قومیں اسلام کی ترقی خواہ تھیں جیسے خزاعہ۔ اور بعض دشمن کی فتح کے طالب جیسے بنو بکر۔ اور بعض قومیں بالکل خاموش اور حیران تھیں۔

آنحضرت نے مدینے میں پہنچتے ہی یہود سے ایک عہد کیا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ یہ فرمان محمد رسول اللہ نے تمام مسلمانوں کو خواہ وہ قریش ہوں خواہ اہل یثرب (مدینے) کا پڑانا نام ہی اور سب لوگوں کو چاہے کسی مذہب اور قوم کے ہوں جنہوں نے مسلمانوں سے صلح و اشتی رکھی ہے لکھ دیا ہے۔ صلح اور جنگ کی حالت سب مسلمانوں کے لیے عام ہوگی۔ اور کسی مسلمان کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ اپنے ہر اور ان اسلام کے دشمنوں سے صلح یا جنگ کریں۔ یہود جو ہماری حکومت اسلامیہ سے تعلق رکھتے ہیں تمام ذلتوں اور اذیتوں سے بچائے جائیں گے۔ اور ہماری امت کے ساتھ مساوی حقوق اور ان کو ہماری نصرت اور حمایت اور حسن سلوک کے حاصل رہیں گے۔ یہود ان بنی عوف

بنی بنی ناری بنی غاسب بنی اوس اور سب ساکنان یثرب مسلمانوں کے  
ساتھ ملکر ایک قوم سمجھے جائیں گے۔ وروہ اپنے اعمال مذہبی کو ویسی آزادی کے  
ساتھ بجالائیں گے جیسے مسلمان اپنے رسومات دینی کے اور کرتے ہیں۔

یہود کی حفاظت اور حمایت میں جو لوگ ہیں یا جو ان سے دوستی رکھتے ہیں ان کو  
بھی تحفظ اور آزادی حاصل رہے گی۔ مہجروں کا تعاقب کیا جائیگا۔ اور ان کو سزا دی جائے گی  
یہود مسلمانوں کی شرکت یثرب کو سب دشمنوں سے بچانے میں کریں گے اور تمام ہو  
جو فرمان کو قبول کریں گے یثرب میں محفوظ و مامون رہیں گے مسلمانوں اور یہود کے دوست  
آتش کا بھی ویسا ہی اعزاز کیا جاوے گا جیسا خود ان کا کیا جاوے گا۔

سب سچے مسلمان اوس شخص سے بیزار رہیں گے جو کسی گناہ یا ظلم نا انصافی  
یا بناوت کا مرتکب ہوگا۔ اور کوئی شخص کسی مجرم کی حمایت نہ کرے گا۔ گودہ کیسا ہی  
مزیز و قریب ہووے۔

آئندہ جو نزعات ان لوگوں میں ہوں گے جو اس فرمان کو قبول کریں گے ان کا  
فیصلہ خداوند عالم کے حکم کے موافق رسول اللہ فرمائیں گے۔

تھوڑے دنوں بعد یہود ان بنی نضیر اور بنی قریظہ اور بنی قینقاع اس معاہدے  
میں شامل ہو گئے۔ اس فرمان سے وہ قبیلہ رسم دفع ہو گئی جو عرب میں رائج تھی  
کہ مظلوم ظالم سے انتقام لینے میں اپنی ذاتی قوی یا اپنے اعزہ کی طاقت پر بھروسہ  
کرے۔ اور اسی اور عدل ستری جنگ و جدل پر موقوف تھی۔ ابن ہشام صفحہ ۱۴۰  
ولائف آف محمد صفحہ ۷۲۔

یہود بڑے قہر القلب تھے۔ چونکہ وہ اعلیٰ درجے کے تعلیم یافتہ بھی تھے اور



عسکری بھی۔ اور فرقہ منافقین سے انکو اتفاق تھا۔ اور باہمی بھی یہود میں اتفاق تھا (برنٹلٹ عرب جنہیں باہمی سختی اتفاق تھی) لہذا وہ نہایت خطرناک دشمن اس جمہور کی سلطنت کے تھے جو شارع اسلام کے زیر حکومت قائم ہوئی تھی۔

تاثریت یافتہ قوموں میں شاعروں کا وہی مرتبہ ہوتا ہے۔ اور شاعر وہی اقتدار رکھتے ہیں جو اہل اخبار مہذب قوم میں۔ شعرا سے یہود چونکہ نہایت ذی علم درزی شاعر تھے لہذا اہل مدینہ پر بڑے حاوی تھے۔

اس قوت کو وٹھون نے اس میں صرف کیا کہ سلمانوں میں نفاق ڈالنے لگے۔ اور انہیں اور فریق مخالف میں بغض و عداوت کو ترقی دینے لگے۔ بلکہ میں کتاب باہم اہل اسلام میں اختلاف و عناد کا بیج بھتے تھے۔ شاس بن قیس یہودی سے ایک بار دیکھا کہ انصار مسلمان (مدینے کے اصل باشندے) باہم کمال محبت اتفاق سے بیٹھے ہیں۔ اور خیال کیا یہ وہی گروہ اس اور خراج کا جو ہمیشہ جنگ و صلح میں بسر کرتے تھے اب بالکل شیر و شکر ہیں۔ اور اسلام کی پاک تعلیم کی بدولت کمال اتحاد و اخوت کے ساتھ ملے جلے ہیں۔ اس اتفاق کو دیکھ شاس کا دل اٹک کر ٹکڑے ہو گیا۔ اور ایک جوان یہودی سے کہا تو انہیں مبیٹھا جا اور باتوں باتوں میں بُبائش کی لڑائی کا قصہ چھیڑ دے اور وہ اشعار پڑھنا جو اس وقت پڑھتے گئے تھے۔ غرض اس بد ذات نے وہی کرتوت شروع کیے۔ آفرینے نے اپنی قدیمی پناہ لگے اور باہم کہنے لگے آؤ اس معاملے کو نیا کر دکھلائیں۔ خلاصہ کلام حجرہ نام جگہ مقام جنگ تجریز ہوا۔ اور ہتھیار لینے کو وہاں سے چل دیے۔ مصلح عام اس باہم اولیٰ خراج کی سخت جھڑپ تھی اور اس میں بکراؤ کی غیور امر آگئے تھے اور کھیت اس کے ہاتھ رہا تو

نخیر خواہ بنی آدم کو خبر ہو گئی۔ آپ محبت پہنچ گئے۔ اور فرمایا اے مسلمانو۔

أَمَّا اللَّهُ أَبَدَ عَوَىٰ أَجَاهِلِيَّةٍ وَأَنَا بَيْنَ أَصْحَابِكُمْ بَعْدَ أَنْ هَدَانَا  
لِلْإِسْلَامِ وَأَكْرَمَكُمْ بِهِ وَقَطَعَهُ بِهِ عَنْكُمْ أَمْرًا أَجَاهِلِيَّةٍ وَاسْتَفَقَكُمْ  
بِهِ مِنَ الْكُفْرِ وَأَلْفَ بِهِ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ.

نقص یہ آرام بخش اور حیات افزا بات سُن کر رو پڑے اور باہم گلے اور آپکے  
ساتھ شہر میں چلے آئے۔ اس وقت یہ آیت اُتری۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَوْ تَصَّدَّقُوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ مِنْ أَمْنَ تَبْغَوْهَا فِي جَانِبِ  
وَرَأَيْتُمْ أَهْلَ سَلَامٍ كَوَقْرَانَ نَبَايَا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَطِيعُوا فِرْيَقًا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ  
بِرُدُّكُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ كَافِرِينَ - سِيبَا ر ٤٧ - سُوْرَةُ آلِ عِمْرَانَ - رُكُوْع ١ -

ہمد کی لڑائی میں چونکہ مسلمانوں کی فتح پر ایک طرف قریش مکہ آگ بگولہ ہوئے  
 تھے اور ایک طرف ان یہود کو غضب آیا۔ اور ابو عفاک نام یہودی نے آپ کے بارے میں  
 پرکوشش کی اور بت شعا میں لوگوں کو نبی عرب کے مار ڈالنے کی ترغیب دی سو اسے  
 وہ مارا گیا۔ کچھ عداوت سابقہ اور کچھ اس ابو عفاک مارا جانا یہود کی خطرناک کارروائیوں  
 کا باعث ہوا۔

یہودان بنی قنیقاع صنعت اور حرفت والی قوم تھے۔ مگر اسکندریہ کے یہود دن  
بیس طرح شریر و غدار فاسق و فاجر تھے۔ ایک روز ایک نوجوان مسلمان لڑکی

اسلام اور جہالت کے درمیان جو تضاد ہے وہ اسلام کے لیے ایک بڑی آزمائش ہے۔ اسلام کے پیروں نے ہلاک کی طرف ہدایت کی اور اسلام کے ساتھ حکومت بستی اور جہالت کی باتیں سے کاٹ دین اور اسلام کے باعث ملک کو کفر سے نکالنا اور ملک کو بہتر بنانا۔

۱۲۔ اولا کیوں روکتے ہو خدا کی راہ سے ایمان والے کو چاہئے ہوا سمین میں اپنی ۱۲  
۱۳۔ اولا ایمان والو اگر تم اطاعت کرو گے ایک گروہ کی اہل کتاب کے پیچھے گئے وہ لوگ موبعد تھارے ایمان کے کام



اونکے بازار میں گئی اور بضرورت اپنے کاروبار کے ایک یہودی لوہار کی دکان پر  
 پہنچی۔ نوجوانان یہود نے حرمت نسوان اور مہمان نوازی کے اصول کو بالاسے  
 طاق رکھ کر اس نوجوان عورت کی ہتھک حرمت اور آبروریزی چاہی۔ وہاں ایک  
 مسلمان راہگیر اس عورت کا شریک ہو گیا۔ اور خوب مار پیٹ ہوئی۔ جو یہودی  
 شرارت کا بانی تھا مارا گیا۔ تب یہودوں نے جمع ہو کر اس مسلمان کو قتل کر ڈالا  
 اور قتلہ عظیم برپا ہوا۔ اور مسلمان جوش میں آ گئے اور ہتھیار لے یہودوں پر  
 جا پڑے۔ اور طرفین میں لوگ مارے گئے۔ جو میں مصلح عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
 پونچے فساد کو فرو کیا۔ اور مسلمانوں کا عیش کم ہوا۔ اس عاقبت اندیش دردور میں مصلح  
 دیکھا غور کیا کہ اگر یہی حالت مدینے کی رہی تو انجام اچھا نہ ہوگا۔ مدینہ باہمی فساد و زنا  
 کا جنگ گاہ ہی نہ رہے۔ بلکہ مخالف فرقوں کے لیے بے تر و حملہ آوری کا باعث  
 ہوگا۔ یہود خلاف عہد کر بی چکے تھے۔ آنحضرت فوراً یہود کے محلے میں جا پونچے  
 اور یہ حکم قرآنی اُترا۔

وَأَمَّا خِفَافٌ مِّنْ قَوْمٍ حَيَّانَةٍ فَانْذِرْهُمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ  
 الْخَائِثِينَ۔ سورۃ انفال۔ سیپارہ ۱۰ رکوع ۳

اور اسی واسطے اپنے خود تشریف لے جا کر یہود سے فرمایا۔ یا تو مسلمان ہو جاؤ  
 یا یہاں سے چلو۔ یہود نے بڑی سختی سے جواب دیا کہ قریش کو شکست دے کر  
 (مدینہ میں) نماز ان نمودہ فنون جنگ سے ناواقف ہیں۔ اگر ہمے لڑا تو دیکھے گا  
 لڑنے والے ایسے ہوتے ہیں۔ یہ مکر قلعہ بند ہو گئے۔ اور آنحضرت کی حکومت سے

تاریخ

بابہ عبد شمس بن سہیل شمر بن قریظہ بن کلاب بن مرہ بن کاعبہ بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خضامہ بن خزیمہ بن معدی کدہ بن عدنان بن آدم بن نوح علیہ السلام۔  
 ماحصرہ کیا گیا پندرہ روز کے بعد قید بند لوگ جبرائیل اور میکائیل کے ساتھ ماحصرہ ہو  
 ہماری نسبت فیصلہ فرمایا وہ فیصلہ ہمیں منظور ہے آپ سے سخت سزا جو فرمائی مگر  
 آپ کا بھی تم بھی خلق اوت کے سزا دیت پر غالب کیا اور عبد اللہ بن ابی نے بھی سفارش  
 کی ایسے بوقتینقاہ صرف جلا وطن کیے گئے۔

یہود کے ساتھ دو شری لڑائی کا نام غزوہ بنو نضیر ہے۔

کعب بن اشرف یہود میں ہاں بنو نضیر کا سردار تھا اور بڑا شاعر ہر خلاف محمد نامہ ہر  
 کی لڑائی کے بعد قریش مکہ کے پاس پہنچا۔ اور انکو بڑا طیش دایا اور وعدہ کیا کہ ہم تمکو  
 مدینہ میں امداد دیں گے تم اسلام پر حملہ کرو اور اپنی چار و انگیزہ شریہ سے قریش کو انتقام  
 پر آمادہ کیا۔ آخر قریش کعب بن اشرف کی شریہ ہی تقویوں سے مدینہ پر حملہ نہ ہونے  
 مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر جہل احد کے پاس رہائی ہوئی۔ اور نیز کعب بن اشرف  
 نے رسول خدا کے قتل پر منصوبہ باندھا۔ مگر قدرت الہی سے وہ راز کھل گیا۔ اور کعب  
 ابن شرف اپنی ایسی حرکتوں سے مارا گیا بنو نضیر کے لوگ مدینہ میں اوس کے  
 قتل کا رنج پیدا ہوا۔ اور پھر یہ جرہ ہوا کہ ابوہریرہ نام عامری آنحضرت کی خدمت میں  
 حاضر ہوا اور دم دلا سا دیکر اپنے ہمراہ رسول خدا کے شہ حواری جو قرآن کے قاری تھے  
 اس ہمد پر ساتھ لے گیا کہ انکو ہر طرح امداد دی جائیگی جب اپنے ملک میں پہنچا اور صحابہ  
 کرام نے آنحضرت کا خط عامری اہل نجد کے رئیس کے پاس پہنچایا۔ تو عامر نے  
 اچھی کو مار ڈالا اور غصہ اور رعل قبیلوں کے لوگوں کو اپنا ٹھکانہ کران شہ فارہ یوں محمد بن  
 کعبہ صحابیوں پر پڑا اور ان سب کو مار ڈالا۔ صرف دو آدمی بچے۔ ایک تو زخمی تھا۔





ذرقانی نے لکھا ہوا ایک یہودیہ عورت نے اپنے مسلمان بھائی کے ذریعے سے جناب  
یہودی خدی کی اطلاع دے دی۔ ایسے یہود ان بنو نضیر کا محاصرہ کیا گیا۔ آخر چھ دن  
کے بعد انھوں نے صبح چاہی مگر عبداللہ بن ابی منافق نے کچھ اپنی امداد کا ایسا حکم  
یا کہ پھر باغی بن بیٹھے۔ ایسے پھر محاصرہ کیا گیا۔ بہت دنوں بعد لاچار ہو کر حلاطی  
پر راضی ہو گئے۔ رسول خدا کو جبر و اکراہ سے مسلمان بنانا منظور ہی نہ تھا۔ انکو  
اجازت دے دی۔ مدینے سے چلے جاوین۔ اور مدینے کو امن و امان کا محل بنایا  
اور وہ خیبر کو چلے گئے۔

**غزوۃ قرظہ**۔ خندق اور اضراب کی لڑائی میں تم دیکھ چکے ہو مشرکوں کے  
مختلف گروہ اور یہودی اور غطفانی خاص مینے میں اسلامیوں پر چڑھ آئے۔ جی  
ابن خطاب یہودی بنو نضیر کی حلاطی کے بعد قریش کو تحریش دیتا۔ اور کنانہ ابو الحقیق کا  
پوتا غطفانیوں کو اکسالا یا۔ اور اونے وعدہ کیا خیبر کی آمدنی سے نصف آمدنی میں دینگا  
اگر مسلمانوں پر حملہ آوری کرو۔ سلام بن مشکم اور ابن ابوالحقیق اور حسی اور کنانہ یہ سب  
بنو نضیر کے مین پونچے اور کہا ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ اگر تم اسلام پر حملہ آوری کرو۔  
ان یہودوں کی کارستانی اور جادو سبانی قریش کے غیظ و غضب سے ملکر تمام عرب  
کو مدینے پر چڑھالائی۔ جب یہ مختلف اقوام بغیر ضابطہ اتصال اسلام مدینے میں پونچے جی  
ابن خطاب یہودی خیبری نضیری کعب بن اسد قرظی (یہ شخص بنو قرظہ کا ہم عہد تھا)  
کے پاس پونچا۔ پہلے تو کعب نے جی کو گھر میں گھسنے نہ دیا۔ اور کہا ہمارا اور اسلامیوں کا  
باہم معاہدہ اور اتحاد ہے۔ اور بنو قنیقاع اور بنو نضیر پر جو کچھ بد عہدی کا وبال آیا اُسے  
یا دکیا۔ مگر جی نے کہا میں تمام قریش اور عرب کے مختلف قبائل کو مدینے پر چڑھالایا ہوں

اور ان تمام اقوام عرب نے عہد کر لیا کہ جب تک اسلام کا استیصال نہ کر لینگے دینے سے واپس نہ جائیں گے۔ کعب نے پہلے پہل بہت تمام ٹولا کیا۔ اور کہا مجھ بڑا راستگو راستی پسند انسان ہوں۔ اور عہد کا بڑا پکا ہوں۔ مگر مناسب نہیں اس کے ساتھ بد عہد بنیں۔ مگر آخر دشمنوں کی کثرت اور ان کے استقلال کو دیکھ اور حبی کے پھسلانے اور عداوت سلام کی قدیم بد عہدی میں آ کر باغی بن گیا۔ اور تمام عہدوں کو بالاس طاق رکھ کر دس عبرت بخش عاقبت اندیش عقل کو کھو بیٹھا جو معاملات بنو قینقاع اور بنو نضیر میں تجربہ کار ہو چکی تھی۔ اور میں جنگ کے وقت آنحضرت کو ان یہودوں کی بد عہدی کی خبر پہنچی آپ نے بہت سے آدمی تحقیق خبر کے لیے روانہ فرمائے اور کہا ان لوگوں کو فہمائش کرو عہد پر قائم رہیں۔ مگر یہود نے درشت جواب دیا۔ اور کہا رسول اللہ کیا میں جو ہم ان کی اطاعت کریں ہمارا دین کا دین ہم نہیں۔ ان تمام آدمیوں نے جو یہود کے مقابلے کی خبر سنیں اللہ کے رسول پر ایمان دینے کے ساتھ ہو گئے۔ قرآن بھی اس کی خبر دیتا ہے اور ان عرب کے قتل میں کتنا ہنس۔

ذَٰلِكَ وَكَذَٰلِكَ يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ  
 اَلَمْ نَكْتُبْ اِلَيْكَ اَن تَقُولَ لَا مَنَّادِيْ ۚ اَتَدْعُوْنَ بَنِي اِسْرٰٓءٰلَ اَن يَّخْلُقُوْا لَكَ كَلٰٓفًا ۚ  
 زَكَرٰٓتُكَ سَنَدِيْبَةً ۙ سَبِيْارَةً ۙ رَّيْوَنَةً ۙ سُوْرَةً ۙ اَحْزَبَ

جہاں یہودی نے قرآن سن کر کہا کہ کیا قرآن میں ایسی بات ہے کہ وہ نہ کر کو بیان فرمایا ہے

اور اسی سورہ میں یہ بھی ہے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا اَیَّدَیْہِمْ  
 اِنَّہُمْ یَحْذَرُوْنَہُمْ

اِنَّہُمْ یَحْذَرُوْنَہُمْ  
 اِنَّہُمْ یَحْذَرُوْنَہُمْ

وَأَنزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوا مِنْهُمْ نَارًا مِنْ صَيَّا صِيرِهِمْ فَوَعَدَ  
 قُلُوبَهُمْ الرُّعْبَ فَرِيفَاتُفُلُونَ وَتَا سِرَّةً قَرِيبًا - سبب پارہ ۱۱ در ذیل  
 سورۃ احزاب -

آپ کے ساتھی گھبرا گئے۔ دھڑکنے سے معدودہ گروہ پر سارے عرب کی چڑباز  
 دھڑکنے میں بیرونی بد عہدی پھر ہو دینے کے طرق اور راستوں کی کیفیت سے  
 وقف محاصرین کفار کو غیر محفوظ مقام تھا سکتے تھے۔ ایلے بڑا خوف ہوا۔ عہد  
 منافقوں کا نکل بھاگنا۔ اور کمزور دلوں کا عذر بلاؤں پر بلاؤں لایا۔ قرابت  
 ہی عاجز نوازی کے اوسی کے جنود نے ان سب عدا کو بھگوڑا بنایا۔ اور تھمنا ایک  
 دینے کے محاصرے پر کفار عرب الہی سا بون سے بھاگ گئے۔ کیونکہ دس ہزار کی بھیڑ  
 کے ساتھ تین ہزار اسلامیوں میں سے صرف تین سو باقی رہ گئے تھے رومی جو سپہ  
 سلمان تھے) جب دشمن خود بخود بھاگ گئے اور آپ کو اونکی طرف سے امن  
 اندیشہ مٹ گیا تو اہل سلام کو ایک نیا کھٹکا ہوا۔ کہ بنو قریظہ عہد شکنی کر چکے ہیں۔  
 گراؤ خون نے مدینے پر شیخون مارا تو ہر ایک سلام والا قتل ہو جائیگا۔ لہذا مقتضے  
 وقت اندیشی نے بتایا تو آپ مقام جنگ سے جہان خود حفاظتی کے لیے اپنے کھائی  
 محدودی ہتی مدینے میں تشریف لائے اور قلعجات بنو قریظہ کا محاصرہ کیا دس ہزار  
 وز محاصرے میں لگ گئے اب قلعہ بند لوگ گھبرائے۔ اللہ تعالیٰ نے اونکے  
 دلوں میں رعب ڈالا۔ (وَفَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ) تب یہود ان بنو قریظہ کا

سے در ذیل اللہ نے ان لوگوں کو جنھوں نے اہل کتاب کوئی مدد کی اونکے قلعوں سے در ذیل اونکے دلوں  
 کو ایک گروہ کو تم ہاک کرتے ہو۔ اور ایک گروہ کو تم قید کرتے ہو ۱۲  
 در ذیل اونکے دلوں میں خوف کو۔ یہ آیت سب پارہ ۲۱ ربيع ۱۹ سورۃ احزاب میں سے ۱۲



رئیس کعب بن اسد قوم میں کھڑا ہوا۔ اور وہ اسپیج دی حبشین کہا۔ اسی قوم تکوننا سے  
 امین باتون میں سے ایک بات مان لو۔ یا تو اس شخص (محمد) پر ایمان لاؤ۔ تکوننا  
 عیان ہو چکا ہے یہ شخص بیشک نبی ہے۔ اور یہ وہی ہے جسکی بابت توریت میں پیشین گوئی  
 اور بشارت ہو چکی ہے تم اور تمھارا مال و اسباب اور تمھاری جانیں بچ رہیں گی۔ قوم  
 اسپرائکار کیا۔ تب اوسنے کہا آؤ عورتوں اور بچوں کو قتل کر ڈالیں (اسکی سر اٹھا لیا  
 اور تلوارین لے مسلمانوں پر گر پڑیں۔ یہاں تک کہ شہید ہو جاویں۔ قوم نے کہا اگر محمد  
 گئے تو بال بچوں اور عورتوں کے بغیر ہماری زندگی کیونکر ہوگی۔ تب کعب نے کہا  
 سبت کی رات ہے۔ محمد ہی جانتے ہیں آج ہم غافل میں لڑائیں سکتے۔ اسلئے مسلمان  
 غافل اور سست ہیں۔ آؤ غفلت میں مسلمانوں پر حملہ آوری کریں۔ تب قوم نے کہا  
 بجکو خبر نہیں۔ سبت کی بے حرستی سے ہمارے بڑوں پر کیسے وبال آئے۔ وہ  
 اور نہدین گئے۔ آخر قوم کے اتفاقات سے یہود نے ایک سفیر جناب رسالت  
 حضور روانہ کیا۔ اور کہا ابولہاب بن منذر کو ہمارے پاس بھیجیے ہم اوس سے صلوات  
 لینگے۔ جب ابولہاب انکی درخواست سے وہاں آئے عورتیں اور بچے چلائے  
 یہود نے کہا کیا تیری صلاح ہے ہم لوگ محمد کے فیصلے پر دروازہ کھول دیں۔ اوس  
 کہا بیشک۔ مگر اشارہ کیا وہ تکوننا کا فتویٰ دینگے۔ پھر ابولہاب پہنچایا اور اپنے آ  
 مسجد میں جا باندھا۔ جب محاصرے پر مدت گزری اور وہ یہود تنگ ہوئے۔  
 ان کم سخت لوگوں نے کہا بھیجا ہماری نسبت جو سعد بن معاذ فیصلہ کرے  
 فیصلہ ہو منظور ہے۔ ہر قسموں نے رحمتہ للعالمین کو حاکم نہ بتایا بلکہ سعد کے فتوے پر راضی  
 ہو گئے اور قلعے سے نکل آئے۔ رسول خدا نے سعد بن معاذ کو بلایا اور کہا یہ لوگ تیرے

پہلے پر ہمارے پاس آئے ہیں۔ اس سپاہی کو س قوم کی بد چلنی اور بد عہدی اور  
عاقبت مذہبی اور بنو قینقل، در بنو نصیر سے جبرت نہ پکڑنے پر ہی سوچھی کہ اس وقت  
م کا قصہ تمام کروا سنے کہ ان کے قابل جنگ لوگ مارے جاوین۔ اور باقی قید کے  
جاوین۔ غرض کہی سو آدمی قرینطی مدینے میں لا کر قتل کیا گیا۔

انسانی فطرت کا خاصہ ہے۔ چاہے کوئی کیسے جرائم اور عاصی کا مرتکب ہو جب اس  
کو ایسا سلوک کیا جاوے جو ہمارے نزدیک سختی اور بے رحمی ہے۔ تو اس وقت ہمیں  
راہ مخواہ ایک نفرت اور کراہت معلوم ہوتی ہے اور ہمارے دل میں رحم۔ عدل  
ن جگہ کو چین ایتا ہے۔ مگر رحم کے باعث عدل چھوڑنا اور جرائم کی سزا سے درگزر نہ کرنا  
یہ دینے دغا دی۔ بد عہدی کی۔ عین شہر کا اسن کھو دیا۔ مسلمانوں کی توحید اور موسیٰ  
توریت کی تعظیم کو بت پرست قوم کے مقابلے میں بھولا دیا۔ بہر حال مسلمانوں کا  
حکم قرینطی کی نسبت اگر اتوں کے حکم سے بہت کم تھا۔ جسکے بموجب آریعینہ میں شہر  
ورڈ اسیدا کے سب باشندے بلا فرق تیر تیغ بے دریغ کیے گئے۔ کارلائل لکھتا ہے  
سچ ہے شہر کا سو مرتبہ قتل ہونا بہتر ہے کہ وہ بے گناہوں کو اغوا کرے۔ یہ اسلام  
کا فعل اس وقت کے مد مثل لامے بہت نرم تھا۔ اور حضرت داؤد کی سزا سے جہین  
اور خون نے جیتے آدمی جلتے پڑاؤں میں جڑائے۔ اور پھر ہمیشہ خدا کے مطیع کہلائے

نہایت نرم ہے۔

غزوہ خیبر۔ غزوہ احزاب کے بیان میں گذر چکا۔ سلام بن مشکم اور ابن  
ابی اسحق اور حبشی اور کنانہ اور حوفہ اور ابو عمار خہر سے قریش پاس پونچے  
اور ادنگو اور عرب کے مختلف قوام غطفان اور فرارہ کو مدینے پر چڑھالائے۔

اور اب سلام بن شکم جو یہودوں کا اس میں تھا اپنی ایسی حرکتوں سے مارا گیا۔  
 یہودوں کے ہاں پر اس میں رزام یودی کو اپنا امیر بنایا۔ اور اس نے امیر نے  
 یوں بڑائی کے لیے یہ تدبیر نکالی۔ کہ غطفان قبیلے میں بہرون اور اونکو ہمراہ لے کے  
 مدینہ پر چڑھائی کروں۔ اسی فکر میں تھا۔ مصلح عالم کو خبر ہو گئی۔ آپ نے اپنا سفیر  
 اسے جا کر اس نے میر کو فہمائش کی اور ہمراہ لایا۔ اٹانے امیر کو پھر ایک خط سوجھا  
 درجہ ہا ان سفیرون کو ارڈالے اس امر کی اطلاع پر عبداللہ انیس نے اسیر کو مار ڈالا  
 غرض اہل خیبر سے یہ معاملات صادر ہوتے رہے۔ علاوہ برین خیبر والو سے ہونے لگے  
 ہونے لگے باطلے تھے۔ اونکے شور و فساد کرنے کے خیال سے آپ نے خیبر کا عزم کیا اور  
 انکی جہت نفاق اسباب اور وجہ جنگ کو ظاہر کرتی ہے۔

لَا تَدْرِي لَوْ قَدْ بَعُوْا عَلَيْنَا اِذَا ارَادُوْا فِتْنَةً اَبَيْنَا

خیبر کی اور سب قومیں اسی سازش میں متی تھیں کہ مسلمانوں کی بیخ کنی کریں۔ اسلام  
 نے اس بات کا تذکرہ یہ کیا کہ چوڑھ سو پانچویں کے ساتھ خیبر چلے گئے۔ اول سلام  
 مسیح کا پیغام بھیجا۔ جب خیبر یوں نے نہ مانا تب اونپر حملہ کیا۔ خیبر میں یہود کے مت قلعے  
 تھے اور آہستہ آہستہ وہ سب فتح ہوئے آخر بڑا قلعہ القموس نام تھا۔ و سپر لائی ہوئی  
 جب وہ فتح ہو یہود کو شکست کا یقین ہو گیا۔ تب اونھوں نے سامانی مانگی۔ اور انکی  
 درخواست پر سامانی دینی۔ مگر انکی نیکی کی ضمانت رکاسن دی پر رسول  
 ص ۹۳ صفحہ ۹۴ ۹۵ جامد او غیر مستولہ سے کی گئی۔ اور رسومات مذہبی کی نسبت

جہاں جہاں غارتی تھی وہاں سے روئے ہوا ہوا ہوا ہوا

جہاں جہاں غارتی تھی وہاں سے روئے ہوا ہوا ہوا ہوا



یہ د کو آردی دینی چونکہ کوئی باندہ بظہر نکلیں و نہ نہ تھا و مسکنیت کے خیریت یہ کہت  
و نہ فریش تھی آنحضرت نے انکی مخالفت کے معاوضت میں جواب او انکو حاصل ہوئی  
یک حصول بقدر نصرت پیداوار او انکی ارضی کے او نہ مقرر کیا۔ اور منقولہ جانداد جوڑائی  
ورمحاہرے کے بدر قلمون سے نکلی اور نہ بظاہر ہوئی وہ اشکرا سلام میں پایہ بونکو تقسیم  
کی گئی۔ پادریوں اور ان کے مددلوگوں کی یہ روایت غلط ہے کہ کن نہ کو خزانہ دفنان  
بتانے کے لیے عذاب دیا گیا۔

یہاں آنحضرت کو زہر دینے کا منصوبہ ہوا۔ اور اس دغا باز قوم نے گوشت میں  
زہر ملا کر آپ کو کھلانا چاہا۔ اس دعوت میں یک صحابی اسی زہر سے مر گئے اور آنحضرت  
کو زہر کی بڑی تکلیف رہی۔ مگر آپ نے اس عورت کا جرم معاف کیا جس نے زہر دیا تھا۔  
غزوہ تبوک۔ آنحضرت نے عمارت بن عمیر لاذی کو امیر بصری کے پاس ایک  
خط دے کے روانہ کیا۔ جب یہ قاصد موتہ نام مقام پر پہنچا۔ تو وہاں کے عاکم  
شرجیل غسانی عیسائی نے اس قاصد کو مار ڈالا۔ (یہ عیسائی صاحبوں کی تہذیب اور  
خاکساری ہے) اس واقعے کی جب مدینہ میں اطلاع ہوئی تو آپ نے زید بن عمار  
کو تین ہزار سپاہ کا افسر بنا کر موتہ کی طرف روانہ کیا۔ اور فرمایا جہان عمارت  
مارا گیا وہاں جاؤ۔ اور یہ ارشاد فرمایا۔

أَوْصِيكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ وَبِمَنْ مَعَكُمْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ خَيْرًا أَغْرُوا بِسْمِ اللَّهِ فِي  
سَبِيلِ اللَّهِ مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ لَا تَعَدُّ رُفَاؤَكَ تَعْلُوا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلِيَاءَهُ وَلَا إِمْرَأَةً  
وَلَا كِبْرًا فَنَاءً وَلَا مَنَعًا وَلَا بَصُومَةً وَلَا تَقْرُوا خَلَاؤَكُمْ وَلَا تَقْطَعُوا شَجَرًا وَلَا تَهْمُؤُوا بِنَاءً  
سلہ میں وصیت کر دی کہ اللہ کے ساتھ ہرگز کفر نہ کرو اور نہ کسی سے بدگمانی کرو اور نہ بچہ اور عورت اور نہ سے نور عباد دشمنانہ کے گوشہ نشینوں کو مار دو اور نہ غلام

غرض: فوج غفر موح ومان پونجی۔ اور موتہ کے لوگ متابع کو کھڑے ہوئے۔ زیر  
 سپہ سالار مارا گیا۔ اور اسکی جگہ عبداللہ بن رواحہ مقرر ہوا۔ پھر حفص بن ابی طالب علی  
 ابن ابی طالب کے بھائی سپہ سالار ہوئے اور انکے نصف بن مین اتنی سے زیادہ زمین  
 وروزہ سب آگے کی جانب۔ پھر خالد بن ولید سپہ سالار ہوئے اور یہ تدبیر کی کہ مہینہ اور میسر  
 اور سائق اور قدام کو بدل دیا۔ دشمن نے سمجھا کہ انکی مدد آگئی ہے۔ غرض ومان مخالف  
 کو شکست ہوئی۔ لڑائی میں مخالف ہر قتل شاہ روم کے ماتحت تھے۔ ایسے عرب کی طرف  
 روم کا خیال بڑھ گیا۔ پہلے بھی وہ فتح عرب کے خواہان تھے۔ اب وہ خواہش دوبا لاہو  
 ہجرت کے نوین سال شام کے تجارت سے خبر ملی ہر قتل ایک لاکھ سپاہ کے ساتھ حملہ آور  
 ہوا۔ لیکن کر باہر جب یہ خبر مدینے میں پونجی اُن دنوں بڑی گرمی پڑتی تھی۔ آپ نے جب  
 حرج کیا راستے میں اونٹوں کے اوجھ سے پانی میسر ہوتا تھا۔

عثمان رضی اللہ عنہ نے اس جنگ میں ایک ہزار اونٹ مع ساز و سامان اور شہر کھڑے اور دوسرے  
 دینیے چاندی کے بکھڑے ہزار شرفی کا چندہ دیا جس پر آپ نے فرمایا: لا یضر عثمان کا عمل  
 بعد ہوا۔ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنا تمام مال واسباب چار ہزار روہم کا اور عمر رضی اللہ  
 عنہ نے نصف مال دیا۔ غرض اس جنگ میں عثمان رضی اللہ عنہ کی امداد تالی لشکر کو کافی  
 تھی۔ منافقوں نے لوگوں کو بہت بکا یا۔ الا خالص مسلمان جس قدر تھے وہ سب ساتھ  
 ہوئے۔ تیس ہزار سپاہ آپ کے ساتھ تھی اور اوہین دس ہزار کھڑے تھے۔ غرض آپ بنو  
 پونجی۔ ایسے کے رئیس نے ٹیکس منظور کر کے صلح کر لی۔ پھر آپ نے خالد بن ولید کو دوسرے  
 بھجوا دیا۔ اور اسے لڑائی ہوئی۔ اور اکیس روہم کا ریس اعظم قید ہو گیا۔ اکیس جب غنیمت  
 کے سامنے لایا گیا اور سنے جزہ منظور کیا اس واسطے رہا کیا گیا اور بدستور رئیس بنایا گیا۔

پھر غصہ سے برتن کو نکال دیا۔ پھر بھاری سفر فوج کو ٹوک کر پڑا اور تباہ کن ہوا  
بارہ پانی زیادہ تھا اور نیز ہرن کی خبر کو باسوس بجٹ گئے تھے۔ اسلئے آپ نہیں روز  
ہاں تھے۔ تاکہ نصف اہ شام سے تھا و ہاں معلوم ہوا ہر قتل کو اندرونی شکست  
لئے آپس میں کردہ مدینے کو فوج نہیں پہنچا سکتا۔ اسلئے وہاں سے واپس شرفیلائے

زواج مطہرات مجربہ ا۔ لہذا علی شہادۃ مسلم کہ نسبت آپ یونانی ہو سکتی

اعتراض۔ عائشہ کو دما کو یون نے شتم کر دکھلایا۔  
پادری صاحبان الزام سے لگاؤ۔ اگر الزام لگاؤ گے تو تمہیں بھی الزام لگایا جائیگا  
پادریو تمہیں عیب کے مدعی اور مسیح کے اتباع کا دعویٰ کرتے ہو سند عیب نہ لگاؤ کہ تمہیں  
بھی عیب لگایا جاوے۔ باب۔ انتہی۔

عائشہ کا اتمام صرف اتمام دھب کا کوئی ثبوت نہیں۔ اپنے گھر میں دیکھیے ایک  
تواری کے رحم میں سے رط کا پیدا ہوا۔ اور بقول تمہارے وہ تمہاری نجات کا مشکل  
ایک شتم ہوئی۔ اور اتمام لگانے والے وجوہ اتمام کے بیان سے عاجز آئے  
اور دوسرے شتم ہوئی اور کنوارے پن میں (بقول عیسائیوں کے) لڑکا جن علی  
پھر بنامی سے بچکئی اور روح القدس سے حاملہ کھلائی۔

راحاب (فاحشہ) شیوع ۲ باب۔ ۱۔ یودا کی ہوتی کبھی نبی۔ پیدائش۔  
باب ۳۔ ۱۵۱۴۔ اور یہ دونوں تمہارے مخلص رب کی پردا دیان میں سنی

باب ۴۔ ۵۰۔

یاد رکھو۔ جس طرح تم عیب لگاتے ہو اسی طرح تمہیں عیب لگایا جاوے گا



ناظرین اس لیے چوڑے سوال اور اس سوال کی تہذیب کو دیکھیے۔

**پادری کا سوال۔** سورہ مختار پھر کے پتے رکوع کی تفسیر میں ہے۔ محمد صاحب نے  
زوجہ حفصہ کے گہ گئے اور اسکی لونڈی ماریہ قبطیہ سے اپنی زوجہ کی غیہ عارضی میں  
بہمبستر ہوئے۔ حفصہ مذکورہ معلوم کر کے ناراض ہو گئی۔ تب محمد صاحب نے اس شدت  
پر کوبند کرنے کے لیے اور اپنی زوجہ حفصہ کو راضی کرنے کے لیے قسم کھالی اور کہا کہ میں یہ  
اس لونڈی سے بہمبستر نہ ہوں گا۔ اور اپنی زوجہ حفصہ سے فرمایا کہ یہ بات تیرے پاس نہ  
ہی۔ سو یہ ماجرا تو کسی پر ظاہر نہ کرنا۔ جب محمد صاحب وکے گھر سے چلے گئے۔ تو حفصہ نے  
یہ تمام احوال عائشہ پر ظاہر کر دیا اور پھر عائشہ سے جب محمد صاحب کو معلوم ہو گیا  
کہ یہ ماجرا چھپ نہ سکا تو قیامت میں بمقام مذکورہ الصدر ایک آیت نازل کر دی۔ کہ بیشک  
قسم کو توڑ کر لونڈی سے بہمبستر ہوتے رہے۔ اپنی عورتوں کی خوشنودی بچا بیسے پس  
اس ماجرا سے تین گناہ محمد صاحب پر ثابت ہیں۔

**اقل۔** گناہ زنا کا کہ جسکے سبب محمد صاحب نے اپنی زوجہ حفصہ سے طلاق کر دی  
اور بدنام ہو کر اس گناہ کے چھپانے کی کوشش کی۔ اور آخر کار قسم اور کھانچوں کی پڑ  
**دوہ۔** گناہ قسم پر قائم نہ رہنے کا کہ وہ پھر اسی لونڈی سے بہمبستر ہوتے رہے  
اور اسی سبب محمد بیوت پر بھی قسم کا تورنا تباہ کر دیا۔

**سوم۔** ایسے نازاں سے فعل زین یعنی لونڈی سے بہمبستر ہوتے رہے۔ اور قسم کے  
تورنے میں نہ الوبھی نہ کیا کرک۔ جازت دینے والا قرار دیا۔

**جواب** بزرگوارانہ وائے ناظرین ملاحظہ فرمائیے پادری صاحب اول تو ناظرین سے

نفا میری ستر میں نہیں دیکھا ہے۔ بلکہ یہی بتا رہا ہے۔ سچ ہے قرآن کریم ایسے اعتراضات کا اناجیل کی طرح نشانہ بن ہو سکتا۔

رہن تقاسیر نیل صائب و رند و دل کے تقاسیر قرآن مکمل ہیں۔ چہ کیا ان تقاسیر کے باعث اسلام یا قرآن یا صاحب قرآن محل اعتراض ہو سکتا ہے۔  
**دوسرا** پوری کہتے ہیں۔ حفصہ کی نوٹھی ماریہ قبطیہ حال آنکہ ماریہ قبطیہ ہمارے پتے اور پاک ہاں نہایت پتے و نہایت پاک خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ اللہ علیہ وسلم کی ام ولد اور سریر بی بی تھیں۔ ماریہ حفصہ کی نوٹھی ہرگز نہیں۔ ہاں ہرگز نہیں۔  
 یہ ماریہ قبطیہ وہ ہے جس کے ام ولد بننے سے مصر اور اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس کے ساتھ تعلقات پیدا ہوئے۔ افسوس آپ کو گھر کی بھی خبر نہیں یہ مقوقس عیسائی تھا زرقانی شرح مواہب۔

یہ ماریہ وہی ہے جسکی حقیقی بہن حسان کے گھر میں تھی۔ اور عبد الرحمن بن حسان کے بیٹے سے پیدا ہوئے۔ مواہب لدنیہ۔

یہ ماریہ وہ ہے جس کے ساتھ شہار خجری آئی جسے سلمان دلدل کہتے ہیں۔  
 پادریو آپ کے تمام اعتراض کا رد سہی پر تھا کہ ماریہ قبطیہ حفصہ کی نوٹھی تھی۔ جب حفصہ کی نوٹھی ہونا ماریہ کا ثابت ہوا تو آپ کی ساری یا وہ سرائی یہود وہ گونی اڑ گئی۔  
**شواہد**۔ پادری کہتے ہیں محمد صاحب نے ایک آیت سورہ تحریم کی ابتدا میں ماریہ لکھی۔ پادری بولتے ہیں تو نہیں لکھتے۔ صرف دیکھئے یہ اُردو عبارت گمبختہ میں  
 بیشک قسم تو کہ نوٹھی سے بہتر ہوتے رہے۔ اپنی عورتوں کی خوشنودی ہے۔  
 اعتراض میں ہی عبارت مرقوم ہے۔

آب تمام ناظرین کی خدمت میں التماس ہے۔ قرآن تمام عمر انات میں موجود ہے۔ اسی کوئی آیت تمام قرآن میں نہیں جکایہ ترجمہ ہو۔

اس مخبر قوم کے تعصبات کی حد نہیں۔ ہاں بوجہ بے ایمانی پر کھڑے ہے اور کیون نہوں کفارے کے یہودہ خیالی پلاؤنے انکو گناہ سے بے ڈر کر رکھا ہے۔

پادریوں نے آخر میں اعتراض اس قصے پر جوائے۔ جب قصہ ہی سر سے غلط شرا تو یہ نتیجہ کیونکر قابل التفات ہوگا۔

تاریہ قطبیہ جب ام ولد بی بی ٹھہریں تو زنا کیسا۔ ہوش کی لو۔

تاریہ قطبیہ جب ام ولد بی بی ٹھہریں تو قسم کیا اور قسم توڑنا کیا۔

تاریہ قطبیہ جب ام ولد بی بی ٹھہریں تو ناشایستہ فعل کیا۔

معترض کہتا ہے قسم توڑنے کی آیت نازل کر لی۔ قسم توڑنے کی کوئی آیت سورہ تحریم میں نہیں۔ اور نہ اس کے بعد کوئی قسم توڑنے کی آیت اتری۔ ہاں قسم کے توڑنے پر کفارہ دینے کا قرآن میں سورہ مائدہ میں ذکر آیا ہے۔ مگر یاد رہے سورہ مائدہ سورہ تحریم سے پہلے اتری ہے۔

ہاں یکے نہ دہری معصومہ تاج۔ سورہ تحریم کی پہلی چند آیت کی تفسیر کھدو

یَا أَيُّهَا النَّبِيُّ بَرِّحْ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ بِنَتْنِی مَرْصَاتٍ أَزْوَاجًا وَ لِلَّهِ غَفُورٌ

رَحِیْمٌ قَدْ فَرَزَ اللَّهُ لَكَ فَلَاحَ تَبَا نِکُو۔ سید پارہ ۲۸ سورہ تحریم۔ رکوع ۱

مترجم۔ اے نبی! اپنے لیے جو چیزیں خدا نے تجھے مباح فرمائی ہیں، ان سے اپنے لیے زینب

بہ غیبت کی اور رسول خدا سے نہ کہہ کر۔ ایک سند سے مغایر کی بوقائی پر اپنے فرمایا کہ

میں نے تم کو یہ چیزیں مباح فرمائی ہیں، مگر تم ان میں سے اپنے لیے نہ لے کر۔ اور رسول خدا سے نہ کہہ کر۔ ایک سند سے مغایر کی بوقائی پر اپنے فرمایا کہ



نہیں سنا زینب کے کہ میں تمہیں بیابست اب پھر شہر نہ پہنچا تھا۔ یہ بات اس لئے کہی کہ جب عورتوں کو شہد کی بوسہ لذت ہو تو روکا ہوا یا ضرور معاشرت میں نقص آتا ہو باری تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا۔ عدال شیا کا ترک کرنا۔ اور اوپر مانت کرنا کیونکہ ایسے امور میں عورتوں کی رضا مندی ضرور نہیں قسم سے پنج رہنے کے یہ سورہ مائدہ میں انکار سے کا حکم ہے اُپر عمل کرو

قَدْ فَضَّلَ اللَّهُ لَكُمْ تَحْوِیْلَ اَیْمَانِکُمْ مِّنْ فَرَحٍ مَّا ضَیْیَ کَا حَیْثَ دَرَجَاتٍ سَتَقَابِلُ  
میں یہ زینب کا قصہ اور اوپر آیت کا نازل ہونا بخاری و مسلم وغیرہ حدیث کی اعلیٰ کتابوں میں موجود ہے اور قرآن کی تفسیر یا خود قرآن سے یا لغت عرب سے یا قرآن کی تفسیر صحیح احادیث سے تفسیر کا اعلیٰ درجہ ہے۔

بعض مفسر لوگوں نے زینب کے بدلے میں ماریہ قبطیہ کا نام لیا۔ الا مار یہ بھی صحیح فی بی بی میں۔ اور ایک بیٹے کی بان اس بیٹے کی بان میں جس نے رہا کہین میں منتقل کیا۔ تب بھی کوئی حرج نہیں۔ الایمفسرون کا قول حدیث کے مقابلے میں اتفاقات کے قابل نہیں۔ بلکہ محققین نے ماریہ کے وجود پر بھی انکار کیا ہے۔

اعتراض۔ سورہ احزاب ۵ رکوع۔ محمد صاحب نے اپنے لید پاک کی جوڑ سے عشق کیا۔ پھر لوگوں سے ڈرے تو ایک آیت اُتاری۔

جواب۔ مسترض نے عشق کا ثبوت تو کوئی نہ دیا۔ لوگوں سے ڈرنا مقتضای شریعت ہے۔ حضرت مسیح بقول آپ کے باوجود الوہیت کے لوگوں (یہود) سے ڈرتے رہے اور حاکم کے سامنے حضرت سے کچھ بن نہ پڑا۔ صم و کیم سے رہ گئے۔ بھلا صاحبان جس شیخ کو کہتے گئے۔ اس رات صبح کی کیا حالت تھی ۲۶ ماب ۳۸۔

اگر لیبیا لک کی جو رو سے شادی منع ہے تو اس کا ثبوت تو ریت یا انجیل یا شرع محمدی (قرآن) سے یا دلائل عقلیہ سے دیا ہوتا۔ بلکہ میں کہتا ہوں سارے عیسائی لیبیا لک بیٹے ہیں۔ رنامہ رومیان ۸ باب ۵ تو اب کیا وہ باہمی عقد میں بہنوں سے نکاح کرتے ہیں۔ تو ریت میں بھی بہن سے نکاح حرام ہے۔ اگر کو وہاں حقیقی بہن مراد ہے تو کیا دینی بہن سے نکاح جائز ہے۔ پولوس صاحب فرماتے ہیں: ”کیا ہمیں اختیار ہے کہ دینی بہن سے نکاح کر لیں“ (قرنی ۹ باب ۵)۔

ہم کہتے ہیں اسی طرح حقیقی بیٹے کی جو رو سے نکاح منع ہے نہ لیبیا لک کی جو رو سے۔ مجھے اس وقت مولوی لطف اللہ لکھنوی یاد آ گئے۔ اوسنے بھی ایک پادری صاحب مجمع عام میں یہی سول کیا تھا۔ آپنے کیا خوب جواب دیا۔

”سارے راستباز خدا کے فرزند ہیں۔ تو یوسف شجاربھی فرزند تھا۔ پھر اسکی جوڑ سے خدا نے فرزند دیا۔ پس اگر اس کے رسول نے لیبیا لک کی بی بی مطلقہ سے نکاح کیا تو کیا عیب کیا۔ اگر جماع عیب ہے تو ایک مضمون کی نسبت سارے سوچے خدا کا رحم مٹن ازراہ .... چلا جاتا اور پھر مجسم بنکر نکل کھڑا ہوتا تو شاید اور بھی میسوب ہوگا۔ زیہ نے تو عناق بھی دیا بی بی نقی یوسف سے تو کسی نے برارت نامہ بھی نہ لیا۔ ہاں شاید اور اور رسالت میں ہی فرق ہوگا کہ اوسمیں طلاق کی ضرورت نہیں رہتی۔“

کتب مقدسہ کے محاورات تمہیں عجیب انگیز معلوم نہیں ہوتے۔ اسے میری زوجہ اسے میری بہن تیرے عشق کیا خوب ہے تیری محبت مجھ سے کتنی زیادہ لذیذ ہے۔ غزال لغزلات ۴ باب ۱۰ و ۵ باب ۱۔

حقیقی جواب۔ اصل قصہ یوں ہے کہ زینب ایک بڑے خاندان کی عورت تھی۔

آنحضرت نے اپنا نام زید کے لیے اوسکے وارثوں کو ملانے کا پیغام دیا۔ وہ اپنی  
 عظمت اور شرافت شان کے خیال سے اول تو ناراض ہوئے پھر خدا کا راضی ہو گئے  
 آپہ مدت تو جون تون کر کے بسر ہوئی آخر زید نے اوسکی تعلیٰ اور طنز و تعریف سے تنک  
 آکر اوسکے چھوڑ دینے کا ارادہ ظاہر کیا۔ چونکہ آپ بذات مبارک اس شادی کے انہدام  
 تکمیل ہوئے تھے اسلئے اس طلاق کے انجام اور اوسکے مفاسد قومی دستورون  
 اور حالات معاشرت ملی کے کائنات سے آپ کے دل میں کھٹکا پیدا ہوا۔ اس میں شک نہیں کہ  
 رشتہ جو کفار اور حیلہ طلب معاذین کو رسوا و عرفا ایسے موقع پر بہت ملاحت و طنز کا قابو  
 مل سکتا تھا۔ اور آپ کو برا نہیں کر سکتے تھے کہ اس مفارقت اور معاشرتی ناچاقی کا  
 حال مخالفین منکرین پر کھلنے پانے جو اوسکی زبان درازی اور تعریف کا باعث ہوا  
 نیز زینب کے وارثوں کا خیال ایک رسمی اور قومی خیال تھا۔ جو آنحضرت کے دل کو  
 اور بھی مضطرب کرنے کا موجب ہو سکا تھا۔ بنا برآں آپ نے زید کو بہت روکا اور مخی  
 معاشرت پر صبر کرنے کی بہت نصیحت و ہدایت کی اور سخت کج عاج و اصرار کیا کہ وہ اس  
 ارادے سے باز آ جاوے۔ مگر خدا کو ایک عظیم الشان کام پورا کرنا اور ایک خلاف  
 قدرت مضر معاشرت رسم کا توڑنا منظور تھا۔ اس موقع پر قرآن کے الفاظ جنہیں آنحضرت  
 کی دی حالت کی تصویر کشی گئی ہے الہامی حقیقت پہچاننے والے منصف کے  
 نزدیک قابل غور ہیں۔

حکایت

اِذْ تَقُولُ لِلَّذِي اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّهٖ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ  
 وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَجْشَىٰ لِلنَّاسِ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ

کہ اور یہ تو کہتے کہ اوس شخص کو مہربان بنانے والا کیا اور تو نے احسان کیا ہے اپنے پاس میں جو وہ  
 اور تو نے مہربان بنانا تو اسے نہ دیکھتا ہے کہ وہ تو اس کے لیے ہے اور تو نے اس کے لیے ہے اور تو نے اس کے لیے ہے



فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاهَا لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي زَوَاجِ  
 أَدْعِيَائِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا سَيِّئًا سَوِيًّا أَحْزَابِ كَوْجِ  
 خصوصاً آیت اِسْكَتْ خ۔ اپنی بی بی کو نگاہ رکھہ اور اللہ سے ڈر بہت غور کے قابل ہے  
 ”خدا سے ڈر“ یہ ایسے الفاظ ہیں کہ بازداشت اور زجر کے لیے اس سے زیادہ اور نہیں  
 کہا جاسکتا۔ عیسائیوں کی شوخی اور جرات سخت قابل فسوس ہے کہ آنحضرت نے اوپری  
 دل سے زید کو منع کیا۔ (لائف آف محمد از سر ولیم میور صفحہ ۲۲۸) معلوم نہیں صادق  
 دل کے اظہار یا فی الضمیر کا اور کیا طریق ہو سکتا ہے۔  
 کسی سوسائٹی کے رسوم و آئین کی اصلاح میں اگر کسی مصلح کو تکالیف و زحمت و بھاری  
 پڑنی ہیں تو آنحضرت کو چند در چند صعوبات اور ٹھانی پڑتیں اور پڑنے والی تھیں جنکے  
 درپیش عرب جیسی غیر مذہب کٹر سوسائٹی کے خلاف قدرت اور مضمر معاشرت رسوم کا  
 اصلاح کرنا تھا۔ عرب میں (ہندوؤں کی طرح) قبیلہ (منہ بولا بیٹا) صلیبی بیٹے کے مانند  
 سمجھا جاتا تھا۔ اس رسم قبیح سے جو نتائج فاسدہ دنیا میں ہوئے اور ہوتے ہیں عیا  
 ن ہیں۔ اور حقیقتہً قدرت کمان اجازت دیتی ہے کہ پس تحقیقی اور تبعی دونوں مساوات کا  
 درجہ رکھیں۔ قرآن لے اس مضمر اصل کی بیخ کنی کر دی کہ ”منہ بولے بیٹے تمہارے بیٹے  
 نہیں ہیں تمہارے بیٹے وہی ہیں جو تمہارے نطفے سے ہیں“ اب بیان قوم و ملک  
 کے رسوم کے مخالف دو عظیم مشکلون کا سامنا آپ کو کرتا پڑا۔  
 ایک تو خدا کے قبول و فعل کے مطابق رسم بنیت کا (کہ وہ حقیقی بیٹے کے مانند  
 ہی) توڑنا۔ اور دوسرا ایک مطلقہ عورت سے (جس سے شادی کرنا عرب جاہلیت  
 میں بھروسہ نہ تھا) اس عورت سے اپنی نواسی سے وہ تیرے نکاح میں دی۔ تاہی سب مسلمانوں پر گناہ نکاح کر لیا اچھے  
 لیا لکوں کی جو روئین جب وہ تمام کریں اور منہ اپنی نواسی اور عورت کا حکم کیا گیا ۱۲۔

میں سخت قابل ملامت و نفرت اور ذات تصور کرتے تھے) لکاح کرنا۔ مگر چونکہ عقل اور دماغ  
اور شرعیہ اعمال میوب نہ تھے اور ضرورت تھا کہ مصلح و مادی خود نظیر بت تاکہ تابعین کو  
تحریک و ترغیب ہو۔ آپ پہلے بیشک بمقتضای بشریت کھڑے اور بالآخر ان مشکلات  
پر غالب آکر ایک عجیب نظیہ قائم کر دکھائی۔

پادری صاحب کی عقل پر عجیب آماجوتہ دین سمجھ لوگوں سے ڈر کے آیت اوتاری "تھی  
آیت اوتاری اور دہی کیا تھا آنحضرت کو اس بات کا ڈر تھا اور لوگوں کی طرف سے  
خوف تھا کہ دشمن اس بات کا طعنہ دینگے کہ اذکا اپنے ہاتھ سے کیا ہوا کام انجام کو نہ  
پونچا۔ کیونکہ آنحضرت خود اس مزاحبت کے متکفل اور منصرم ہوئے تھے اور بڑے  
اصرار سے زینب کے وارثوں سے اوسکو زیہ کے لیے مانگا تھا۔ اور اب اس مفارقت  
پر دشمن طعنہ دے سکتے تھے۔ بیشک اس بات کا آپ کو خوف تھا اور اذکی اس ناچاقی  
و وہ اخفا کرنا چاہتے تھے جو بالآخر بھوٹ نکلی۔ اسی خوف و اخفا کی نسبت قرآن کریم  
فرماتا ہے کہ تو لوگوں سے ڈرتا تھا حالانکہ ڈرنا تو مجھے چاہیے۔ یہ ایک عجیب محاورہ  
قرآنی ہے مطلب ایسے جملے کا یہ ہوتا ہے کہ جو امر حسب مقتضای قانون الہی ہو اس کے اجرا  
و تمیل میں انسان سے ڈرنا یعنی اس کا عمل میں شلانا عیب ہے۔

تاکہ قصہ العقل پادری اتنا بھی خیال نہیں کر سکتے کہ اگر اس عقد میں کوئی امر میوب  
اور قانع نبوت ہوتا تو یقیناً اول منکر زید ہوتا۔ حال آنکہ بعد ازان بہت دنوں تک  
اسلام و رستہ مادی کی خاطر بڑے بڑے سرکون اور ملکوں میں جان نثاری کرتا  
رہا اور بڑے بڑے غیور جری صحابہ (جو یقیناً پھوون اور بان گیر دن سے بہت بڑے

بہت غور کے شکار تھے۔ لشکر ہی سیم کے منکر کرنے میں اور بنی تہار اور وادی انقری اور میس وغیرہ  
میں کھون میرا فہ ۱۰۰ - ۱۱۰





سائنس سے متعلقہ پادری ڈبلیو ٹامسن (تشریحی طبیعیات) نے  
 مائیکسٹک کے حل سے ماہریت ہے اختیار نہ وقت میں "حقیقت" پتھر قاتل  
 ہی کے حوالے سے استدلال، عقلی دلائل میں حل نہیں کرتے اسکا ثبوت ہمنہت  
 مقدم تھی پر موقوف ہے۔

نچرل فلاسفی! بڑا لفظ بولا دوسرے مذہب پر اعتراض کرنے کے لیے تو بنے  
 اختیار یہ لفظ زبان سے نکلا گیا۔ اندرون خانہ تو امید کر کہ ہی امتثال کرنے کا موقع نہ ہوا  
 پادری صاحب! نچرل فلاسفی کے ڈاکٹر۔ یوشیو بن فون کی خاطر سوچ  
 کو کھڑا ہونا ضرور ان کا زندہ کرنا مجسم شخص کا آسمان پر چڑھ جانا۔ بے باپ کے  
 کا پیدا ہونا۔ کب تسلیم کرتے ہیں۔ پہلے انہیں ہی نچرل فلاسفی کی کسوٹی پر کس لیا ہوا  
 اب حقیقی جواب دینے سے پہلے ایک دو باتوں کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے  
 تاکہ قرآن مجید کی عظمت بخوبی واضح ہو جاوے۔

تشیذ مسیحی ملک ایران میں پیدا ہوئے جس ملک کی نسبت مورخون  
 نے لکھ رکھا ہے یونان اور عرب کے درمیان اور مصر کے علوم ہند یا ایران سے۔ اور  
 بہت سے خیال ہے کہ ہند کے علوم بھی ایران سے لائے گئے پھر اسلام کے ایسے  
 زمانے میں پیدا ہوئے جبکہ مسلمانوں کے علوم اپنے اوج پر پہنچے ہوئے تھے۔  
 مزید یہ کہ حضرت شیخ نے اپنے علوم کو سیاحت اور تجربہ ماننے سے اور بھی علاوہ  
 قسماً با انہمہ شیخ کی تحقیقات کا نتیجہ یہ ہے۔ "زصلب و زلفہ رشکم" جسپر جلال کی  
 علمی دنیا ہنسی اڑاتی ہے۔

"ملک عرب میں بھی بالخصوص صلب اصلا بے کا محاورہ دائرہ سائر تھا۔ اور"

ہمیں تک ان کے محدود ذہن کی رسائی تھی۔ مگر قرآن کریم پر قربان جائیے۔ جو ہمیشہ ہر زمانہ میں اپنی راستی اور صداقت دکھانے کو طیار ہے اور اب تک رہے گا۔

میں سے انسانی کلام اور انہی کلام کا تفرقہ معلوم ہوتا ہے لیجئے اب قرآن کا مطلب سنئے  
حقیقی جواب

فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ خُلِقَ مِنْ مَّاءٍ دَافِقٍ يُخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِثِ - سیدارہ ۳۰ سورۃ والسماء والطارق - رکوع ۱۔

کیا سنی کہ نطفہ صلب و تراث کے بیچون بیچ سے آتا ہے۔ صلب پیٹھ کی ہڈی کو کہتے ہیں۔ قوائص جمع ہے تریہ کی۔ سینے کی ہڈی۔

آب غور کر و نطفہ اور منی شربانی خون سے بنتی ہے اور وہ غریبان دل سے نکلتا ہے اور دل صلب و تراث کے بیچون بیچ ہے۔

اس طرح مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ باری تعالیٰ متکبر انسان کی گردن عجب توڑنے کو اس سے اس کی خلقت جسمانی کے منبع کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ اور چونکہ قرآن کلام الہی ہے اور ہر مجلس میں جو انون بوڑھوں عورتوں میں پڑھا جاتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ انسانی اصلاح کے ہر قسم کے مطالب و اشارات اعلیٰ درجے کی پاکیزگی اور تہذیب اور اگر یہ بیان دانا سمجھ گئے ہونگے اور حق شناس تو سمجھتے ہی ہیں کہ گردن کش انسان کو نصیحت کرنا قرآن کریم کو منظور ہے۔ اور کس جگہ کی طرف اشارہ اس سے مقصود ہے مگر اللہ اللہ کس خوبی اور لطافت سے اس مضمون کو نبھایا ہے۔ یہی اس کتاب کریم کا اصلی اور سچا معجزہ ہے۔

سلفہ شان کو چاہیے۔ ایمان کرے کہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے اور پھلتے پانی سے جو پشت و سینے کی بیچون بیچ سے پیدا کیا گیا ہے۔

معتزضوا۔ خواہ مخواہ کی طعنہ زنی کے عاشقوا! ترا ب سے پیچھے نگاہ کرتے  
جاؤ۔ اور صلیب کی طرف چلے جاؤ عین بین بیٹے بیچون بیچ میں تھو وہ پمپ  
یا فوارہ نظر آویگا۔ جس میں سے وہ اوچھلتا پالی نکلتا ہے۔ جو انسان کی پیدائش کا منبع  
یا مبدی ہے۔

غور کرو۔ سوچو۔ ایمان اور انصاف سے کام لو۔ کیا مقصود تھا۔ کیا مطلب تھا  
کس طرز پر ادا کیا۔ اس سے بڑھ کر فصیح اور پاک کلام کوئی دنیا میں ہے۔  
علم ادب اور عربی سے آگاہی حاصل کرو۔ فصحاے عرب عضو تناسل کا نام  
جب بقاضاے وقت لازم ہوا ایسی ہی نہج سے لیا کرتے ہیں۔ چنانچہ افصح العرب  
والعجم ایک حدیث میں فرماتے ہیں۔

مَنْ يَضْمِنُ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ فَضْمِنُ لَهُ الْجَنَّةَ۔  
یعنی جو شخص اپنی زبان اور شرمگاہ کو فواحش اور منکرات سے روکے۔ میں اسے  
جنت دلوں گا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِكَ اِنْ هُوَ اِلَّا مَا اَلْهَمَنِيْ بِهٖ رَبِّيْ۔

اعتراض۔ سورہ صافات ۲۔ رکوع۔ گناہگار اور اولیٰ جو ردان ۱۰ اور جو  
بچھ وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں مع ان کے دوزخ میں جائیں گے۔ سب پر روشن ہے  
بہت لوگ نبیاء اولیاء کی پیش کرتے ہیں اور عیسائی عیسیٰ مسیح کی تو کیا یہ سب اور مسیح دوزخی ہیں۔  
جواب مختصر کی آیت محمولہ یہ معلوم ہوتی ہے۔

اَحْشَرُوا الَّذِیْنَ ظَلَمْکُمْ وَاَزْوَاجَهُمْ وَاَنْتُمْ بِعَبْدِیْ وَاَنْتُمْ لَیْسَ بِکُمْ اِلٰهٌ غَیْرُیْ  
لی صراط النجیۃ۔ سیارہ ۲۳۔ سورہ الصافات رکوع ۲

۱۔ جو شخص تم کو ظلم کرے اور اس کی چیز جو اس کے درمیان ہے یعنی زبان ۱۔ اور اس چیز کی جو اس کی دونوں ٹانگوں  
کے درمیان ہے یعنی عضو تناسل ۱۔ میں اس کے واسطے جنت کا خاص ہوتا ہوں ۱۲

۱۲۔ جہنم ایک حدیث میں فرماتے ہیں۔



ازواج جمع بزواج کی۔ اور زوج کے معنی میں ساتھی۔ (الازواج القرآن)۔  
زوج یعنی ساتھی کے ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُثَلِّتُ الْأَرْضُ وَمِنْ أَنْفُسِهِمْ  
سیپارہ ۲۳۔ سورہ یس۔ رکوع ۳۔

نَمَانِيَّةٌ أَزْوَاجٍ مِنَ الصَّانِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْرِائَتَيْنِ۔ سیپارہ  
سورہ انعام۔ رکوع ۷۔

وَأَخْرَجْنَا مِنْ شَجَلِ الْأَزْوَاجِ۔ سیپارہ ۲۳۔ سورہ ص۔ رکوع ۴۔

لَا تَمْلِكُ عَيْنُكَ إِلَّا مَا مَتَّعْنَاهُ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ۔ سیپارہ ۱۴۔ سورہ حجر۔ رکوع ۱۰۔

فَأَخْرَجْنَاهُ أَزْوَاجًا مِنْ نَبَاتٍ شَتَّى۔ سیپارہ ۱۴۔ سورہ طہ۔ رکوع ۲۔

دیکھو ان تمام محاورات میں جو روان معنی کرنا ہرگز صحیح نہیں۔ یہاں ہر جگہ ازواج

کے متعلقہ واسے کے ہیں۔ مطلب آیت کا نہایت صاف ہے۔ کہ بڑے بڑے

ظالم بدکار و راوکی جنس کے سنگی ساتھی سکود و زرخ میں لیجاؤ۔

وَمَا يَكْفُرُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ كِي تَشْرِحَ خُودَ قُرْآنِ لِي فَرَادِي هِي۔ کہ مشرک

کسکو پوجتے تھے سنو۔

رَن يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ شَيْطَانًا مَرِيدًا ۱۔ نہیں پکارتے اس کے سوا مگر

شیطان سرکش کو۔ مینی اصل اور حقیقت میں یہ مشرک لوگ شیطان کی پوجا کرتے ہیں

۱۔ بابت وہ جس نے جوڑے سب چیز کے اوس قسم سے جو انہیں زمین میں اور ان کے نفسوں سے ۱۲

۲۔ پیدا کیے تھے۔ اور وہ جہنم سے۔ اور ہر بیرون میں سے ۱۲

۳۔ اور کچھ اور اسی شکل کا طرح طرح کی چیزیں ۱۲۔

۴۔ مت پس پنی۔ نکلیں ان چیزوں پر جو ہر شے دین شے و کوئی طرح کے لوگوں پر ۲۔

۵۔ پھر نکالائے اوس سے سماعت بھانت بہرہ ۱۲۔

کے خوا اور فرمان کے مطابق، سو ہی اللہ کی عبادت کرتے ہیں دیکھو۔  
قرآنیوں کو خط ۱۰ باب ۲۰ غیر توہین قرآنی شیطان کے لیے کرتے ہیں نہ  
خدا کے لیے اور میں نہیں چاہتا کہ تم شیاطین کے شرکیہ باؤ تم خداوند کا پیالہ  
شیاطین کا پیالہ پی نہیں سکتے۔

منعہ جس صاحب خوب سمجھ رکھے کہ جو لوگ مسیح اور دیگر انبیاء و لیا کی پرستش کرتے ہیں  
وہ حقیقت میں شیطان لعین کی پرستش کرتے ہیں اور بدعت مرضی و فرمان انبیاء  
کرام کے شیاطین کو اپنا مہر دکھار کھاؤ اور چونکہ شیاطین کی پرستش کرتے اور اونکے  
انحوا و اغلال سے گمراہ ہوئے ہیں اور خدا سے حقیقی کی عبادت چھوڑ کر مخلوق کی پرستش  
لگے ہوئے ہیں اور اوس کے ساتھ اور دن کو شریک کرتے ہیں، ایسے اس شرک کے با  
وہ شرک مخلوق پرست مع اپنے مخوی شیاطین کے دوزخ میں جا بیٹا

قرآن اور اہل سلام کب اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ مسیح نے یا دیگر انبیاء اولیائے  
لوگوں کو خدا کے سوا اپنی عبادت کرنے کو کہا ہے بلکہ وہ سب کے سب خدا ہی تعالیٰ  
کی توحید اور اویسی کی عبادت کی وعظ دنیا میں کرتے رہے۔ پس اگر کوئی عقل کا انداز  
شرک (عیسائی ہو یا بت پرست) اول مقدسوں کی عبادت کرتا ہے۔ تو یہ اوس کی  
کج فہمی ہے حقیقت میں وہ شیطان کی پوجا کرتا ہے۔ اس میں مسیح اور دیگر انبیاء اور لیا کا کوئی  
تصور اور کوئی شرکت نہیں ہے۔ یاد رکھو مسیح کی پوجا مسیح کے فرمان سے نہیں ہوتی  
بلکہ شیطان کے کہنے پر خود شیطان ہی کی ہوتی ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام اس شرکت  
سے بالکل بری ہیں۔ اس لیے اوپر کوئی سزا نہیں ہو سکتی۔ دیکھو تو ان کریم مسیح  
کی برت عیسائیوں کے اس شرک سے بیان فرماتا ہے۔

وَرَدَّ قَالَ اللَّهُ يُعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوا مِنِّي آلِهَةً  
مِن دُونِ اللَّهِ قُلْ مَبْنُوحٌ مَا يَكُونُ مِنِّي أَن أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ إِن كُنْتُ  
فُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ  
مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرَنِي بِهِ أَنِ اعْبُدْهُ وَاللَّهُ رَبِّي وَرَبَّكُمْ وَكُنْتُمْ عَلَيْهِمْ شَهِيدَةً  
مَا دُمْتُمْ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ  
سُبْحَانَكَ شَوْرَةُ مَا شَاءَ - رُكُوع ۱۶

پاوری صاحب سن لیا اپنے۔ قرآن تو اس طرح نصرت مسیح کو اس شرک و کفر سے  
بری کرتا ہے۔ پس وہ اعتراض آپ کا قرآن پر کس قدر بے معنی ہے۔ اب آؤ خدا سے واحد  
خالق مسیح و رب مسیح کی عبادت مقدس بل اسلام کے ساتھ مل کر کرو اور شرک و مخلوق پرستی  
سے کنارہ کش ہو جاؤ تاکہ ابدی سزا سے بچو۔

۲ اعتراض۔ سورہ مؤمن ۳ رکوع ۲۶ آیت۔ فرعون نے بنی اسرائیل کے  
لڑکوں کو ایسے مار ڈالا کہ وہ موسیٰ پر ایمان لائے۔ یہ غلط ہے بلکہ فرعون نے موسیٰ سے  
پہلے یہودی لڑکے ایسے مارے کہ وہ بڑھ بجاوین۔ خروج باب ۷۔

جواب۔ اصل آیت جبراً اعتراض ہے

قَالُوا اقْتُلُوا أَبْنَاءَ الَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ وَاسْتَحْيُوا نِسَاءَهُمْ وَمَا كَيْدُ الْكَافِرِينَ  
إِلَّا فِي ضَلَالٍ - سُبْحَانَكَ ۲۲ - سورہ مؤمن - رکوع ۳۷

۱۔ اور جب کہ اللہ وحیے مہم کے لیے کیا تو نے لوگوں کو مار ڈالو اور میری ماں کو اللہ کے سوا اور معبود ٹھہراؤ۔ وہ جو مانو  
ہو مجھ کو سزا دینے کے کہ ہوں وہ بات جو مجھے پہنچتی نہیں اگر میں نے یہ کہا ہو گا تو تجھے معلوم ہو گا تو جانتا ہے جو میرے حق میں  
ہو و زمین نہیں جائیگا جو میرے حق میں ہے۔ میںک تو ہی جیسی باتیں جانتے والا ہے۔ میں نے تو انھیں وہی کہا جسکا تو نے مجھے  
مکہ کیا تھا۔ یہ کہ عبادت کرو اللہ کی جو میرا اور تمھارا رب ہے۔ اور میں اور میرا خیر و شر باجیب تک میں اور میں رہا پھر جب تو نے  
مجھے وفات دی تو تو اور میرا خیر و شر اور تو سرچیز پر خبردار ہے ۱۲  
۲۔ بولے مارو بیٹے ان کے جو بقیہ رہ گئے ہیں جسکے ساتھ اور ساتھ ہی رکھو انکی عورتیں اور جو دلوں پر منکر و ان کا مغلطی میں ۲۔



میں انہوں نے غنائت میں کہ یہ مہر میں محض نادانی اور قرآن کے طرز اور زبان  
کے نہ سمجھنے سے پیدا ہوا ہے اور خوب یاد رکھنا چاہیے کہ صیغہ امر ہمیشہ کسی فعل کے وقوع کو  
مستلزم نہیں ہوا کرتا۔

قرآن کی اس آیت سے یہ کہان پایا جاتا ہے کہ فرعون نے اونہیں قتل کر ڈالا تھا  
کی عادت میں داخل ہو کر دھوکا دہی کے طور پر ایک ترجمہ فرضی اور ذمہ لکھ دینے  
میں جو اصل کلام منقول عنہ سے کچھ بھی سنا سبت نہیں رکھتا۔ اس سے بجا  
اسکے کہ ان کا مقصد اغوا و اغلال برآء اہل انصاف کے نزدیک اور انکی صلیت  
باطن اور غرض ظاہر ہو جاتی ہے۔

گز زبان عرب سے ذرا بھی سس ہوا اور قرآنی طرز سے کچھ بھی واقفیت ہو تو باطل  
تامل آشکار ہو سکتا ہے کہ آیت کا پچھلا حصہ معترض کے اعتراض کو باطل کیے دیتا ہے  
کہ کافرون کا کید یعنی دھوکے اور فریب کی تدبیریں اکارت ہو جانے والی ہیں۔  
قرآن مجید کا یہ طرز ہے کہ جب منکر دن اور کافرون نے خدا کے کسی برگزیدہ شخص کی نسبت  
ایذا رسانی یا قتل وغیرہ کا منصوبہ باندھا اور خفیہ تدبیریں کیں۔ مگر بوجہ من الوجہ انکی  
تدبیریں کارگر نہ ہوئیں اور وہ برگزیدہ شخص انکے ابتلا کے دام سے محفوظ رہا۔ اور  
قرآن اوس شخص یا اشخاص کے سلامت رہنے اور دشمنوں کی تدابیر کے کارگر نہ  
ہونے کو اسی طرح پر لفظ کید کے طلاق سے ذکر کرتا ہے کہ انہوں نے تدبیر تو کی اور  
منصوبہ تو باندھا مگر انکا کید یعنی داؤن نہ چلایا بنے چلنے نہ دیا۔

نظیر اذیکھو حضرت ابراہیم کے واقعے میں جب دشمنوں نے انکو آگ میں ڈالا  
اور بھونک کر جلا دینا چاہا۔ اور نصرت الہیہ سے جو ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ کے

خاص بندہ دن کے شامل حال رہتی ہے حضرت ابراہیم اونسے مکہ آمد اور شہر سے محفوظ رہے۔ قرآن و سکوا سطر حیر بیان فرمانا ہے۔

وَأَرَادُ وَابِهَ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمْ أَكْثَرًا لِّتَحْضِرَ نَجْمَ سَبَّارَةٍ ۝ اسورۃ انبیاء کوعرہ۔  
اور کفار ملکہ جسوقت اوس بنی نوع انسانی کے سچے خیر خواہ رؤف و رحیم ہادی  
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی کی تدابیر و فکر میں لگے ہوئے تھے قرآن کہتا ہے  
لَتَهْمُ بِكَيْدِهِ وَنَكِيدَ إِذْ أَكِيدَ كَيْدًا ۝ سببارہ ۳۰ سورۃ طارق۔ رکوع ۱۔

غرض سب طرح کسی واقعے کو بیان کرنا زبان عرب کا عموماً اور قرآن کا خصوصاً طرز ہے۔  
نصیحک ایسا ہی اس آیت میں ہے جس پر اعتراض کیا گیا ہے کہ فرعون نے کہا یا اپنے  
ہالی موالی سے مشورہ کیا کہ مومنین کے بیٹوں کو مار ڈالو۔ مگر کسی وجہ سے اوسکا ارادہ  
یا قول یا مشورہ صورت پذیر نہوا جسے قرآن ان الفاظ میں بیان کرتا ہے کہ کفار کی  
تدابیر یا داؤن اکارت جانے والا ہے۔ یعنی وہ امر وقوع میں نہیں آیا۔

بلکہ پادری صاحبان گرتل والی بات غلط تھی تو کیوں بنی اسرائیل موسیٰ اور ہارون  
کو کہتے ہیں۔ تنہ کیوں فرعون کے ہاتھ میں تلووار دی ہے کہ وہ سے ہکو قتل کریں۔  
خروج ۵ باب ۲۲۔

اعتراض مصنف الجواہر القرآن نے جو ایک عیسائی ہر آیت جو اَلْكَافِرُ  
وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ۔ پر یہ اعتراض کیا ہے کہ قرآن نے خدا کا نام ظاہر  
یا تو سرف تافہ بندہ کے لیے لیا ہے۔ یا ویدانتیوں کی مت پر مخلوق کو خدا کہا ہے  
جواب۔ پوری بحث امتیاز پر آریہ سماجون کے جوابات میں دیکھنی چاہیے

۱۔ اوسھون نے اوس سے دان کرنے کا ارادہ کیا پس اپنے اوتھیں کو تو مانا پانے والا کیا ۱۱  
۲۔ وہ خفیہ داؤن بھار رہے ہیں اور میں اوسکے دون کو باطل کرنے کے در پر ہوں ۱۲۔

یہاں مختصر اتنا ہی لکھ دینا کافی ہو گا کہ اس آیت میں پہلا نام الاول ہر ورد و سرنام  
الآخر۔ یہ دونوں نام سبیاہ ۴۴ باب ۶ میں موجود ہیں۔ رب الافواج فرماتا ہے  
”مِنْ اَوَّلٍ اَوْ اٰخِرٍ مِّنْ اَوْرَمِیْرٍ سَوْ کُوْنِیْ خَدَانِیْنِ“

تیسرا نام اس آیت میں الظاہر اور چوتھا الباطن ہے۔ ظاہر کے معنی لغت عرب میں لب  
اور بڑے زور والے کے ہیں۔ اور ظاہر اوسے کہے کو بھی کہتے ہیں۔ اور باطن مخفی کو  
اب دیکھو ٹھیک انھیں الفاظ کے مرادف سنیں۔ ایوب ۱۱ باب ۸۔ ”وہ تو آسمان  
اور نچا تو کیا کر سکتا ہے اور پاتال سے نیچے ہر تو کیا جان سکتا ہے۔“

اور حدیث صحیح میں اس آیت کی تفسیر خود انصح العرب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمائی ہے۔

هُوَ الْاَوَّلُ لَیْسَ قَبْلَهُ شَیْءٌ۔ یعنی جب مخلوق میں سے کسی موجود چیز کو دیکھو  
تو خدا سے تعالیٰ کی ذات بابرکات اس موجود مخلوق سے پہلے موجود ہے۔  
سے کوئی ایسی چیز نہیں جو خدا سے پہلے ہو۔

هُوَ الْاٰخِرُ لَیْسَ بَعْدَهُ شَیْءٌ۔ یعنی ہر چیز کی فنا اور زوال کے بعد اس کی ذات  
پاک موجود ہے۔

هُوَ الظَّاهِرُ لَیْسَ فَوْقَهُ شَیْءٌ۔ یعنی ہر چیز سے اوپر اور غالب وہی ہے اس سے  
اوپر اور غالب کوئی شے نہیں۔

هُوَ الْبَاطِنُ لَیْسَ دُوْنَهُ شَیْءٌ۔ وہی پوشیدہ ہر سوا اذیکے کوئی چیز نہیں ہے  
یہ تفسیر خوب واضح کرتی ہے کہ زبان عرب میں ان الفاظ کا مفہوم اور مراد یہ ہے  
اور وہی مستہر ہے۔



اصل یہ ہے کہ قرآن مجید کا مطلب توصاف ہے۔ اور عمدہ عتیق کے محاورات اور سلی  
صداقت کی گواہی دے رہے ہیں۔ مگر یہ چشم بستہ قوم جس صورت میں اپنی ہی کتابوں  
سے جاہل ہے۔ پھر بھلا قرآن پر غور کرنے کا موقع انہیں کیونکر ملے!۔

اعتراض۔ اِنَّ السَّاعَةَ اَتِيَةٌ اَكَادُ اَخْفِيَهَا۔ تحقیق قیامت آنے والی ہے  
قریب ہر مین اسے چھپاؤں۔ یہ غلط ہے کیونکہ چھپانا اس کا ہوتا ہے جو ظاہر ہو۔ قیامت  
ظاہر ہی نہیں اس کا چھپانا کیسا۔

جواب۔ مقرر ص کا ترجمہ غلط ہے۔ اور اس آیت کا اخیر جملہ خود ہی اس کی غلطی کو  
ظاہر کیے دیتا ہے۔ پوری آیت یہ ہے۔

اِنَّ السَّاعَةَ اَتِيَةٌ اَكَادُ اَخْفِيَهَا لِحِجْزِي كُلِّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَى۔ سیپارہ  
سورۃ طہ۔ رکوع اول۔

تحقیق وہ گھڑی آنے والی ہے قریب ہر مین اسے ظاہر کر دوں تو کہ ہر جی اپنے  
کیے کا بدلا پائے۔ یہ معنی بالکل صاف اور صحیح ہیں۔ انہیں کسی قسم کا خفا نہیں ہے  
اور نہ ان معنوں پر کچھ اعتراض ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی کہے اخفیہا کا مادہ ہے خفی اس کے  
معنی ظاہر کر دوں کیسے ہوئے۔ تو اس سے زبان عرب میں غور کرنا چاہیے حقیقت یہ ہے  
کہ خفی کا لفظ متضاد معانی رکھتا ہے۔ اب خفی معنی ظاہر ہوا کا محاورہ سنو خَفِيَ الْبُؤَدُ  
نَعَوْا وَخَفَوْا اَي لَمَعَ۔ یعنی خفی البرق کے معنی مین بجلی چلی۔ خَفِيَ الشَّيْءُ اَي  
ظَهَرَ۔ یعنی چیز ظاہر ہوئی خَفِيَ الْمَطَرُ اِنْتَا فِقًا۔ یعنی بندھنے چہرے کے چھپے بل  
ظاہر کر دیا۔ اگر خفی معنی چھپا کے لین تو بھی وہی ترجمہ جو مین نے کیا ہے صحیح ہے۔ کیا  
خفی سے بہ علی مجرد ذرا خفی کا ہے۔ اور خفی انحال کا باب ہے جو کبھی شائبہ کے معنی

یعنی ارادہ بخود کے منی کو دور کر دینا دیکھو آشکیت مین نے شوہر کو کیا آشکلتہ مین  
مشکل کو دور کیا طاق یطیغ مجرما یعنی برداشت کرتا ہی اور آطاق یطیغ مزید  
یعنی برداشت نہیں کرتا اسطرح حقیق کے معنی مین چہا آخفی ماضی کے معنی  
مین ظاہر کیا اور اُخفی مضارع کے معنی مین ظاہر کرواگا۔

ایک اور دلیل جو نہایت صفائی سے اس ترجمے کی صحت پر دلالت کرتی ہے یہ ہے۔  
آگاہ کے معنی مین "مین ارادہ کرتا ہوں" قرآن مین دوسری جگہ بھی یہ محاورہ موجود ہے  
کَذَلِكَ كِدْنَا يُوسُفَ سِپارہ ۱۳ - سورۃ یوسف - رکوع ۵ - یعنی ایسا ہی  
ہم نے یوسف کے لیے ارادہ کیا۔ اور عرب کا محاورہ ہے کَا فَعْلٌ وَکَا آگاہ مین  
کرتا ہوں اور نہ میرا ارادہ ہے۔ پس کَا دُخِیفَا کا ترجمہ ہوا مین ارادہ کرتا ہوں سے ظاہر ہے۔  
اعتراض سورۃ انبیاء ۳ - رکوع ۳ - کیا نہیں دیکھا اونھوں نے جو کافر ہوئے  
یہ کہ آسمان اور زمین تھے ملے ہوئے پس جدا کیا ہم نے اون دونوں کو۔ یہ سب پر  
روشن ہے کہ کافر آسمان اور زمین کی جدائی سے پیچھے پیدا ہوئے اونھوں نے اپنی  
پیدائش سے پہلے خدا کو یہ کام کرتے ہوئے کیسے دیکھ لیا۔

الزامی جواب۔ پس کیا سہی ۳ باب ۱۲ جھوٹ کہتا ہے۔ "یسوع پتھما پاک فوہ  
پانی سے نکل کے اوپر آیا۔ اور دیکھو اوسکے لیے آسمان کھل گیا۔ اور کیا حواریوں کے  
عمال ۷ باب ۵۶) مین کذب بولا ہے۔ "دیکھو آسمان کھلا اور ابن آدم کو خدا کے دابے  
باتھ کھڑے دیکھتا ہوں۔" اب غور کرنا چاہیے کہ متی اور اعمال مین جن لوگوں کو کہا  
دیکھو کیا وہ دیکھتے اور دیکھ سکتے تھے۔ یا اب بھی ان آنکھوں سے دیکھ سکتے مین  
ہرگز نہیں۔ خدا ان لوگوں کی چشم دانش کو کھولے اور انھیں راہ حق دکھائے

محبت جیسے اعتراض کرتے ہیں بکا مثلاً جہل و نادانی کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا قرآن  
میں مبیون جگہ یہ لفظ موجود ہے۔

الکثر کیف فعل ربك يا صاحب الفيل - سیپارہ ۳۰ - سورۃ فیل - رکوع ۱ -  
الکثر کیف فعل ربك يعاد - سیپارہ ۳۰ - سورۃ فج - رکوع ۱ - وغیرہ وغیرہ  
ما ان تک اصحاب فیل اور عاد کا واقعہ ولادت آنحضرت سے پیشتر واقع ہو چکا ہے ایسے  
موقعوں میں لفظ دیکھا یہ معنی نہیں رکھتا کہ موجود و حاضر ہو کر باین چشم سر دیکھا بلکہ وہ  
واقعات جو مسلم اور متداول لاریب چلے آئے ہیں اور جنکی صداقت کو اخلاف واقعہ  
چشم دید سے کچھ کم اعتقاد نہیں کرتے۔ لفظ دیکھا سے تعبیر کیے جاتے ہیں اور یہ محال ہے  
ہر زبان کی عام بول چال میں پایا جاتا ہے۔ مثلاً کہتے ہیں۔ دیکھو مصر میں انگریز کیا کار  
کر رہے ہیں۔ دیکھو آئرلینڈ کے لوگ کیسا فساد مچا رہے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ اب یہ  
فقرات ہندوستان میں بیٹھا ہوا ایک شخص کہہ رہا ہے۔ اس سے یہ مقصود نہیں کہ اسکا  
اس کلام کے مخاطبین ان آنکھوں سے مصر اور آئرلینڈ میں موجود ہو کہ وہ کارروائی  
اور فساد دیکھ رہے ہیں۔

حقیقی جواب۔ لغت میں رویت اور رائی کے معنی جسے تیری کا لفظ مشتق  
ہوا ہے غور کے قابل ہیں۔ دیکھو قاموس لغت۔ الرؤیۃ النظر بالعیین والفعل  
وارائی الا اعتقاد یعنی رویت آنکھ سے دیکھنے اور دل سے دیکھنے اور رائی  
اعتقاد کرنے کو کہتے ہیں۔

معارض نے زبان کی تاواقفیت کے سبب سے رویت کو آنکھ کے ساتھ دیکھنے  
اسے کیا تو نے نہیں دیکھا کہ ترے خدا نے اصحاب فیل کے ساتھ کس طرح کیا ۱۲۔  
اسے کیا تو نے نہیں دیکھا کہ عاد کے ساتھ تمہارے خدا نے کیا کیا ۱۲۔



نہ پڑ سکتا ہے پس آیت کے معنی یہ ہوئے "کیا انھار نے نہیں سمجھا کہ آسمان اور زمین ٹہ ہوئے تھے پس ہم نے انکو جمع کیا۔"

اصلی حقیقی جواب۔ آیت یہ ہے۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا فِتْنَةً مَّا وَجَعَلْنَاهُمَا  
الْمَاءِ كُلُّ شَيْءٍ حَيٍّ - سیدارہ ۱۰ - سورۃ انبیاء رکوع ۲۶ -

سموات جمع ہر سما کی۔ اور اس کے معنی مین اوپر کی چیز۔ اور بادل کو بھی کہتے  
مین۔ رتق کے معنی مین جوڑنا۔ بند کرنا۔ قحط۔ خشک سالی۔ فتق ضد ہر رتق کی اور  
معنی مین پھاڑنا کھولنا سماں جسے ارزانی کہتے مین۔ دیکھو قافوس السماں کل  
مَا رُفِعَ رُتْقُہَا اَنْ قَالَ وَالسَّحَابُ - الفتق الشق - فتقہ شقہ - والنخصب  
والرقتضہ۔

پس ٹھیک ترجمہ آیت کا یہ ہوا۔ کیا وہ نہیں دیکھتے (نہیں سوچتے) کہ اوپر کی  
سطح (بادل) اور زمین بند ہوتے مین۔ (یعنی خشک سالی واقع ہوتی ہے) پھر ہم  
انھیں کھول دیتے مین۔ (یعنی مینہ برستا ہے) اور ہر جاندار چیز کو پانی سے بناتے  
ہیں۔ یعنی آسمان سے مینہ برستا زمین سے نباتات نکلتے ہیں۔ سماں ہوتا ہے۔  
ارزانی ہوتی ہے۔

اگر کوئی شخص سموات پر جو سما کی جمع ہر اعتراض کرے تو اسے ایوب ۲۸  
باب ۳۷ پر مٹا چاہیے جہاں لکھا ہے "کون اپنی دانش سے بادلون کو گن سکتا ہے؟"  
سرب۔ وربعہ زبانی مین دونوں قریب قریب مین۔

اسے کیا نہیں کیا اور نمودن کے بجائے مین دونوں بند تھے اور مینے نہیں کھولا اور مینے زندہ کیا ہر چیز کو پانی سے ۱۲۔

یہی محاورہ کتب مقدسہ میں موجود ہے۔ دیکھو پیدائش ۱۱-۱۲-آسمان  
 کی کھڑکیاں کھل گئیں۔ چالیس دن اور رات پانی کی بھڑی لگی رہی۔  
 پیدائش ۸ باب ۲-آسمان کی کھڑکیاں بند ہوئیں اور آسمان کا مینہ تھم گیا۔  
 اول سلاطین ۸ باب ۲۵-پھر جب آسمان بند ہو جائیں اور بارش نہو۔  
 سمجھ ۱-باب ۱-آسمان بند ہوا اس نہیں گرتی۔  
 ۲-تاریخ ۶ باب ۲۶-گر آسمان بند ہو جاوین اور نہ برسین۔  
 ۳-تاریخ ۷ باب ۱۴-جو میں آسمان کو بند کروں کہ بارش نہو۔  
 مرقا ۴ باب ۲۵-ساڑھے تین برس آسمان بند رہا۔ زمین حاصل دینے سے  
 باز آئی۔ اور میں نے خشک سالی کو طلب کیا۔

اعتراض-(۲) سورہ ہود ۹ رکوع۔ مومن بہشت میں رہیں گے جب تک آسمان  
 و زمین قائم ہیں اور کافروں و دوزخ میں رہیں گے جب تک آسمان و زمین قائم ہیں رب  
 سورہ احقافہ ۱۷ سے ۱۶ تک۔ جب صور بھوکا گیا آسمان پھٹ جائیگا اور زمین  
 اولٹائی جائیگی جو سورہ الرحمن ۲ رکوع سب کچھ فنا ہو جائیگا لاکھ صرف  
 خدا کا باقی رہیگا۔ سورہ احقافہ اور الرحمن سے ظاہر ہے کہ نہ آسمان و زمین رہیں گے  
 ورنہ مومن بہشت میں نہ دوزخی دوزخ میں کیونکہ سب کچھ فنا ہو جائیگا تو یہ بھی  
 سب کچھ کے احاطے سے باہر نہیں ایسے یہ کذب ہے۔

جواب پس کیا ہی بڑا بول بولا اور کیا غلط الہام اور جھوٹی روح سے کہا۔  
 ورنہ کہ اگر خداوند تو نے امتدایں زمین کی نیو ڈالی اور آسمان تیرے ہاتھ کی  
 کاریگری ہے۔ تو نیست ہو جائیگے پر تو باقی ہے۔ دے سب پوشاک کے مانند پرانے

نوٹ۔ وہ یاد رکھ کر کی طرح تو اوٹھیں پڑیں گے اور روتے رہیں جاویں گے پر تو وہی ست  
ور تیرے برس جاتے نہ زمین کے (نامہ عبرت بیان ۱۔ باب ۱۱۔ ۱۳)

کہ پطرس نبیوت کتا ہو کہ خداوند کا دن جس طرح رات کو چور آتا ہو ویسا اور اسی  
میں آسمان ستارے کی طرح جاتے زمین کے۔ اور اجرام فلکی جلد گرہ از ہو جائیں گے۔  
اور زمین اولن کا ریکریون سمیت جو اوسمین میں مجسم ہو جائیگی۔  
ناظرین غور کرو پطرس فرماتا ہو کہ اجرام فلکی اور زمین مع اپنی کاریگریوں کے  
فنا ہو جاوے گی۔

ہم پوچھتے ہیں کہ جب یہ سب کچھ فنا ہو جاویں گے تو پھر شیخ کسکی مدد سے کون  
اور عیسائیوں کو ابدی آرام کیسے ملے گا۔

سچ پوچھو تو اس یا جو جی قوم کو اعتراض کرنے اور عیب مہنی کے سوا اور کچھ  
نہیں سو جہتا۔ حقیقت شناسی اور صداقت طلبی سے تو کچھ سروکار نہیں کاں  
قرآن پر اعتراض کرنے سے پہلے کتب اناجیل کو بغور ملاحظہ کر لیا کریں کہ ان کتابوں  
کا طرز و اسے مطلب کس قدر آپس میں ملتا جلتا ہو۔

چونکہ عبرانی اور عربی زبان کے محاورات نہایت ہی مشابہ ایک دوسرے سے  
ہیں ایسے قرآن کے مجازات اور استعارات میں خوض کرنے سے قبل توریث کے  
موتق اور اسے مطالب میں بنورنگہ کرنی اشد ضروری معلوم ہوتی ہو۔ اب انصاف  
اسے دیکھو آیات قرآنی کا مقصود کس قدر صاف ہو۔

یَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّفٍ لِّلْكَوْكَبِ ۚ وَكَانَ تَارَةً أُخْرٰى ۚ اَوَلٰیٰ تَعْقِلُوْنَ ۚ ترجمہ  
جس دن ہم آسمان کو مانند پھیننے کا غناب کے جیسے ہنسنے پٹے پہ بٹس کو شرمع کیا۔ ہم  
اور ہر ادین کے ادسکو ۱۲۔



مطلب یہ کہ بہشت اور دوزخ میں نیا آسمان اور نئی زمین ہونگی اور یہ زمین اپنی  
موجودہ حالت پر نہ رہے گی چنانچہ قرآن فرماتا ہے۔

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَوَاتُ وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ  
الْقَهَّارِ۔ سیدارہ ۲۔ سورۃ ابراہیم۔ رکوع ۷۔

جس آیت کا سواں میں اشارہ ہوا اسکے الفاظ یہ ہیں۔

مَا دَامَتِ السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ۔ جب تک (وہ) آسمان و زمین قائم ہیں۔  
یعنی مومن بہشت میں اور دوزخی دوزخ میں رہیں گے جب تک آسمان و زمین قائم ہیں۔

عربی زبان میں الف لام خصوصیت کا نشان ہے۔ اُردو و فارسی میں معرّفے اور  
نکرے میں امتیاز کرنے کے لیے کوئی نشان نہیں۔ پس آسموات اور الارض

میں سموات اور ارض کے اول میں الف لام تخصیص کا اظہار کرتا ہے اور مقصود اس  
تخصیص سے وہ خاص آسمان و زمین مراد ہیں جو اس عالم آخرت کے مناسب اور

مقام کی صورت طبعی کے اقتضا کے موافق ہوں گے۔ غرض بہشت اور دوزخ میں  
خاص آسمان اور زمین ہوں گی۔ اور موجودہ آسمان و زمین اپنی حالت سے

بدل جائیں گے۔ نامہ عیسائی اپنی کتب مسلمہ سے بے خبر اسی عدم امتیاز کے باعث  
ایسی فاحش غلطیوں میں پڑتے اور بایبان ضلالت میں ٹھوکرین کھاتے پرتے

ہیں۔ انا جیل کا بھی یہی منشا ہے جہاں لکھا ہے ”اور کہ تم خدا کے اوسدن کے  
آنے کے منتظر ہو۔ جس میں آسمان جھک کر گداز ہو جائیگا۔ پر ہم نے آسمان و زمین

زمین کی جنہیں استبازی بستی ہو سکے وعدے کے موافق انتظار ہی کرتے ہیں۔“  
اسے حدن بدل چاہی زمین سے جو زمین میں آسمان و زمین کے درمیان ہوں گے۔

۲۰ باب ۲۰

کُلُّ شَيْءٍ مَّا لَكَ اِلَّا وَجْهٌ - سیپارہ ۲۰ - سورۃ قصص - رکوع ۹۶ -  
کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَبَقِيَ وَجْهٌ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ - سیپارہ  
سورۃ الرحمن - رکوع ۲۶ -

ن آیات کا مطلب واضح ہو کہ بقا صرف ذات الہی کے واسطے ہے۔ دیکھو  
۱۔ تطاؤس ۲ باب ۱۶ - لفظ وجہ کے معنی لغت عربی میں دیکھو۔ اَلْوَجْهُ مُسْتَقْبِلُ  
کُلِّ شَيْءٍ - وَنَفْسُ الشَّيْءِ - یعنی وجہ ہر چیز کے حصہ مقدم اور نفس شے کو کہتے ہیں  
اسیے ہوتے اور ترجمے میں وجہ کا ترجمہ ذات کیا ہے۔

اعتراض - سورۃ اعراف ۲۲ رکوع ۳۷ - آدم کے بیٹے اوسکی پیٹھ سے  
نکالت گئے اور اونے وعدہ کرایا گیا کہ خدا کے سوا کوئی ماننے کے قابل نہیں  
یہ کذب ہے۔ بنود کے مقبولہ مسئلہ تنازع کے مثل معلوم نہیں خدا نے کہا قرار لیا۔  
سچ ہو تو بھی خدا کا مطلب نکلا۔ یہی کذب ہے۔

الزاحی جواب - مٹی ۱۷ باب ۲ - حواریوں کے روبرو جب مسیح مجسم تھے  
موسیٰ و ایلیا مسیح کوٹے۔

ایوب ۳۸ باب ۵ - زمین کے کونے کا پتھر رکھتے وقت صبح کے تارے  
ملنے لگاتے تھے اور مارے نبی اللہ خوشی کے مارے لٹکارتے تھے۔

انصاف سے سوچنے کا مقام ہے کہ موسیٰ تو مسیح مجسم ہے سیکڑوں برس  
مرچے تھے۔ ایلیا بھی اونے قبل چلے گئے تھے پھر مسیح بن مریم کو کیسے ملے۔

اسے ہر شے اوسکی ذات کے سوا ہونے والی ہے۔  
سب جو سیر زمین میں فنا ہونے والے ہیں۔ اور بقا تیرے بعد کی ذات کو جو جلال اور اکرام والا ہے۔

کیا پھر جنم دھارا۔

آدم حسب بیان پیدائش زمین کے بننے کے بعد پیدا ہوئے۔ یہ سارے  
نبی اللہ کمان سے آگئے۔ اور کب پیدا ہوئے تھے

جو جواب اور تاویل ان آیات کی نسبت آپ بیان کرینگے وہی قرآن کریم کی  
آیت کی نسبت سمجھ لیجیے۔

یمان ایک اور امر بھی اظہار کے قابل ہے کہ مقررہ آیت کے ترجمے میں جن  
ظہور ہم کا ترجمہ۔ او سکی پٹھہ سے کیا ہے۔ اور یہ صحیح نہیں ہے۔ ہم پہلے اصل آیت  
کو سمجھتے ہیں۔ اور پھر صحیح ترجمہ نقل کرتے ہیں۔

وَقَدْ دَاخَلَهُمْ مِنْ بَنِي آدَمَ مَنْ ظَهَرَ وَهُمُورٌ يَتَّبِعُونَ أَشْهُمَ  
عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى شَهِدْنَا أَنْفُسُنَا سَوَاءٌ أَعْرَفُوا

یا درجے کہ جن ظہور ہم میں ظہور کا لفظ زبان عرب میں زائد آیا کرتا ہے۔ دیکھو  
قاموس بین أظهرهم۔ ائی و سطہو بین کا لفظ وسط کے معنی دیتا ہے اور ظہور

کا لفظ زائد ہے۔ معنی اس فقرے کے اُنکے بیچ آیا و نہیں۔ حدیث میں بھی یہ محاورہ  
آیا ہے۔ دیکھو مشکوٰۃ باب الایمان صفحہ ۷۔ کُنْتُ بَيْنَ أَظْهَرِنَا۔ آپ تھے ہم میں

مجاورہ عرب دیکھو۔ مَا أَفْصَحَكَ وَمَا خَرَجْتَ مِنْ أَظْهَرِنَا تو کیسا فصیح ہے اور قوی  
تو جسے کہیں الگ نہیں نکلا۔ اور عرب بولتے ہیں۔ کَانَ يَشُدُّ عَنْ ظَهْرِهِ

قلبہ یعنی وہ دل سے یا از بر شعر پڑھتا تھا۔ ظہر کا لفظ زائد ہے۔

حقیقی جواب۔ اصل مطلب آیت کا یہ ہے کہ عادل رحیم قدوس خدا نے

سارے اور جب لی تیرے رب نے آدمیوں سے، انہیں کے درمیان سے انکی اولاد اور انہیں اور غیر گواہ  
شہدایہ کہ میں تمہارا رب نہیں ہوں، انہوں نے کہا میں ہم گواہ ہوئے ۱۲۔



مہربانی اور مہربانی و مہربانی کی قوت، پانچ اور نو فرست و مہربانی کی قوت  
 جو ہمیشہ وجود الہی اور الہی ربوبیت کا اقرار و دلالت کرتا ہے اور یہ کہ اگر کسی  
 شخص کے باطن میں غلبہ ہو جائے تو یہی چنانچہ اصل غلبہ میں وہ قوت مجہول  
 الہی ہو کسی بیرونی شے کے سبب سے عزت میں آجاتی ہے بان کر ہی بے یار  
 کے، نہ کسی باعث سے وہ قوت باطل مرگنی ہو ورنہ کم غلبہ، تمام غلبہ میں باہر  
 اور شیطان کا فرزند بن کر آسمانی مقرب، دشمن پانا، کم تو یا ہو تو یہ و سکا اپنا خصوصیت  
 مادل خدا کی ذات اس سے منزہ ہے۔

ب ادنیٰ فطرت کے قرار کو وہی ربوبیت الہی کے جسے معتزات فطرت کو الہی  
 زبان، بانی کلام اس طرز عبارت میں بیان فرماتا ہے اور اس دقیق فطرت کے راز  
 اسطر حیرانسان کو سمجھاتا ہے کہ انسان بدو فطرت میں میری ربوبیت کا اقرار کر چکا ہے  
 یعنی البوسیت، ایڑہی کا اعتراف انسان کا امر جلی اور فطری ہے۔ اور اسکی ترکیب  
 ہیست ہی اس مر پر شاہ عادل کافی ہے۔

قرآن کا یہ عجیب معجز طریق ہے کہ وہ ایسے باریک مسائل کو اس شے میں ادا کرتا ہے  
 کہ وہ عالم و جبہ کیسان مستفید ہو سکتے ہیں۔ عیسائی نظاہرین لفظ پرست  
 ان سے کوئی تامل نہیں۔ وہ تو کتاب الہامیہ کے ختم حیات درویشے ترقی ادای  
 و مایہ سے آشنائی نہیں ہوئے۔ خود بخود اس ایک حقیقت پر اجماع نہیں جہادینے  
 کا یہ دوسرا رکھا ہے۔ وہ نہ جیل ہی میں کیوں نہ ہو۔

اعتراف سوره بقدرہ اربعہ - حرف ۲۱ رکوہ ۱۴۰ ۵۵ رکوہ ۵۵  
 میں تو بنو دیندین نے کتب اس ملکات اس شہر میں - یہ عظیم واقعہ ہوا۔

اون لوگوں کے قرب و جوار والوں سے کہنے لگھا۔

**الزامی جواب**۔ پیچھے صاحب گھبرائے نہیں خدا کے فضل سے ہم بتائے دیتے ہیں۔  
 متی ۱۵ باب ۲۶۔ ایک عورت نے مسیح سے روٹی مانگی (آپ کس لطافت اور نرمی اور حسن خلق سے اسے جواب دیتے ہیں) ”لڑکوں کی روٹی سے لینے اور کھانے کو ڈالتی خوب نہیں۔“

متی ۷ باب ۶۔ جو پاک ہو کثون کو مت دو۔ اور اپنے موتی سورج کے آگے مت پھینکو۔  
 متی ۲۳ باب ۳۳۔ اسے سانپو اسے سانپوں کے بچو تم جہنم کے عذاب سے کیونکر بچو گے۔  
 پادری صاحبان!۔ مہربانی کر کے آپ بھی ذری تکلیف اٹھائیے۔ اور حقیقت یہی کہ  
 کوہ نظر رکھ کر آپ ہی بتائیے یہ کتے اور سور اور سانپ کون تھے۔ یہی عرفی اور مشاہدہ  
 کے حقیر جانور تھے۔ کیا یہودی تھے۔ کیا وہ مسیح کے معبود فی الذہن اور قابل ملامت  
 بنی اسرائیل نہ تھے۔ اب بتائیے وہ کب کس ملک اور کس شہر میں گئے اور سور اور  
 سانپ بنیں۔ اور سچ مح مسخ ہی ہوئے ہوئے تھے یا ہو گئے۔ خوب سمجھ رکھیے جہاں  
 یہ واقعہ عظیم وقع ہوا وہاں ہی اور انھیں معنوں میں قرآن والا واقعہ عظیم گذرا۔

**حقیقی جواب**۔ (اصل قصہ قرآن مجید میں یوں ہے۔)

وَلَقَدْ عَلَّمْتُمُ الَّذِينَ أُعْتَدَ وَامِنَكُمْ فِي لَسْبَتٍ فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا  
 قِرَدَةً خَاسِئِينَ سِپارہ ۱۔ سورۃ بقرہ۔ رکوع ۸۔

قُلْ هَلْ أَنْتُمْ مُشْرِكُونَ ذَلِكُمْ مَثُوبٌ عَلَيْهِمْ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مِنْ تَعَذُّبِ اللَّهِ وَغَضَبِ اللَّهِ وَجَعَلَهُمْ

الْفِرْدَۃَ وَالْخَنَازِيرَ سِپارہ ۲۔ سورۃ مائدہ۔ رکوع ۱۳۔

سہ در تم مان چکے ہو ان لوگوں کو جنہوں نے تم سے جنت کے نہیں یا دلی کی سی جنت کے ان کو کہ ذلیل بن کر ہو جاؤ ۱۲۔  
 کہ تو کہ میں تمہیں بتا رہا ہوں کہ تم نے ملعون کیا انہیں کہ انہیں اور انہیں سے بدتر۔ سو بتائیے

لَعْنَةُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَآئِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ

سید پار ۶۵ - سورۃ مائدہ - رکوع ۱۱ -

تہمت لعنت میں آرام کو کہتے ہیں۔ دیکھو قاموس السبت الراحة۔ اور ہفتے کے دن کو بھی کہتے ہیں۔ یہودی آرام کے دنوں میں یایون کو سبت کے دن خداوند خدا کی نافرمانی کرتے۔ اور ان کی سرکشی اور جرات پر جب باری تعالیٰ کا غضب ہڑکتا تو ذلیل اور خوار ہو جاتے۔ اور ان کی حالت اس ذلت اور ادبار کی وجہ سے گویا بندروں اور سوروں اور کتوں کی سی ہو جاتی اسی مجاز کو قرآن کریم بیان کرتا اور اہل کتاب کو جو زمانہ نبوی میں تھے ان کے اسلام کا عبرت انگیز حال یاد دلانے کی نصیحت دیتا ہے۔ سچ کی لعنت کا ذکر بنی اسرائیل پر جو قرآن کی آیت میں مذکور ہوا ہے یاد رکھو وہ وہی لعنت ہے جو الزامی جواب میں بیان ہوئی۔

ایسے مجازوں کو جو کتب لہامیہ میں خصوصاً اور ہر زبان میں عموماً مستعمل ہوتے ہیں حقیقت اور نفس لامری سمجھ لینا سخت غلطی ہے اور یہ خوش فہمی انہیں حضرات نصاریٰ سے ہی مخصوص ہے۔

پادری صاحبان! ہماری مہربانی کا شکریہ ادا کیجیے۔ اور اس شکرے میں کلام حق پر جاہلانہ اعتراض کرنے سے باز آئیے۔ ہم آپ کی جبل کا پر وہ اوٹھائے دیتے ہیں اور کتب مقدسہ ہی سے اس گانوں کا پتال لگائے دیتے ہیں۔ سنئے وہ گانوں پر و شلم ہے۔ دیکھو۔

تنبیہ۔ ۱۳ باب ۱۶۔ اور وہاں صور کے لوگ بھی ٹپکتے تھے جو چھپی اور ہر طرح کی

لے لعنت کیے گئے وہ لوگ جو بنی اسرائیل سے کافر ہوئے داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان سے۔



اچیسزین لاکر سبت کے دن یہود وہ اور یہوشلم کے لوگوں کے ہاتھ بیچتے تھے۔ تب  
 تین سہ یہود وہ کے شریف ہو کون سے تکرار کر کے کہا کہ یہ کیا جڑا کا منہ جو تم کرتے  
 ہو کہ سبت کے دن کو مقدس نہیں جانتے ہو۔ کیا تمہارے باپ داداوں نے ایسا  
 کیا نہیں کیا۔ اور ہمارا خدا ہم پر اور اس شہر پر یہ سب آفتیں نہیں لایا۔ تب بھی تم سبت  
 کے دن کو پاک زمان کے اسرائیل پر زیادہ غضب بھڑکاتے ہو۔

تو یہودیوں نے۔ باب ۲۲۔ خرقیل باب ۲۰ و ۲۲ و ۲۴۔ سبت کی عدم حفاظت پر  
 عذاب الہی آنا تھا۔

تورہ ۱۰۵-۲۹۔ ونکی مچھلیوں کو مار دیا۔ یہ گویا نشان قہر الہی ہے۔

آخر قیل ۴ باب ۶-۷۔ مچھلیوں کی کثرت ہو گئی۔ یہ گویا فضل الہی کا نشان ہے۔

یعنی مچھلیوں کی ہلاکت درخت گویا کے قہر و عطف کی علامات ہو کر تھی۔

قرآن مجید میں بھی اس واقعے کا ذکر ہے جہاں فرمایا ہے۔

رَدَّ نَارَيْنَا لِمَ حِينَمَا نَهَرْنَا بِكَ فَرَسْتَهُمْ شَرًّا مَّا

یونکہ یہود کو سبت کی حفاظت کی تاکید شدیدی تھی جیسے خرچ ۲۰ باب ۵۔ اور ۳۵ باب

پایا جاتا ہے مگر وہ شریعہ قوم مخالف حکم ربانی بغاوت اور عصیان کرتی تھی۔

غضب خداوندی اوپر نازل ہوتا۔ اور وہ ذلیل و درود دہشت اور گھر

سور اور بند کے استعارے میں بیان فرمایا ہے۔

اعتراض سورہ ہود ۴ کو ۲۲ و ۲۳۔ نوح کا بیٹا طوفان میں تھوڑے

مرا۔ مفسرین نے اسکا نام گنجان بتایا ہے۔ اور یہ غلہ کے گنجان ہیں طوفان میں تھوڑے

جواب۔ احمد شہنشاہ نے خود ہی اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ قرآن میں گنجان

وغیرہ نامزد چھ نہیں لکھا ہے۔ البتہ مفسرین نے دو نام لکھے ہیں۔ ایک یام بن نوح  
 دیکھو فتح البیان اور قاموس لعنت یوم قرآن کو بنو رثیہ اوسین یہ بھی نہیں  
 لکھا کہ وہ نوح کا قیدی بن گیا تھا۔ بلکہ قرآن کریم میں تو ہے ان انبی من اهل  
 بنی میراثیا میری بھی کی طرف سے۔ اور قرآن تو صاف کہتا ہے ان کا تیرے  
 اہل کا بنیا بھی نہیں۔ یہاں کتاب ہے۔

لَا تَزِدْ لَهُمْ مِنْ اَهْلِيْكَ اِنَّهُمْ كَانُوْا كُفْرًا سَوِيًّا ۝۱۲ سورۃ ہود رکوع ۲  
 ت قواض سورہ انفال ۴ رکوع۔ خدا محمد یون پر مذاب نہ کر لیا جب تک محمد تو  
 نہ یہ کذب ہے۔ سینے میں محمد صاحب کی موجودگی میں قحط پڑا۔ بعد اور احد میں محمد صاحب  
 کے بڑے محمد یون پر دکھ آیا۔

الزامی جواب۔ پھر تو قاکا کتنا کیسے صحیح ہوگا۔ (لوقا ۲۱ باب ۶ ۱۸) لکھا ہے  
 تم میں سے بعضوں کو قتل کریں گے پھر لکھتا ہے کہ "تمہارے سر کا ایک بال بھی  
 گرا یا نہ جاوے گا"

وہ یہ الہامی کلام کیسے درست اُترے گا۔ رسید الیش باب ۸۔ جس میں برتیم  
 و یعقوب سے وعدہ ہوا۔ کہ "کنعان کی زمین میں تیری اولاد کو ابد کے لیے دوں گا  
 ہزاروں برس ہو گئے ہم دیکھتے ہیں کہ وہ ملک بنی اسرائیل کے قبضے سے نکلے گا  
 یہاں ایک آیت میں تو ہے کہ قتل کیے جاؤ گے۔ اور ایک آیت کہ تمہارے  
 سر کا ایک بال بھی گرایا نہ جاوے گا۔ ایک آیت ابد کا وعدہ دیتی ہے اور شاہدہ اور  
 عدالت میں شہادت دیتا ہے۔ اگر ان آیات کی توفیق و تطبیق میں کوئی تاویل کیجاتی ہے

اور ضرور کرنی پڑتی ہے تو قرآن کے حل مطلب میں اسے کیوں بھول جانا چاہیے۔  
**جواب حقیقی**۔ میں نے سورہ انفال کو خوب غور و تدبیر سے پڑھا ہے۔  
 جو بات اعتراض میں بیان ہوئی ہے وہ ہرگز ہرگز سورہ انفال تو کیا تمام قرآن  
 سب میں کہیں نہیں ہے۔ مگر بعد غور کے معلوم ہوا کہ ایک آیت ہے جس کا مقدم و مؤخر  
 کاٹ کر اور اصلی مطلب نہ سمجھ کر یہ اعتراض پیدا ہوا ہے۔ لہذا ہم تمام آیات متعلقہ  
 حل معانی کو لکھ کر اصل مطلب بتاتے ہیں۔

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ۚ وَ  
 يَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ۚ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ ۚ - وَاِذْ اٰتٰنَا عَلِيَّهَا بَاثِنًا قَالُوْا  
 قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَا اِنْ هٰذَا اِلَّا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ -  
 وَاِذْ قَالُوْا اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَامْطُرْ عَلَيْنَا مِجَازَ  
 مِنَ السَّمَاءِ اَوْ مَتَابِعَ اَبْوَابِ الْيَوْمِ ۚ - وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ  
 سَيَّارٌ ۙ - سورہ انفال - رکوع ۴۔

آب اس میں یہ آخری آیت زیر بحث ہے جس پر محض نا سمجھی سے تیز فہم معترض نے  
 اعتراض جمایا ہے۔ میں اُسید کرتا ہوں کہ ان تمام آیات کے ترجمہ لفظی سے ناظرین کو  
 اصل مدعا کا پتہ لگ گیا ہو گا۔ مگر مزید توضیح کے لیے مختصر کچھ لکھے دیتا ہوں۔  
 اس اخیر آیت میں لِيُعَذِّبَهُمْ میں جو (ہم) کی ضمیر ہے اور سکا مرجع وہی (الَّذِيْنَ كَفَرُوْا)

سے اور جب فریب نہانے کے کا فرقہ ٹھکڑا دین یا مار ڈال دین اور وہ بھی فریب کرتے تھے  
 اور اللہ بھی فریب کرتا تھا۔ اور اللہ کا فریب سب سے بہتر ہے۔ اور جب کوئی بڑے اونپر داری آئین کہیں  
 ہم سن چکے ہم چاہیں ترکہ لیں یا یہ کچھ نہیں مگر احوال میں پہلوں کے۔ اور جب کہنے لگے کہ یا اللہ اگر ہی دین حق ہے  
 تیرے پاس تو ہر پہر ہاتھ آسمان سے یا ہم پر دھک کی مار۔ اور اللہ ہرگز نہ دبا کرتا اور کو جب تک آدھا نہیں ۱۲۔



ہے جہل مطلب یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ تذییر قرآن کفار  
مکہ کو عذاب الہی سے ڈرایا کہ قرآن کی تکذیب و انکار پر ضرور غضب الہی  
اور پرازل ہوگا۔ اسپر دن جاہلون نے ازراہ کمال جرات وہ ماجہ کا مضمون آیت  
اسومین مذکور ہے۔ باری تعالیٰ نے فرمایا کہ جب تک تو ای محمدان لوگون میں ہے  
یعنی سرزمین مکہ اور اوسکے اہالی کے درمیان تب تک اوپر عذاب نہیں آئے گا  
اور بیشک یہ وعید الہی یہ پیشین گوئی ایک برس جد ہجرت کے جب آپ کے کو چھوڑ  
مدینے چلے گئے پوری ہوئی۔

کیسی صاف اور واضح بات تھی۔ حضرت زکی طہیت مقرر فی کمان لے گئے۔  
انسوس ان لوگون کے قصور فہم یا عذابیدہ انصاف کے بند کر۔ لیت کی کیا اور کمان  
تسکات کیجاوے۔ گو حقیقت یہ بے معنی اور پوچ اعتراضات ہرگز لائق التفات نہ تھے  
مگر سمجھنے اسپر بھی محض باین نیت کہ شاید اب بھی کوئی دل نور حق سے منور ہو جاوے  
اس مخاطبے کو گوارا کیا ہے۔ اسی مضمون کو قرآن کی پیشین گوئیوں میں دیکھو۔

ایک اور بات خیال میں آئی جسکا لکھنا شاید دیکھپی سے خالی نہوگا۔ سنو۔  
ہم اسی بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ بجاظ اصل مطلب مقرر فی کمان کے معنی صحیح ہیں گو سورہ  
انفال کی آیت کا مدعا یہ نہو کہ ”جب تک محمد محمد یون میں ہے اوپر عذاب نہ آوے گا۔“  
بیشک یہ درست اور نہایت درست بات ہے۔ اور واقعی امر یہ کہ جب تک محمد محمد یون  
میں ہوا اوپر کوئی ڈکھ کوئی وبال کوئی عذاب آ نہیں سکتا۔ محمد محمد یون میں ہو۔  
اسکے یہ معنی کہ محمد رسول اللہ کی اصلی اور واقعی تعلیم پر اور نکا ٹھیک ٹھیک عمل ہو۔  
درسر ہوا اوسکے پاک حکام سے وہ تجا و زواخراں نہ کریں۔ پس کیا ہی صحیح بات ہے

کہ جب تک محمد مہدیوں میں ہو۔ دین پر کوئی عذاب نہ آوے گا۔ ہم دعویٰ کرتے ہیں اور  
 بڑی دلیری سے دعویٰ کرتے ہیں کہ اہل اسلام پر کوئی عذاب کبھی بھی نہیں آئے گا۔  
 جب تک محمد رسول اللہ اور انہیں رہے بایں معنی کہ ان کے کلام مقدس پر اہل اسلام  
 کا ٹھیک ٹھیک عمل رہا تا یہ صاف شہادت دیتی ہے کہ جب اہل اسلام نے اپنے  
 پیارے بادی کے نصلح سے انحراف کیا جب ہی اوپر ادا ہوا۔

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم ان معنوں کا ثبوت جو ہم نے اس فقرے  
 ”جب تک محمد مہدیوں میں ہو“ میں لفظ ”میں“ سے ان کے کلام مقدس  
 پر واقعہ عمل کرنے کے لیے ہیں۔ انجیل سے دین سنو۔

انجیل یوحنا ۱۱ باب ۱۹ مسیح فرماتے ہیں ”جس طرح تو نے مجھے دنیا میں بھیجا  
 میں نے بھی اور انہیں دنیا میں بھیجا۔ ان کے لیے بھی جو ادون (حواری) کے کلمہ  
 سے مجھ پر ایمان لاؤ ان کے عرض کرتا ہوں تاکہ وہ سب ایک ہوں جیسا کہ تو نے  
 باپ مجھ میں اور میں تجھ میں وہ بھی ہم میں ایک ہوں۔“

یوحنا کا ۱۰۔ خط ۲ باب ۲۲۔ اسی واسطے جو تھے شروع سے سناہی۔ وہی  
 تم میں ہے۔

رومیوں کو ۱۲ باب ۴۔ ایسے ہی ہم جو بہت سے میں مسیح میں ہو ایک ن ہوئے  
 ۳ خط یوحنا۔ ۲ باب ۲۲۔ اور جو اسکے حکم پر عمل کرتا ہے وہ میں اور وہ میں رہتا ہے  
 ۴ خط یوحنا ۴ باب ۱۹۔ اگر ہم ایک دوسرے سے محبت کریں تو ہم خدا میں رہتے ہیں۔  
 اب دیکھو ان آیات سے صاف عیان ہے کہ کسی کا کسی میں ہونا یہ معنی ہوتا ہے  
 کہ پہلا شخص دوسرے کا تابع فرمان ہو اور اس کے نصائح پر پورا پورا کاربند ہو





سویا در کھنا چاہیے کہ قوم کا خیر خواہ اور اوٹکا دلی بہرہ دہاوی و مصلح ہر حال میں اپنی  
 قوم کا شریک نیک و بد رہتا ہے۔ بعض اوقات میں اس لزوم کی وجہ سے ضرورت  
 کہ اولن لوگون کے مصائب و آلام سے اسے بھی سب قانون قدرت ہر ہٹ۔  
 تاکہ ہر حال میں اوٹکا بہرہ دہ اور سچا رفیق و انیس ثابت ہو۔ پس یونہی ہو کہ جب اس  
 معرکے میں بعض کوتاہ اندیش آرمیوں کی غلطی کے سبب سے مسلمانوں پر ایذا آئی۔  
 سچے بہرہ در سول مقبول نے اسے الگ ہونا گوارا نہیں فرمایا۔ بلکہ اوٹکی شمولیت میں  
 اس دُکھ سے حصہ لیا۔ اسی لیے ہاں وجود باعد کے مفیل پھر حمت الہی اولن لوگون  
 کی مدد و معاون ہوئی۔ عیسائی مذاق پر ثبوت سئلو

مسیح کامل رستباز تھے الالمعون قوم کی خاطر ملعون ہوئے گناہ اوٹھائے۔ سزا  
 سہی۔ موسیٰ و ہارون پر اپنی قوم کی شمولیت کی وجہ سے عتاب آیا اور کنعان نہ پہنچے  
 اور قوم کو چھوڑ خود چل نہ دیے۔

اعتراض۔ سورہ مؤمن ۲ رکوع۔ موسیٰ فرعون اور ہامان کے پاس بھیجا گیا  
 یہ غلط ہے۔ موسیٰ فرعون کے پاس ضرور بھیجا گیا۔ لیکن ہامان تو موسیٰ کی موت کے  
 ڈیڑھ سو برس بعد اخیرس کا وزیر تھا۔ دیکھو استیر ۳ باب۔

الزاحی جواب۔ کیا خوب! عجیب اعتراض ہے۔ ہادری صاحب! شیکہ پور کرنا  
 اسے ہی کہتے ہیں۔ کلام حق پر اعتراض کرنا اور یہ ننافل شعاری۔ یہ اعتراض  
 شیکہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی عیسائیوں کو کہے۔ ساول داؤد سے پہلے سموئیل کے وقت  
 بادشاہ ہوا۔ مسیح کا رسول کہے ہو گیا۔ یعقوب تو بنی اسرائیل کا باپ اسحاق کا بیٹا  
 تھا۔ مسیح کا بھائی کیونکر بن گیا۔ قریم تو موسیٰ اور ہارون کی بن تھی مسیح کی ہاں

اگر طبع ہوئی۔ افسوس صد افسوس خدا اور سنت انسان کو کس طرح موت کے اتھاہ  
انہوین میں بھگاتی ہے !

ٹینیس اور ٹیرس نے موسیٰ کا مقابلہ کیا۔ (۲ مرقاؤس ۳ باب ۸) بتاؤ تورت  
میں کہاں لکھا ہے کہ موسیٰ کا مقابلہ انجین دو آدمیوں سے کیا۔ اگر ساول یعقوب اور  
مریم کنی آدمیوں کے نام ہو سکتے ہیں تو کیا نام ممکن ہے کہ ہامان فرعون کے افسر کا نام  
بھی ہو۔ اور ٹیرس کے وزیر کا بھی۔

اگر کو ٹینیس اور ٹیرس کا نام کو تورت میں نہیں تو مرقاؤس چونکہ الہامی کلام ہے  
اسی لئے اس میں ہونا بھی اس کی صداقت کی کافی دلیل ہے تو ہم بھی قرآن کو الہامی اور  
انہی کلام مانتے ہیں اور بت صفائی سے وہی جواب دے سکتے ہیں۔

حقیقی جواب۔ ہامان کے معنی عربی زبان میں محافظ کے ہیں۔ اور یہ وہ  
شخص ہے جو فرعون کی طرف سے بنی اسرائیل پر تعین تھا کہ اسے انجین پکانے  
کا کام ہے۔ دیکھو خروج ۱۰ باب ۱۰۔ حضرت موسیٰ اس شخص کو بھی نصیحت فرماتے  
تھے اور بنی اسرائیل کے ہاتھ حسن ساوک کو کہتے تھے۔ قرآن مجید سے بھی یہی پایا  
جاتا ہے کہ یہ شخص فرعون کے ہاتھ تھا۔ جہاں فرمایا ہے اور فرعون کا قول جو اس نے ہامان کو  
کہا نقل کیا ہے۔

يَا هَامَانَ ابْنِ لِي صَرْحًا - سب پارہ ۲۴ - سورہ مؤمن رکوع ۲۶ -  
اعتراض - سورہ یونس ۹ رکوع ۷ آیت موسیٰ اور ہارون بھیجے گئے کہ  
اپنی قوم کے گھروں کے منہ رو قبیلہ بنادین۔ یہ باطل ہے کیونکہ کتب سادہ سے

اسے اسے ہامان سے یہ ایک محل عبادت ہے ۱۲۔

نہی ہر کہ موسیٰ کو خدا نے ایسے بھیجا کہ تو مرنے والی اسرائیل کو فرعون کے ظلم سے چھوڑا کہ  
 ملک کنعان میں لا بساوس۔ نہ یہ کہ مصر میں رہنے دے۔ دیکھو خروج ۳ باب ۱۰ تک  
 جواب اس با بیان معترض سے کوئی اصل انصاف پوچھے کہ قرآن کی کس آیت  
 کا یہ نسخہ ترجمہ اوستہ کیا ہے؟ حقیقت میں اس سے بڑھ کر یہ دھوکا بازی ہو سکتی ہے  
 کہ اپنے زمرہ میں ایک بات کو ادھر ادھر سے کاٹ کر اس طرح پیش کرنا اور دھوکا دینا  
 کہ گویا بعینہ تصوف و تصنیف یا کلام تصنیف ہے

قرآن میں کہیں نہیں لکھا کہ موسیٰ اور ہارون ایسے بھیجے گئے تھے۔ بخبر دینا  
 معترض کے اعتراض میں پیش کیا ہے قرآن میں بھی بالکل وہی مطلب اور  
 وہی مضمون ہے جو خروج میں لکھا ہے۔

فَاتْيَا فِرْعَوْنَ فَقُولَا إِنَّا رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ اِنَّ اَرْسِلَ مَعَنَا بَنِيَّ  
 سِیَارَہ ۱۹ سورۃ شعرا۔ رکوع ۲۶۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا بَنِيَّ فِرْعَوْنَ وَجَاءَهُمْ رَسُولٌ كَرِيمٌ اَنْ اَدُّوا الْاَقْبَادَ  
 اِلٰہِ اِلٰی لَکُمْ رُسُوْلٌ اٰمِنٌ۔ سِیَارَہ ۲۵ سورۃ دخان۔ رکوع ۱۔

فَاتْيَاہُ فَقُولَا إِنَّا رُسُوْلُ رَبِّکَ فَارْسِلْ مَعَنَا بَنِيَّ اِسْرٰٓئِیْلَ وَلَا تُخٰذِلْہُمْ  
 سِیَارَہ ۱۲۔ سورۃ طہ رکوع ۲۶۔

جس آیت پر معترض کو دھوکا ہوا ہے وہ آیت یہ ہے۔

۱۔ پس جاو فرعون کے پاس دو کہو ہم بنیام لائے ہیں جان کے صاحب تاکہ بھیجے ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو  
 ۲۔ اور ہر آمینہ آزمایا ہے اوستہ سے فرعون کی قوم کو اور آیا ادن لوگوں کو رسول بزرگ کہ حوالے کر دھوکا دے  
 اوستہ کے بندوں کو ہر آمینہ میں تم لوگوں کا انت دار اور رسول ہوں ۱۲۔

۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶



وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ سَمِعَ سُوَيْدَ بْنَ كَوْثَرٍ رَوَى عَنْ أَبِي بَكْرٍ  
 اب اسکی شہین غوث قبیلہ یہ وہ عبد تمی جہان وہ قریانی کرتے تھے اور شیخ کی  
 راجہ اذاریت اور بات کرتے تھے یہ وہ مینان جی سنہ ۲۲ پہرہ و شہر ہودیو کا  
 تھا اس پر وہ اور عباد رکھا تھا ورنہ اسے تھانے زبان ہنستہ تین یہاں ہر کرتا تھا  
 یہاں ہنستہ تین یہاں تھا

۲۱ باب ۲۱ سے ۲۲ تک دیکھ مسیح مان رہا ہے جس میں نصیح  
 ہنستہ و تسلیم کو جاتے تھے اور جب وہ بارہ برس کا دواوسے عید فصیح کے دستوں  
 پر یہ و تسلیم کو گئے۔

خروج ۳۲ باب ۲۲ اور استثنایا باب ۱۰ اور ۱۱ میں بھی سی سی ہا میں لکھی ہیں  
 اب اس سے واضح ہو گیا کہ یہ نشانات اور یہ قیمت قبیلہ ہودی کی تھی۔

اب خروج ۱۲ باب ۳ سے ۷ تک اور ۲۲ سے ۲۳ تک دیکھ ڈالو اور میں لکھا ہے کہ  
 اسراہیلیوں کے سارے گروہ سے یہ بات کہو کہ اس مہینے کے دسویں دن ہر ایک  
 دریاپنے اپنے گھر باپ دادا دن کے کمرانے کے مطابق ایک بڑے گھر بیٹے اپنے لیے  
 لے اور شام کو ذبح کر دے اور اس کا چھاپا دروازے پر لگاؤ۔

۲۳ میں ہے خداوند پرستے گدے کر لیا اور ہلاک کرنے والے کو نہ چھوڑ لیا۔  
 تمہارے گھروں میں آ کے تمہیں مارے۔ اور خداوند کا یہ بھی حکم تھا کہ گھر سے  
 ہر نہ نکلیں۔ اور یہ رسم گھر کے اندر ہی ادا ہو

یہی مطلب قرآن کا ہے کہ گھروں کو قبیلہ بناؤ۔ یعنی یہ رسم ہنستہ ہنستہ  
 ۲۱ اب۔ اہل اسلام کے نزدیک قبیلہ وہ جگہ ہے جہاں قتل ہو سکتا ہے

اور جبہ ناص نہ اوندی نظر ہو۔ چنانچہ دیکھو۔ بیت اللہ کی نسبت جو ابن سلام کا ہے  
 ہر قرآن میں حرماً امیناً وارد ہوا ہے۔ ایسے کہ وہاں قتل و زانیہ حرام ہے۔ اسطورہ پیشو  
 قبلہ کننا صحیح ہے کہ فرشتے نے بنی اسرائیل کے گھروں کو امن دیا۔ اور فرعون کے  
 پلوٹے مار ڈالے۔

**جواب۔** قبلہ کے معنی مقابلہ کے بھی ہیں۔ یہ آیت سامنے بنی اسرائیل کو  
 تھا کہ اپنے اپنے حریف دوسرے کے سامنے بتا دیں۔ اور سخت اس میں یہ تھی کہ ان  
 کو نکل جانے کے لیے اچھا موقع ملے۔ دیکھو کتنی۔

**اعتراض۔** سورہ ق۔ رکوع ۲۔ وَبِقَوْلِهِمْ هَلْ آمَنَّا  
 قَوْلُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ۔ ترجمہ۔ اور جہنم ہم کہیں گے دوزخ کو کیا تو بھر گئی ہے  
 کیسلی کیا کچھ اور ہے۔ اور دیکھو ترجمہ شارق الانوار۔ لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ تَقُولُ  
 مِنْ مَزِيدٍ حَتَّى يَضَعَ فِيهَا رَبُّ الْعِزَّةِ قَدَمَهُ فَتَقُولُ قَطُ۔ ترجمہ  
 ہمیشہ دوزخ کیسلی آئی کچھ ہے۔ تو کہ رکھیا بیچ اس کے اللہ تبارک قدم اپنا۔ پس دوزخ کہ  
 بس بس چار باتیں جواب حطب میں۔

۱۔ کوئی مقول سبب بتا دیں جسے باعث خدا کو دوزخ میں پانوں ڈالنا ہے اور  
 ۲۔ کسی آیت کی سند سے بتا دیں کہ خدا کے پانوں کو دوزخ سے بھی رہائی ملے  
 یا ہمیشہ اسی میں رہے گا۔

۳۔ اسی سند سے بتا دیں کہ خدا کے پانوں کے دوزخ میں جانے سے دوسری جگہ  
 تاثیر میں تبدیلی ہوگی یا نہیں۔ اگر تبدیلی ہوگی تو دوزخ میں عذاب سے چھوٹے  
 خدا کا پانوں بھی جملہ۔

۴۔ نہ جو قبول قرآن عرش پر بیٹھا ہو۔ وہین سے بیٹھے بیٹھے دوزخ میں پانوں کا دیکھا  
 دوزخ سے نیچے اوتر پڑا گیا۔ اور جب پانوں دوزخ میں گیا دوزخی بھی اسے دیکھنے لگا  
 یا نہیں۔

جواب پادری صاحب نے اس اعتراض میں کمال قوت استنباطی کو فرج کیا۔  
 اور شاید انھیں اپنے اس استخراج پر بڑا ناز ہو گا۔ صاحب اتنا ہی پوچھ لیا ہوتا کہ اس  
 حدیث کا مطلب کیا ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ حدیث کا مطلب صاف اور درست  
 ہے۔ مگر زبان اور محاورہ عرب نہ جاننے کے سبب سے پادری صاحب اس مول حیا  
 میں جا پڑے ہیں جو خود ان کے چالاک ہاتھوں کی کرتوت ہے۔

اصل منشا آپ کے اعتراض کا جملہ یَضَعُ رِجْلَهُ دَاخِلًا مَعَ رِجْلِهِ دَاخِلًا مَعَ رِجْلِهِ  
 رکھنا اور میں عزت والا اپنا قدم آپ ہم آ پکواؤں الفاظ کا صحیح مطلب دینا بتاتے  
 ہیں۔ جسے آپ کو بوجہ عدم فہم زبان عرب دھوکا ہوا ہے۔ گو الفاظ تو صاف تھے اور محاورہ  
 عرب کی طرف ذرا ہی سی رجوع کرنے سے آسانی مل ہو سکتے تھے۔ مگر چونکہ عادت  
 تصاریف کا خاصہ ہے کہ کسی کلام کا اصلی مقصد عمدہ ایا جملہ بدون توضیح و تفسیر نہیں سمجھتے  
 یا سمجھ نہیں سکتے اور یہ عادت نسلاً بعد نسل حضرات حارمین سے وراثت میں نہیں  
 ملی ہے کہ وہ سادہ مزاج بھی حضرت شیخ کے کلام کو بدون تفسیر و تمثیل سمجھ نہیں سکتے تھے  
 اسلئے ضرور ہوا کہ ہم پوری تفسیر ان الفاظ کی کر دیں۔ سنو۔

جواب۔ پہلا لفظ جبہ پادری صاحب کو دھوکا ہوا ہے لفظ تب ہے۔ سننا چاہیے کہ  
 ترتیب کا لفظ بڑے بڑے آدمیوں پر بولا گیا ہے۔ جیسے یوسف علیہ السلام کا قول دس  
 روزانی کو اذکرکئی عنہ رتک۔ سید پارہ ۱۲ سورہ یوسف۔ رکوع ۵۔ کہ مجھے



اپنے آقا کے رو برو یا کرنا۔ اور فرعون کہتا ہے۔ اَنَارُ ثُبُكُّهُ اَلْعُلَى۔ سپہا رہ۔ ۳۰۔  
سورۃ النازعات۔ رکوع۔ میں تمہارا بڑا رب ہوں۔

یہ لفظ عام بڑے بڑے رئیسوں اور امیروں کی اطلاق ہوتا ہے۔ ایسے اسکی  
جمع از باب سے اُمرا اور دنیا دار مراد لیے جاتے ہیں۔ اور ٹھیک اسے طرح عبرانی زبان  
میں بھی جیسے عربی کے ساتھ مشابہت تامہ ہر استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ ربی بڑے بڑے  
ہائوں اور سالکوں پر ہوتا ہی جاتا ہے۔

تو بعض جہد بکاسی اسم کے ساتھ ترکیب میں مذکور ہوتا ہے جیسے مثلاً اسی حکم سے  
رب العزۃ یا رب البیت یا رب المنزل اور وقت مراد لفظ صاحب کے ہوا کرتا ہے  
مذہب کے کہتے ہیں صاحب العزۃ۔ صاحب البیت۔ صاحب المنزل۔ عزت والا۔  
اور منزل والا۔ یا مالک منزل۔

یہ ادب۔ اور عزت معنی حیات۔ ضد جاہلیت ہے۔ دیکھو قرآن میں ایک جگہ اسکا  
استعمال ہوا ہے۔

اَحَدَنَّهُ نِعْرَةً بِالْاِثْمِ فَحَسِبَهُ جَهَنَّمُ۔ یعنی جب اسے خدا سے ڈرنے کو کہا  
جاتا کہ تو اسے عزت (ضد حیات جاہلانہ) گناہ پر آمادہ کرتی ہے۔ پس ایسے کے  
لیے جہنم میں ہے۔

اور عزیز کا لفظ جو اس سے مشتق ہوا قرآن میں (سورۃ دخان) شریحی  
پر جب جہنم میں ڈالا جائیگا بولا گیا ہے۔ ذُقْ نَارَکَ اَنْتَ الْعِزِّزُ الْکَرِیْمُ۔ حکم کیونکہ  
تو ہی حیات والا اور بزرگ و باہتمام تھا۔ اور عزیز اور رب العزۃ کے معنی مالک ہی  
ہے۔ اور رب العزۃ اور رب العزۃ کے معنی مالک و بزرگ و باہتمام۔ مثلاً اور رب العزۃ

کہد تاہر اسی حدیث کی بعض روایات میں آیا ہو۔ حتیٰ یضع فیہا جباراً منہ  
جباراً و ردب العزۃ کے یک ہی سنہ میں۔ یہ تیکہ سرکش مرد سے نکلیا نیوال۔  
پس گویا دونوں روایتیں اختلاف الفاظ منی واحد حتی ہیں اب حدیث کے  
سنہ یہ ہونے۔ کہ دوزخ زیادہ بھی کرتی رہیگی تب تک شریر مشبہ اپنے تئیں عزیز  
جانتے والے اور سین اپنا پانون رکھیں اپنے داخل ہوں۔

یاد رہے کہ اہل سلام کے اعتقاد میں دوزخ شریرون اور بد ذاتوں کی جگہ پر  
بسیا حدیث ذیل میں مذکور ہے۔

مشکوٰۃ صفحہ ۲۹۶۔ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ دوزخ میں ایک واوی ہے  
اور اس کا نام تہب ہے۔ اور اسکی تسکین کا باعث ہر ایک جبار ہوگا۔ اور اسکی آخر ہی شے  
کے الفاظ یہ ہیں۔ یسکنہ کل جبار۔

جواب۔ بعض روایات میں اگر آیا ہو۔ حتیٰ یضع اللہ فیہا فکد مہ۔ اول  
تو یہ روایت حدیث کے اعلیٰ طبقے کی روایت نہیں کیونکہ اس میں روایت بالمعنی کا  
احتمال ہے۔ اگر ان بھی لیا جاوے تو قدم سے مراد اشرار ہیں۔ پانون نہیں دیکھو  
قاموس اللغة۔ فکد مہ۔ ای الذین قدمہ من الاشرار۔ فهو قدم اللہ  
لنار کما ان الخیار قدمہ للجنة۔ یعنی قدم سے مراد وہ شریر لوگ ہیں  
جنکو خدا نے دوزخ کے آگے دھروا۔ پس وہ لوگ خدا کی طرف سے آگ کے  
لیے آگے کیے گئے۔ جیسے اچھے لوگ خدا کی طرف سے جنت کی جانب آگے  
کیے گئے۔ پس حدیث کے یہ معنی ہونے کہ دوزخ اہل من مزید پکارتی رہے گی  
جب تک خدا اشرار کو اوس میں نہ ڈالے گا۔ پر وہ بس کر رہیگی۔

جواب - وضع القدم - مثل يُلْزَقُ بِرَوْقِ الْقَسْعِ - یعنی وضع ایک محاورہ ہے جس کے معنی میں روکنا اور تمام دنیا - اب حدیث کے یہ معنی ہوئے کہ "یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنی روک اور تمام رکھ لیا اور ایسی روک کر دیا کہ روزِ قیامت میں مزید کہنے سے رُک جائیگی"۔  
 جواب - وضع القدم (پاؤں رکھ دینا) ذیل اور خوار کرنے پر بولا جاتا ہے چونکہ عبری اور عربی قریب قریب زبانیں ہیں - اور کتب مقدسہ میں بھی یہ محاورہ برتا گیا ہے اس لیے بظن ثبوت اتنا ہی بس ہے۔

تیسرا ۲۷ باب ۲۵ - خدا فرماتا ہے میں اپنے پاؤں کے تلووں سے مصر کی سب نمایاں ٹھکانا دوں گا۔

۲ سموئیل ۲۲ باب ۲۹ - اے وہ میرے قدموں تلے پڑے ہیں۔

۱ - سلاطین ۵ باب ۳ - جب تک کہ خدا نے اذکوار اسکے قدموں تلے نہ کر دیا۔

زبور ۸-۶ - تو نے سب کچھ اوسکے قدم کے نیچے کر دیا۔

توفا ۲۰ باب ۲۲ - و مرقس ۱۲ باب ۲۶ - جب تک تیرے دشمنوں کو تیرے پاؤں کی چوکی کروں۔

دیکھو ان سب محاورات میں لغوی معنوں میں قدم کا لفظ نہیں بولا گیا۔ بلکہ

مجازی معنوں میں - پس حدیث کے یہ معنی ہوئے کہ "یہاں تک کہ خدا جہنم کو ذلیل و خوار کر دے اور اسے چپ کر دے"۔

آج یہ محاورہ اوس خطبے میں بھی آیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

آخری حج میں بمقام عرفات پڑھا۔

وَدِمَاءُ أَهْلِ يَثْرِبَ مَوْضِعَ خَتِّ قَدَمِي -



جواب۔ یہ جواب گواہی دیتا ہے کہ اس بارے میں نتیجہ کے اس قول کی پیروی کی ہے کہ "الزام مستلزم" تھا کہ تمہارا الزام نہ لگا یا جاوے۔ اور نیز الزامی جواب ایسے بھی اختیار کیا جاتا ہے کہ معترض اپنی مسئلہ و مالوفہ کتابوں سے اس قسم کے اشتباہ کو رفع کرے۔ اب جواب سنئے۔

یہ بھی اعتقاد میں مسیح ملعون ہوا (نصوباً) اور ملعون کا ٹھکانا جہنم ہے۔ دیکھو اصل لفظ اور پوچھو اس نامہ کلیان ۳ باب ۱۳۔ جو کاٹھ پر لکھا یا جاوے وہ ملعون ہے اور نیز مسیحی اعتقاد میں مسیح خدا میں اور رب العزت بھی ہیں۔ (صاحب عزت) پس معنی یہ کہ جہنم کو تسکین نہوگی جب تک عیسائیوں کے خدا اوس میں قدم نہ رکھیں۔ اب سارے جوابوں کی آپ ہی کوشش کریں۔

حاصل الامر چونکہ پادری صاحب نے حدیث کا مطلب غلط سمجھا اور ربط و فاسد علی الفاسد اس سے غلط استنباطات کیے پس ان کے اعتراض کے باقی شقوق بھی بیکار و معطل ہو گئے۔ ایسے ہمیں ان شقوق پر فضول خامہ فرسائی کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ فاسد مقدمے کا نتیجہ لابد فاسد ہی ہوا کرتا ہے۔

اگر قدم کے معنی پاؤں لین جیسے عام مشہور عربی بھی اعتراض نہیں رہتا۔ اور عیسائی مذہب کے طور پر ہرگز کمال اعتراض نہیں۔ دیکھو خروج ۱۳ باب ۲۱۔ خدا آگ کے ستون میں اور خروج ۹ باب ۱۸۔ اور استثنا ۱۱ باب ۳۳۔ آگ کو خدا کا قدم نہ جلانے میں بخلا اور لوگوں کے بے ریب امتیاز ہے۔ دیکھو استثنا ۲ باب ۱۲۔ پھاڑ جلا پر خدا نہ جلا۔ اور استثنا ۲ باب ۲۶ میں خدا آگ میں کلام سناتا تھا۔ اور دیکھو دنیال ۳ باب ۲۵۔ خدا کے چند پیارے کھلے آگ میں پھرتے تھے۔ اور آگ اوس میں نہیں جلاتی تھی۔ اور

قانون قدرت میں دیکھو آگ ذرات عالم کو نہیں جلا سکتی۔ آگ کا کام تو چند اشیاء کے جلانے کا ہے۔ وہ اشیاء جو اسی مخلوق میں۔ نہ خالق کے جلانے کا۔

اعتراض - سورة ص - ٣٢ ركوع - وَنَخْرِجُهُ مِنَ الرِّحْلِ يُحْيِيهِ بِأَمْرِ رُخَاءٍ

حیث اَصحاب۔ یہ امر غلط ہے اس کا ثبوت نہیں ملتا۔ کسی معتبر ہودی مؤرخ کی گواہی سے ثابت کریں۔

جواب۔ افسوس ہم کھانک ہر ایک مضمون کے آغاز میں پادری صاحب کی نادانی اور نفرت عرب سے جہل کی شکایت کرتے جاؤں۔ پادری صاحب نے اسے کونسا غیر ممکن الوقوع واقعہ اپنے زعم میں سمجھا ہے کہ بڑے جوش میں آکر مورخان یہودی کی گواہی کے خواستگار ہیں۔ صاحب یہ تو معمولی قدرتی اور مشہودہ واقعے کا ذکر ہے کہ شب و روز ہمارے تمہارے مشاہدے اور یہ تاؤ میں آ رہا ہے۔ آپ صرف جہل لسان کی وجہ سے اس ورطے میں پڑے ہاتھ پاؤں مارتے ہیں۔ میں تمہیں نصیحت اور اخلاصاً کہتا ہوں کہ کیوننا حق اپنی عاقبت بگاڑتے ہو۔ قرآن کریم جو اپنی ذات اور اصلیت میں صادق و مصدق کلام ہے۔ ایسے واہی اور پاؤں ہوا اعتراضوں سے سر من نفس و قدح میں نہیں آسکتا۔ لیجئے اصلی کیفیت ہم سنائے دیتے ہیں۔ اور نہ ہیودی مؤرخ کی بلکہ خود خدا کی شہادت یعنی اس کے کام کی شہادت سے اس کا ثبوت دیتے ہیں۔

فَقَدْ كَلَّمَ الْاِنْسَانَ خَلْقًا بَعِيثًا اَصَابَ سَيْبًا مِّنْ مَّوْءِدٍ۔ رکو ۲۰۔

سَخَّرَ لَهَا سَخِيْرًا۔ ذَلٰلَةً وَّ كَلَفًا عَمَلًا لَّا اُجْرَةَ۔ یعنی سخرہ تسخیر کے معنی میں اس کو مطیع کیا اور اسے مفت سے مزدوری کام میں لگایا۔

۱۱- جنبه های فرهنگی

لے پس مفتاح میں لگا دی سلیمان کے ہوا نرم چلتی او کے (مشد کے) حکم سے جہان پو نیچا چاہتا ۱۲ شبیر کی ضمیر

ازن میں بت بلایا مآورہ آیا ہے دیکھو۔

سَحَرَكُمْ لَأَفْلَکَ لَیَجْرِی فِی الْبَحْرِ بِأَمْرِہِ وَ سَحَرَكُمْ لَأَفْلَکَ لَنَهَارٍ وَ سَحَرَكُمْ لَأَفْلَکَ لَلَّیْلِ

وَالْقَمَرُ دَائِبِیْنِ وَ سَحَرَكُمْ لَأَفْلَکَ لَلَّیْلِ وَ لَنَهَارٍ سِیَّارَہٗ ۱۲ سورۃ ابراہیم رکوع ۵۔

کَذٰلِکَ سَحَرْنَا لَکُمْ سِیَّارَہٗ ۱۱ سورۃ حجر رکوع ۵۔

سَحَرْنَا لَکُمْ مَا فِی الْاَرْضِ وَ لَافْلَکَ لَیَجْرِی فِی الْبَحْرِ بِأَمْرِہِ سِیَّارَہٗ ۱۲ سورۃ حجر رکوع ۵۔

تَوَّزَّوْا اِنَّ اللّٰہَ سَحَرَكُمْ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ سِیَّارَہٗ ۱۱ سورۃ لقمان رکوع ۲۔

ان تمام مآورات سے لفظ تسخیر کا استعمال واضح ہو گیا کہ تسخیر مفت میں بلا مزدوری کام میں لگا دینے کو کہتے ہیں۔

بیشک کشتیان جہاز دریا سمندر سوج چاند ستارے رات دن چار پائے موٹی

باری تعالیٰ جل شانہ نے محض اپنے لطف و کرم سے مفت ہمارے کام میں لگا رکھے

میں۔ باین معنی کہ انکی خلقت اور فطرت ایسی بنائی ہے کہ بلا اجرت ہمارے منافع اور

مصالح دنیوی کے تمام وانصرام میں لگے ہوئے ہیں۔ بلکہ حقیقت ہماری زندگی و معاش

انہیں اشیا اور قوای طبعی کے وجود پر موقوف ہے۔ چونکہ ان بڑے بڑے قوای طبعی

مثلاً سمندر، سوج چاند ستارگان رات دن وغیرہ پر من مینا الخلق ہم قدرت نہیں

کہتے۔ اور نہ چیز او قہرا او نئے کام لے سکتے ہیں۔ اسلئے اللہ تعالیٰ اپنا فضل و امان

و احسان جبار سے اس مہربانی کی شکر گزاری لینے کے لیے اون اشیا کا اور اون سے

۱۔ اور کام میں لگا دی تھا ہے کتنی تو کہ چلے سمندر میں اور کے حکم سے۔ اور تھارے کام میں لگا دیں نبات اور کام میں

لگا دیا تھا ہے سوج اور چاند یکے سنور پر اور کام میں لگا دیا تھا ہے رات اور دن کو ۱۲

۱۳۔ اور ایسے ہی کام میں لگا دیا تھا ہے اونٹ کو ۱۲۔

۱۴۔ کیا تھے نہیں دیکھا کہ اللہ نے تھارے بس میں کیا زمین والی چیز کو اور کشتیان دریا میں کسی حکم سے چلتی ہیں ۱۲۔

۱۵۔ کیا تھے نہیں دیکھا کہ اللہ نے تھارے اختیار میں کر دیا جو کچھ زمین اور آسمان میں ہے ۱۲۔



بہین منافع ہو چکے کا ذکر فرماتا ہے کہ دیکھو ایسی ایسی بڑی زبردست چیزیں جیسے تمہارے  
دستِ قدرت کو رسائی ممکن نہ تھی مفت میں میں نے تمہارے کام میں لگا دی ہیں۔  
اوسکے یعنی خدا کے ہمارے کام میں اوان شیا کو لگا دینے یا ہمارے اودکو کام میں لانے  
کے یہ معنی ہیں کہ ہمارے تمام منافع اور مصالح کا مدار ان ہی اشیاء کے وجود پر ہے  
اور یہ سب تار و پود ہستی اور ہر گمانہ با آب و تاب انہیں اشیاء کی مدد اور ذریعے سے  
نبھتا اور چل رہا ہے۔

جو لوگ قانونِ قدرت میں غور و فکر کرتے ہیں وہ خوب سمجھتے ہیں کہ کس طرح ہر شے بعض  
قوا سے قدرت سے قدرتی طور پر اور بعض اشیاء کے خود استعمال صحیح سے متمتع ہو سکتے اور  
ہو رہے ہیں۔ اہل یورپ نے انہیں قوا سے قدرت کی طرف توجہ کرنے اور اوسکے  
استعمال صحیح (تنجیر) سے مثلاً ایک سٹیم (بخار) ہی کی تنجیر اور کام میں لانے سے کیسے  
کیسے منافع اودٹھائے ہیں۔ کیسے بیش بہا انجن ایجاد کیے ہیں کہ تجارت اور متول میں اہل عالم  
پر بہت لے گئے۔

یہی عمل تنجیر ہے جسے قادر مطلق رحیم خدا نے فطرتاً بتفاوت ہر انسان میں ودیعت  
رکھا ہے۔ مالا مال اور خوشحال وہ لوگ ہوئے جنہوں نے اس قدرتی عطا کردہ فیض  
وہی سے کام لیا۔ یہ وہ عمل تنجیر نہیں ہے جسے عوام کا لالہ نام ڈھونڈتے پرتے ہیں  
اور شب و روز فضول جہد و مجاہدے میں سرگردان اور نہمک رہتے ہیں۔ کیا کوئی  
شخص کسی قسم کا کلمہ و کلام پڑھ کر سورج اور چاند کو مسخر کر سکتا ہے۔ یا اودکی معمولی قدرتی  
رفتار اور حرکات میں فرق ڈال سکتا ہے۔ نہیں نہیں یہ وہی قدرتی تنجیر ہے جو پہلے بیان  
ہو چکی ہے۔ اور اوسے ہی کو باری تعالیٰ اقمنا اور احسانا یا ودلاتا ہے۔ سعدی نے

س موقع چڑیا خوب کہا ہر اور کیا خوب س تنخیر و تنخیر کا مطلب حل کیا ہر۔ گویا سات سو  
 برس قبل عقلمند پادری صاحب کے مجھوں اعتراض کا جواب دے دیا ہے۔  
 ابرو بادوسہ و خورشید و فلک و کارند      تا تو ملت کف آری و بغفلت تنخوری  
 ہمہ از ہر تو سرشتہ و فرمان بردار      شرط انصاف نباشد کہ تو فرمان نبری  
 کیون صاحب! اب بھی تنخیر کے مسئلے حل ہوئے یا نہیں س ع گرا سپر بھی نہ تم سمجھو  
 تو بس تھے خدا سمجھے۔ ۱۰ اجی جناب پادری صاحب یہ وہ تنخیر نہیں جسکی استاد صاحب  
 آپ کو تعلیم کی تھی کہ ”اگر تم رائی کے دانے کے برابر ایمان رکھنے تو اگر ہار گوتے  
 کہ اپنی جگہ سے مل جاتا تو مل جاتا۔“

اب ہم مضمون آیت قنازعہ فیہا کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

اصل قصہ یونہی کہ بنی اسرائیل میں پہلے پہل حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہونے  
 ایک خاص کام لیا۔ جسکا ذکر انعام کے طور پر باری تعالیٰ اس آیت میں کرتا ہے۔  
 وہ بات یہ کہ حضرت سلیمان نے جہازوں کے دو بیڑے بنائے تھے ایک خلیج فارس  
 اور بحر نہد میں دوسرا بحر روم میں چلتا تھا۔ اس امر کا ثبوت معتبر یہودی تاریخ سے  
 سن لیجئے۔ سلاطین اول ۹ باب ۲۶۔ پھر سلیمان بادشاہ نے عسکریون جبرین  
 جو ایلوت کے نزدیک بحر ریاسے قلمزم کے کنارے پر جو اردوم کی سرزمین میں ہے  
 جہازوں کے بحر بنائے اور حیرام نے اس بحر میں اپنے چاکر ملحق جو سمندر کے حال  
 سے آگاہ تھے سلیمان کے چاکروں کے ساتھ کر کے بھجوائے اور وے اوفیر کو  
 گئے (اور دیکھو اخبار الایام ۲ باب ۲-۱۶)

اخبار الایام دوم ۲ باب ۱۶۔ بادشاہ کے جہاز حیرام کے نوکر دن کے ساتھ طرے

باتے اور وہاں سے اونپر تین برس میں ایک بار سونا اور روپا اور ہانسی دانت  
بندر اور موراد اسکے لیے بھیجتے تھے۔

چونکہ زمانہ سابق میں جہاز کا چلنا صرف ہوا کی موافقت اور سازگاری ہی پر موقوف  
تھا۔ اور حضرت سلیمان کے جہاز تو فوق الہی ہوا کی سازگاری سے حسب المرام چلا  
اور کام دیتے تھے بنا بران باری تعالیٰ اس جگہ امتناناً یسبحینے ہوا کا ذکر کرتا ہے  
کہ ہم نے ہوا اور اسکے کام میں لگا دی۔ اور اس لیے کہ ہوا ہی محرک اور منشا ہے جہاز  
کی مگر اعظم تھی ہوا ہی کے ذکر پر اکتفا کیا اور کثرت جہاز رانی مراد رکھی۔ اس آیت  
کے آگے فرمایا ہے۔

عَدُوًّا شَرًّا قَورَ وَاَحْمًا شَرًّا۔ سِنِیْطَرَّةٌ سُوْرَةٌ سَبَّارٌ کُوْرَةٌ۔

اسمین اون جہازوں کے سفر اور طومر مسافت کا بیان ہے کہ صبح و شام میں اتنی مسافت  
طو کر جاتے تھے جو اس زمانے میں لمبا طر سفر تری کے ایک مہینے کی راہ ہوتی تھی  
بیشک اس ابتدائی زمانے میں سفر تری کی دشواریوں اور صعوبتوں اور راہوں  
کے محفوظ و ناموں نہ ہونے پر اگر نظر کیجاوے تو جہاز رانی جسکے ذریعے سے خشکی کو  
کوسوں کی راہ چند گھنٹوں میں طو ہو جاتی تھی خدا کے فضل اور قدرت کی ایک عظیم  
آیت (نشانی) تھی۔ اور بنی اسرائیل کے لیے خصوصاً جنہیں اول اول خدا نے  
یہ فن عطا کیا۔ خدا کے احسانات کے تذکر کی بڑی بھاری نشانی تھی۔

قرآن مجید کا یہ عجیب اور مخصوص طرز ہے کہ اوسمین باری تعالیٰ انسان کو  
منافع اور فوائد جو انسان کو اسے قدرت کے استعمال سے یا اللہ تعالیٰ کے محض



اون اثبات سے حاصل کرتا ہے اور یاد دلا کر اور اپنا علت اعلیٰ ہونا اوس کے ذہن نشین کر کے  
 اوس کو اپنی طرف بلاتا ہے۔ اور یہ عجیب طریقہ انسانی قوی پر تاثیر کرنے کا ہے جو حقیقہ قرآن  
 کریم ہی سے مخصوص ہے اور اس بیان تو انہی قدرت سے تمام قرآن بے نیاز ہے۔ ایسا  
 ہی اس آیت میں بھی اس عادت جاریہ کے موافق حضرت سلیمان پر انعام و فضل  
 کا ذکر کیا ہے اس سے آ کے والی آیت یہ ہے۔

تَجْرِى بِأَمْرِ رَبِّكَ الْأَرْضُ لَئِيَّ بَارِكْنَاهُ فَيُمْسِكُ سِدْرًا سُبْحًا سِوَاهُ انبِيَاءِ رُكُوعًا ۝۶  
 پلٹتے تھے وہ جہاز اوس کے (سلیمان) حکم سے اوس زمین کی طرف جس میں جسے برکت دی  
 اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جہاز حضرت سلیمان کے حکم سے بلا وافرقت یا مہلت ہو کر  
 ارض شام کو آتے تھے۔

اعتراض۔ قرآن نے مریم مسیح علیہ السلام کی ماں کو اخت ہارون مارون  
 کی بہن کہا۔ یہ بات صحیح نہیں۔ جواب ہے۔

(۱) معترض عیسائی لوگو! کوئی الہامی اور روح القدس کی لکھائی ہوئی تاریخ ایسی  
 نہیں جس میں مریم کے خاندان کا مفصل حال مرقوم ہو۔ اور ایسی بھی کوئی کتاب  
 عیسائیوں کے گھر میں نہیں جس سے مریم کے بھائیوں اور ماں باپ وغیرہ شتے  
 دارون کے نام کا یقینی پتا لگے۔ پھر قرآن کے کلمہ اخت ہارون پر آپکا اعتراض کیا  
 (۲) پادری لوگو! تم نسب ناموں اور قصوں پر اعتراض نہ کیا کرو۔ کیونکہ پولوس  
 طمطاؤس کے پہلے خط میں لکھتا ہے۔ کہانیوں اور بے حد نسب ناموں پر کاغذ نہ کریں  
 یہ سب تکرار کا باعث ہوتا ہے نہ تربیت الہی کا جوایمان سے ہے۔ طمطاؤس باب ۴۔

(۳) سنو!۔ انجیل متی کی ابتدا میں شیخ کو ابن داؤد اور داؤد کو ابن ابراہیم لکھا ہے

متی - ۱ - باب ۱ - حالانکہ مسیح ورواؤد کے درمیان اور وادابراہیم کے مابین  
پشتہا پشت کا فرق ہو بلکہ بقول تمہارے مسیح ابن وادوی نہیں۔

(۴) سنو - ایسبات کو بارون کی بیٹی کہا گیا لوقا - ۱ - باب ۵ - حالانکہ ایسبات اور  
ذکریا کے زمانے سے جتنا ذکر لوقا نے کیا ہے بہت ہی مدت پہلے بارون مر چکے تھے۔  
اور ایسبات اور بارون میں پشتہا پشت کا فرق ہے (۵) جی حضرت ایسبات انگلستان  
کی ملکہ نہیں ہے بلکہ اس سے بہت پہلے گزر چکی ہے۔

بات یہ ہے ناموں میں اشتراک بھی ہوتا ہے۔ دیکھو یوسف اور یعقوب مسیح کے بھائی  
بھی ہیں اور ان سے سیکڑوں برس پہلے یوسف اور یعقوب اسحاق نبی کے پوتے  
اور بیٹے بھی گزرے۔ پس کیا ممکن نہیں کہ ایک بارون موسیٰ کے بھائی ہوں  
اور دوسرے مریم کے۔

(۵) سنو - عرب میں آخ اور آخت کا لفظ وسیع معنوں میں مستعمل ہوتا ہے حقیقی  
بھائی اور ایک ہی پشت کے بھائی پر محمول نہیں۔ دیکھو قرآن -  
إِلَىٰ شُعُوْدٍ أَخَاهُ صَالِحًا - سیپارہ ۱۲ - سورۃ ہود - رکوع ۶ -  
وَالِیٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُوْدًا - سیپارہ ۱۲ - سورۃ ہود - رکوع ۵ -  
حالانکہ صالح اور ہود اپنی اپنی قوم کے حقیقی بھائی نہ تھے۔

اور زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں ازواج کی تاریخ میں صفیہ کے قصے میں لکھا ہے  
کہ صفیہ بی بی پر جو خیر کے یہود سے تھیں رسول اللہ کی اور یہودیوں نے کچھ طعن کیا  
اور صفیہ نے ان کے طعن و تشنیع کا تذکرہ اپنے خاوند محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا

سے شہود کی بھائی صالح کو ۱۲۸۵ھ اور عادی طرف ان کے بھائی ہود کو ۱۲۸۶ھ

تو اپنے فرمایا تو نے کیوں نہ کہا۔ اے کھارون و سحری موسیٰ و زوہری محمدؐ  
 دیکھو بیان ہارون موسیٰ نبی کے بھائی کو اب یعنی باپ کا حال کدہ بت مدت پہلے کدہ بت  
 عرب کے لوگ عمدہ تلوار کو اخو ثقتہ اور برہسے بہادر کو اخو ثمرات الموت کہتے ہیں انھیں  
 تصویر سے بہت تعلق پراخت کا اطلاق ہوتا ہے۔ مریم صدیقہ کا ہنون مین پٹی اور  
 ذکر سیا کا ہن او کے قریب رشتے دار تھے اور کاہن بے رب و نرد ہارون کے  
 بھائی تھے الیسات ہارون کی بیوی مریم کی قریبی رشتے دار تھی دیکھو توقا۔ ایاب  
 پس کیا تعجب ہو اگر قرآن نے کہہ دیا مریم ہارون کی بہن تھی۔

سوال۔ لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَعْلَقَ فَمِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ سبَّارَہ  
 ۲۶۔ سورۃ فتحنا۔ رکوع ۱۔

وَأَسْتَغْفِرُ لَكَ ذَنْبَكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ۔ سبَّارَہ ۲۶۔ سورۃ محمد۔ رکوع ۲۶۔  
 ان آیات اور ان کے امثال سے محمد صاحب کا گنگار ہونا ثابت ہوتا ہے۔

جواب۔ پھر کیا ہوا۔ سوچو تو سہی شیخ ملعون بنین۔ اور اونکی الوہیت اور خدا الہی  
 مین بٹانہ لگے۔ با اینہم گناہ گاری کہ تمام عیسائیوں کے معاصی سے گنگار ہونے  
 اور بقول ایوب عورت کے شکم سے نکل کر صادق نہیں ٹھہر سکتے تھے۔ دیکھو ایوب  
 وہ جو عورت سے پیدا ہوا کیا ہے کہ صادق ٹھہرے ۱۵ باب ۱۴۔ ایوب۔ پھر مریم حب  
 گناہ سوروشی آدم گنگار تھی تو شیخ کو کوئی پاک نہیں ٹھہر سکتا۔ کون ہی جو ناپاک سے  
 پاک نکالے۔ کوئی نہیں۔ ایوب ۱۴ باب ۴۔ اور پھر عیسائیوں مین تمام آدمی آدم  
 کے گناہ سے گناہ گار ہیں۔ اور آدم کا گناہ عورت سے شروع ہوا۔ تو مریم اور ابراہیم

سے ناک نکلنے انہی سے پہلے اور انہی سے پہلے نہ ہون کو  
 ۱۵۔ دروغت مانگ، اپنے لیے تو مومنوں کے لیے ہے۔



ایٹیا کیسے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ پس گناہگار اگر الوہیت سے معزول نہیں تو گناہگار نبوت اور رسالت سے کیسے معزول ہو سکتا ہے۔

اور سنو کتب مقدسہ کا محاورہ جو مورث اعلیٰ کا نام لے کر قوم کو مخاطب کیا جاتا  
ہے۔ دیکھو۔ یثرون (یعقوب) موٹا ہوا اور اُس نے لات ماری۔ تو تو موٹا ہو گیا چربی میں  
چھپ گیا خالق کو چھوڑ دیا۔ استثناء ۲۲ باب ۹-۱۵۔ یعقوب کو جیسی اداس کی رہن  
ہیں سزا دیگا۔ ۱۲ باب ۲۔ ہوشیع۔ یعقوب کو اوس کا گناہ اور اسرائیل کو اوس کی خطا جہاں  
میکہ ۳ باب ۸۔ یہ تو عہد عتیق کا محاورہ سنا یا۔ اب عہد جدید کو سینے۔ اوس نے تو حد  
کر دی ہے۔ سنو سنو سنو۔

مسیح نے ہمیں مول لے کر شریعت سے چھوڑا یا۔ کہ وہ ہمارے بدلے میں لعنت ہوا۔  
تمامہ کلیان ۳ باب ۱۳۔۔ ۲ قرنتی ۵ باب ۲۱۔

تیس میں کتابوں جب صاحب قوم قوم کے گناہ سے گناہگار کیا جاتا ہے۔ اور  
جب قوم کو صاحب قوم کے نام سے مخاطب کیا جاتا ہے۔ تو آپ ان آیات میں جسے  
محمد صاحب کا گناہ ہونا ثابت کرتے ہیں۔ اس امر کو کیوں فرو گذاشت کیے دیتے ہیں۔  
بائیںہم جن آیات سے آپ لوگ محمد صاحب کی نسبت الزام قائم کرتے ہیں او نہیں یقینی  
طور پر بطحاظ عربی بول چال کے اعتراض ہو ہی نہیں سکتا۔ مثلاً سوچو آیت **وَأَسْتَغْفِرُ**  
**لَذُنُوبِكُمْ وَلِلْمُؤْمِنِينَ** میں ہم کہتے ہیں **وَلِلْمُؤْمِنِينَ** والا و اعطف تفسیری کا واو  
وروا و تفسیری خود قرآن میں موجود ہے۔ دیکھو سورہ رعد۔

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْكِتَابُ وَلَذِكْرِي أُتْرِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ الْحَقُّ - سَبْعًا سُوْرَعِد - رَكْعَةً -

۱۲۔ یہ آئین قرآن کی مبنی و جہاد و تارک و تحریک پاس تیرے ضام سے ۷۵ سج ہے ۱۲۔

آيَاتُ الْكِتَابِ قُرْآنٌ مُبِينٌ - سَبَّاحُ ۱۲ سُوْرَةُ هُجُورُ كُوْرَةُ ۱ -

نیت و وجداً لکھنا کہ میں کیا ہم نہیں کہہ سکتے کہ امت میں طلب ہے اور ضامن  
محب کو بھی کہتے ہیں۔ دیکھو ماوراء قرانی۔

إِنَّكَ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ - مِيقَاتُ ١٣ سُوْرَةُ يُسُف رُكُوْعُ ١١ -

بات یوسف کے بھائی یعقوب کو کہتے ہیں۔ اور یہاں ضماں کے معنی گمراہ کے ہرگز  
 ہیں۔ کیونکہ قرآن محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ضلالت کی نفی بھی کرتا ہے۔ جہاں تاہی

اضل صاحبك وما غوى - سيارة ٢٤ - سورة نجم - ركوع ١ -

نا غوی کی لفظ کے ساتھ ماضی کا خوب بیان ہو گیا۔

لکھ گناہوں کے وجود سے کبر اور عجب - ریا اور سمعہ کا کیسا علاج ہوتا ہے۔

رگناہ کسطرح توبہ اور عجز انکسار کا باعث ہوتا ہے۔ یہ موقع اس امر کے بیان کا نہیں

عترض - انا فتحنا لك فتحا مبينا ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك

مَا تَأْتِيهِمْ سِيارَةٌ ۖ سِيارَةٌ ۖ ۲۶ - سورة فتحنا - ركوع ۱ -

آس آیت مین محمد صاحب نے بڑی دلیری کی اور اپنے آپ کو باہمہ گنہگاری  
 لے ڈر یقین کیا۔

جواب حقیقی۔ ایسے بشارات حسب کتب مقدسہ ضرور ہوا کرتے ہیں۔ دیکھو

نی پطرس نے جب کہا بننے تیرے لیے سب کچھ چھوڑ دیا۔ تو سچ نے فرمایا

۱۴۰: یٰۤاٰتِیْنِ مِنْ تَابِکِیْ وَرُکَّعِیْ قُرْآنِکِیْ ۱۲۔

۱۲۔ بہارِ توحید پرانی غلطی میں سے ۱۲۔

۱۲۔ نین بجکا شمار ارفیق اور نہ بجکا ۱۲۔

۱۷۔ منے فتح دی بجگو فتح ظاہر کہ بخشے اللہ تمہارے پچھلے اور پہلے گناہوں کو ۱۷

تم بادشاہت کے وقت بارہ تختوں پر بیٹھو گے۔ ۱۹ باب ۲۷ سٹی۔

اگر کوئی بھی بشارات اور پطرس کی خوشخبری مشروط تھی بدون شرط نہیں۔

ہم کہتے ہیں مسیحی اور پطرس شہداء کا تو ذکر انجیل میں نہیں۔ قرآنی بشارات کا

قرآن میں ذکر ہے وکیویت۔ لکن شریعت لیجیٹن عملاک۔ مطلب یہ ہو کہ

خاتمہ ایمان پر ہوا تو تیرے ساتھ معاف ہیں۔

اور سنو فتحناک فتحناک کے معنی آپ لو کون کو معلوم نہیں۔ اس آیت

کی تفسیر کے لیے قرآن ہی عمدہ تفسیر اور وہ آیت مفسرہ آیت اکر نشو وحرک

صہ رک ووضعتک وذرک ہر فتح سے مراد ہے۔ دلیہ معلوم باری اور اس

بادشاہت کے اسرار کا کھولنا۔ اور جب وہ ملتے ہیں تو توبہ اور خشیت اور خود

انہی پر ہوتا ہے جس کے باعث گناہ نہیں رہتے۔ انسان نئی زندگی پاتا ہے

نیا بدلہ حاصل کرتا ہے۔

ایک اور جواب سنئے۔ شیخ حواریوں کو فرماتے ہیں۔ جنکو تم بخشو انکے گناہ

جاتے ہیں۔ اور جنہیں تم نہ بخشو گے نہ بخشے جائیں گے۔ یوحنا ۲۰ باب ۲۳۔

جہاں مجھوں اور یورپوں کو گناہ بخشنے کا اختیار ہے وہاں باری تعالیٰ کو ایک

کے گناہ بخشنے کا اختیار کچھ تعجب انگیز اور محال نہ لگتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ بیشک اللہ

نے نبی عرب حضرت محمد مصطفیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو فتوحات دین

فتوح فتح مکہ وغیرہ جس کے ظہور سے بت پرستی کا استیصال اس شہر سے کیا

جیسے مت پرست ملک سے ابد کے لیے ہو گیا۔ اور تمام دنیا میں توحید پرستی کے

توحید الوہیت کا شور مچ گیا۔ اور مختلف قبائل عرب لوٹ مار کرتے شرابخواری اور جوتے



تنگی کی حالت میں اسرا غلاق مجسم پورے موند مو کر نیک چال پر آگئے۔ اتنی ہدایت  
بیدار سے ہادی کے گناہ معاف ہوئے ہوں باطل عقل کے غلام سے  
رفتو مات بالہنی کا حال گے لکھ چکا ہوں۔

متواتر سن سورۃ فہمہ۔ رکوع جو قرآن سے منہ پھیرے اور سکی عیشت تنگ  
ہی یہ باطل ہر کردردان قرآن کو نہیں مانتے اور او کی عیشت تنگ نہیں۔  
ربہان قرآن تنگ مین۔ اور لڑائیوں مین دھمی ہوئے۔

یہ اب۔ بعد اکتب مقدسہ مین نہیں لکھا۔ ہان شریر کا چراغ بجایا جا گیا۔ ۱۸  
باب ۵۔ ایوب۔ تنگ حالی او کے پاس مستعد رہی ۱۸ باب ۱۲۔ یوب وہ ویران  
مردن مین بیگا۔ ۵ باب ۲۸۔ پر جانتے ہو مت شریر خوش مین نہیں بات یہ  
مردن کی خوشی کرنی تھوڑے دن کی ہی۔ اور ریاکاروں کی شادمانی لمحے کی  
۱۸ باب ۵۔ ایوب۔ پس جو لوگ قرآن کو نہیں مانتے او پر عیشت بیشک تنگ  
وہ چراغ گل ہوگا۔ عیشت۔ خنک۔ تنگ حالی او کے پاس مستعد رہے گی۔ وہ  
میران شردن مین بسین گے۔ او کی شادمانی لمحے کی ہی قرآن بھی کتا ہے۔  
مَاءُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ۔ پونجی دنیا کی تھوڑی ہے

دوسرے جملہ اعتراض کا جواب۔

۱۔ وہ دیکھ جو خدا کے لیے ہے ایک بخشش ہر فلی۔ ۱ باب ۲۹۔ وہ دیکھ جو خدا کے  
لیے ہے خوشی کا باعث ہر اعمال ۵ باب ۴۔ کیونکہ باپ کے ہاتھ سے ملتا ہے  
۱۸ باب ۱۱۔ یہ پیالہ ہر نہ سمند زبور ۵۵۔ ۸۔ اس مین غوطہ کا ارمے نہیں۔  
۱۸ باب ۲۳۔ یسایہ ۲۳ باب ۲۔ ۲ قرنی ۲ باب ۸۔

پادری صاحبو۔ یہ ایسی بات ہے جیسی لو فاکتے ہیں۔ تمہارے سز کے بال بھی  
 نہ ملین۔ اور یہ بھی کہ وہ قتل کرینگے۔ لوقا ۲۱ باب ۱۶-۱۸۔ اور متی ۲۴ باب ۱  
 ایک اور حقیقی جواب بخاری میں لکھا ہے۔ خنک کے معنی شقاوت اور بد بختی  
 کے ہیں۔ اور یہی معنی ابن عباس نے لیے ہیں۔ پس سوال کا موقع ہی نہ رہا۔  
 ۲ اعتراض۔ سورہ کف میں سکندر کا قصہ ایسا عجیب غریب بیان ہوا ہے جسکی  
 حد نہیں۔ یہ قصہ مصنف قرآن کی کم علمی پر بڑی دلیل ہے۔ سکندر رومی کے روزنامہ  
 موجود ہیں۔ انہیں کہیں یہ موجود نہیں۔ سکندر سورج ڈوبنے اور سورج چڑھنے  
 کی جگہ تک گیا ہے۔ اور زمین چونکہ گول ہے ممکن ہی نہیں سورج کہیں دلدل میں  
 ڈوبتا ہو۔ کسی مؤرخ کی شہادت سے ثابت کرو۔ اور یونانیوں کی تاریخ ٹولو  
 پھر دیو اور یا جوج کا پتا دو۔ اتنی بڑی مخلوق کہاں گم ہے۔

جواب۔ اسکندر کا نام تمام قرآن میں نہیں۔ سورہ کف میں جو ایک جزو  
 ہے کہاں ہوگا۔ جب کل میں نہیں تو جزو میں ہونا محال ہے۔ سورہ کف میں جس  
 بادشاہ کا ذکر ہے اوسکی قرآن نے تعریف ہی کی ہے۔ اور رومی سکندر ایک  
 بت پرست کا فر تھا جو شراب خوری میں ہلاک ہوا۔ قرآن کہیں شہد و کی تعریف کا  
 ہاں سورہ کف میں ذوالقرنین کا تذکرہ ہے۔ (ذو) کے معنی صاحب یا  
 کے ہیں۔ اور قرنین تثنیہ ہے قرین کا۔ قرین کے معنی سینک تثنیہ کے معنی  
 دو سینک۔ ذوالقرنین کے معنی دو سینک والا۔ ذوالقرنین کے معنی سکندر  
 ہرگز نہیں۔ ادنیٰ عربی دان سے یہ معنی پوچھلو۔

محمد رسول اللہ نے اپنی نبوت میں یہود اور نصاریٰ کو کہا تھا مجھے اللہ

الہامی کتابوں کا منسوخ بنایا۔ اور جو چھ اہل متون تھے الہامی کتابوں کے نمونہ بن گئے تھے۔  
 ورنہ یہی مسئلہ کہ ہم خدوت کیا حق کے معنی میں ہو گئے اس خدوت  
 کے ثنائے کو اللہ تعالیٰ نے مجھے رسول کیا ہے ضرورت نبوت کے اور وجہ بھی  
 نہیں جو یہ ہے۔ اسی کتاب میں کچھ اور نہیں سے کچھ گمیری بھی ایک ضرورت تھی قرآن  
 میں میرے اس قول کی تصدیق یہ ہے۔

إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَفْصُلُ بَيْنَ آبَائِنَا الَّذِينَ هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ  
 سیارہ ۲۰ - سورۃ نمل - رکوع ۶ -

دیکھو نہ وقتی قیامت کے منکر تھے ونگو کیسے کیسے زبردست داخل قانون قدرت  
 سے قیامت کا ہونا بتلایا مسیح نے بھی قیامت کے وجود پر گواہی دی۔ مگر وہ گوی  
 بے دلیل قانون قدرت کے صرف ایک نقلی بات کے اشارے سے تھی بخلاف دلائل قرآن  
 عیسائی خاکسار مسیح کی اہمیت کے قائل تھے۔ اور ان کا رنگ یقینی دلائل سے  
 قائل کیا۔ دیکھو یہاں ابطلال اہمیت مسیح منکر ہے کہ مسیح کو جو تم ابن اللہ کہتے ہو کس  
 معنی کر کے اگر ابن کے حقیقی معنی لیتے ہو تو ان نمونہ میں بیٹ کا باپ کے نطفے اور  
 باپ کی جو رویت کی مان کے رہے ہونا ضروری ہے۔ اور یہ کہ ان کی جو رویت ہونا  
 تمہارے مذہب میں اور کل عقل کی عقل میں سمجھ میں نہیں آتا۔

أَنِّي يَكُونُ كَذَلِكَ وَلَوْ تَكُنْ لَصَاحِبَةً

اور صاحبہ یعنی جو رو کا خدا کے لیے ہونا تمہارے یہاں مسلم ہے پس یہاں بھی حقیقی  
 کیسے ہو گا۔ اور اگر اور معنی میں تو ان معانی میں اللہ مجسم کو ابن اللہ کہنا صحیح نہیں۔ کیونکہ

۱۔ یہ قرآن بیان کرتا ہے کہ جو کہ جس میں وہ اختلاف کرتے تھے۔

۲۔ کیونکہ جو اس کے لیے رو کا حالانکہ وہ کسی عورت نہیں ہے۔



یہ سب کو خالق اور علم کامل محیط کل شیا لازم ہے۔ اور مسیح میں دو توان مفسرین و مفسرین  
نفی صفت خلق میں متی ۲۰ باب ۲۲۔ اور نفی صفت علم میں۔ مرقس ۱۳ باب ۳۲۔  
متی ۲۴ باب ۳۶۔ اعمال ۱۔ باب ۷۔ یہ دلیل قرآن میں یوں ہے۔

اَنۡیَ یَّکُوۡنُ لَہٗ وَلَدٌ وَّلَٰوۡکُنَّ لَہٗ صَاحِبَۃٌ وَّخَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ وَّہُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیۡمٌ  
سیدارہ ۷۔ رکوع ۱۹۔ سورۃ النعام۔

کفارے کے ابطال میں جسے عیسائیوں کو ارتکاب معاصی میں مباح کر رکھا تھا  
اور یقین دلا یا تھا کہ مسیح سب کے بدلے ملعون ہوئے۔ کلتی ۳ باب ۱۳ کا تیز وازرہ  
وَزَرَ اٰخِرٰی کہ کر مٹایا۔ غرض رسول خدا کے دعوے مفسر ہونے پر اہل کتاب نے  
چند سوال کیے۔ ایک روح کے متعلق کیونکہ قدم روح کا ایک جہان قائل تھا اور اس  
اعتقاد نے روح کے غیر مخلوق ماننے میں پھنسا رکھا تھا اسی واسطے یہود نے اور  
دنک ساتھ اور لوگوں نے پوچھا۔ روح کی نسبت فرمائیے۔ جیسے قرآن میں ہے۔  
یَسْـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الرُّوۡحِ پھر ان کے جواب میں حکم ہوا۔ قُلِ الرُّوۡحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ  
تو کہ کہ روح میرے رب کے حکم سے بنی ہے۔ یعنی مخلوق جو قدیم نہیں۔ اور لوگوں کو  
بتایا کہ اگر روح پہلے سے موجود ہوتی تو اس سے علم بھی ہوتا۔ لاکن دیکھتے ہو  
وَ اللّٰہُ اَخْرَجَکُمْ مِّنۡ بُطُوۡنِ اُمَّہَاتِکُمْ لَا تَعْلَمُوۡنَ شَیْئًا۔

اسی طرح چند لوگوں نے علماء یہود سے دانیال نبی کی شکل کتاب میں ہے۔ باب کی  
تفسیر یوحنا دیکھو قرآن سیدارہ ۱۶ سورہ کاف رکوع ۲۔ یَسْـَٔلُوۡنَکَ عَنِ ذِیۡ الْقُرۡعٰنِ  
تجسس پوچھتے ہیں ذوالقرنین کو یہ وہی دوسینک کا مینڈھا ہے جسے دانیال نے خواب میں دیکھا

سلسلہ بیان سے، دوسرے وہاں ہوا کہ وہی عورت نہیں ہے۔ اور ہر چیز کو پیدا کیا اور وہی ہر چیز کا جاننے والا۔  
سلسلہ دور اللہ نے کمال لکھو تمہاری ماؤں کے بیٹوں سے تم کچھ نہ جانتے تھے ۱۲

دنیویاں باب ۱۲: نئی عرب نے بتایا۔ دو بینک والے بینڈن بستے دانیال نے خواب میں  
 دیکھا وہ ایک بڑا بادشاہ جو بحر کا تسلط ایک ناس زمین کی مشرق و مغرب میں ہوا  
 پادری صاحبان اسکا نام بقیاد بھی مشہور ہے۔ جو مشرق اور مغرب میں یہ اور ایشیا  
 ایران و فارس کا سٹیج سے پانچ سو پستیش سال پہلے میں مادی قوم کا بادشاہ تھا کسی خاص  
 ملک کی مشرق اور مغرب پر سورج کا نکلنا اور ڈوبنا بتا دینا مقدس کتب ہمدستیق و  
 بید کا خاص محاورہ ہے۔ جیسے دنیاں کی کتاب ۴ باب ۲۲ میں اور ذکر ایہ باب  
 میں لکھا ہے۔ بنو کہ تیری سلطنت زمین کی انتہا تک پونے۔ اور میں اپنے لوگوں کو  
 سورج کے نکلنے کے ملک اور اس کے غروب ہونے کے ملک سے چوڑا لاؤں گا  
 منصف عیسیٰ و مکیو ذکر لکھی الہامی کتاب میں صاف لکھی سورج کے نکلنے اور  
 غروب ہونے کے ملک سے۔ اور قرآن میں اس دربت کی راستی سے کہا ہے  
 ذوالقرنین کو ایسا معلوم ہوا کہ سورج دلدل میں ڈوبتا ہے جہاں فرمایا ہے  
 وَجَدَهَا تَقْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ۔ سید پارہ ۱۶ رکوع ۲۔ سورۃ کہف  
 انصاف تو کرو۔ کونسا کلام قابل اعتراض ہے۔ اب رہی ماجوج کی بات سنو  
 ماجوج حسب باب نہم پیدائش اور پہلی تاریخ کے باب ۵ کے یافت کا بیٹا ہے۔ اور  
 حسب ۳۸ باب خرقیل نہر یورال کی مشرق میں بسا تھا۔ اور ماجوج حسب تاریخ  
 ایام اول ۵ باب۔ اور سلاطین اول کے ۱۵ باب و ۱۶ یوسیل بن رومن کا بیٹا ہے  
 اور اسکی اولاد حسب فصول مذکورہ ممالک ماجوج بن یافت میں بسائی گئی ہیں  
 وہی یورال ندی کے شرقی حصے میں۔ اور حسب خرقیل باب ۳۸ و ۵۵۔ ماجوج  
 لے پایا اور کوڑو بتا جو دلدل کے چشمے میں۔ ۱۲۔

ریشہ اور سبیر پر تسلط ہوئے۔ اونکی نسبت یہ بھی لکھا ہے کہ فارس اور جرمن اونکے  
ساتھ ہوئے۔ اور گوش کی اولاد پر جو جیون کے متصل سبتی ہے اور باب ۳۸ قرین  
مین ہے گو مر کی اولاد یعنی مرو اور ہرات والوں پر اوکا تسلط ہوگا۔ اور اوسے فصل  
سے معلوم ہوتا ہے کابل والے یعنی قبط اوکے ساتھ ہوئے۔ اور مکاشفات باب ۲  
سے معلوم ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج کا زور اطراف ممالک معتقدین خداوند چار یارنی  
عرب پر ہزار سال بھری کے بعد ہوگا۔ اور صاف ظاہر ہے کہ یاجوج والی ریشہ ہرات  
کے قریب پہنچ گیا۔ اور ماجوج جنکے قبائل جرمن اور شمال فرانس نارمنڈ سے اور  
انگلنڈ وغیرہ مین ہین ۹۱۶ء مین مطابق ہزار سال بھری بلاد اسلام پر تسلط ہوئے  
لگے۔ غرض حسب مکاشفات ۲۰ باب ممتاز یاجوج ماجوج وہ مین جو بلاد اسلام پر تسلط  
ہوں۔ اور کیتباد اور ذوالقرنین کی دیوار وہ ہے جو مابین آرمینہ اور آذربایجان  
تمام بارہ در بند اور یورال کی چوٹیوں پر قریب پانسو پینتیس سال قبل مسیح کے  
بنائی گئی۔ اور پونا کے شمال مین جو قلعہ بنا ہے وہ بھی اسی مین ہے۔

اور چونکہ یہ یاجوج ماجوج عیسائی شاخ یازد ہم ہر قل کے مذہب پر مین جسکو  
حسب دانیال باب ۱۰ = حیوان فرمایا ہے۔ اور وہ مسیح کو اپنا مولیٰ خیال کرتے  
ہیں۔ اور اکثر مریم کو مسمو و بناتے ہیں۔ اس واسطے قرآن کتاب ہے۔

أَتَحْسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِنْ دُونِي أَوْلِيَاءَ إِنَّا أَعْتَدْنَا  
لِلْكَافِرِينَ أَكْثَرَ مِمَّا زَكَاةً سَيَّارَةً ۱۶۵۔ رکوع ۲۔ سورۃ کہف۔

اور ان لوگوں کے دنیوی کمالات پر اور انکی ظاہری صنعت پر جیسے۔

لے کہ انکی بھائی کو سیرے بدو کو سیرے مردہ بناوین۔ مینے کا روٹ کے لیے جنم کو مہا نجانہ بنایا ہے۔ ۱۲۔



ر۔ نوٹ کر انت وغیرہ وغیرہ بنائے گئے فرماتا ہے۔

كُلُّ نَفْسٍ كَوْفٍ بِالْاَخْسَرِينَ اَعْمَالًا۔ الَّذِينَ ضَلَّ سَعِيَّهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا  
 هُمْ يَكْسِبُوْنَ اَنْهُمْ يَخْسِرُوْنَ صُنْعًا۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ  
 بِقَدْرٍ شَبَّطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزَنًا۔ سید رکوع ۲ سورۃ  
 اور اسد واسطے ہماری قصص کی کتابوں میں، انکو دراز گوش لکھایا کیونکہ دراز گوش  
 منق کو کہتے ہیں۔ اور آیات میں جو ضروری چیز سے انکی مقلدوں پر ہرگز رسا اور  
 رہی نہیں گویا آیات سے انکی کھوپریوں کو مناسبت ہی نہیں۔ اور جو اسلامی  
 نب میں کثرت اولاد یا جوج کی نسبت لکھا ہے وہ بالکل سچ ہے۔ دیکھو بالیکہ لندن  
 سے ہزاروں باہر نکل جاتے ہیں تب بھی پچیس لاکھ کے قریب ایک شہر میں ہیں  
 منصف عیسائیو غور کرو اور سوچو مصنف قرآن کتنا بڑا عالم ہے اور اسکا حکم کیا  
 شہر پر محیط ہے۔ یہ حکیم محمد حسن صاحب اودھی کی کتابوں میں مفصل ہے۔

اعتراض۔ ظہ میں ہر ضمیری نے بنی اسرائیل کی پرستش کے لیے بچھڑو بنایا۔  
 بیت سے صاف ظاہر ہے ہارون نے بچھڑو بنایا۔ نہ ضمیری نے۔ دیکھو خروج ۳۲۔  
 یحیٰ اب ضمیری کا نام قرآن میں نہیں۔ ثبوت۔ خروج ۳۲ باب ۱۔ کا اصل ترجمہ  
 یہ تفسیر اور اسکی صحت کے سنو۔

(۱) جب قوم نے دیکھا موسیٰ کی معاونت میں ہارے دیر ہوئی تو ہارون  
 نے باس جمع ہو کے کہا ہمارے لیے نضات اور امہ بنا جو ہمارے آگے آگے چلیں  
 زندہ موسیٰ جو ملک مصر سے ہکو چھڑا لایا معلوم نہیں کیا ہوا۔ رشی ربی شلومو سمح کی تفسیر  
 ہے ہم بتاویں کہ کون کس کے اکارت میں وہ لوگ جنکی دود دنیا کی زندگانی میں۔ بتک رہے میں  
 دود لوگ جانتے ہیں کہ خوب بناتے ہیں کام وہی بن جو بنکے ہوئے اپنے ربانی ثبوتوں سے

جب موسیٰ ہار پر پڑے تھے تو پالیس دن کا وعدہ کر کے تھے کہ اس سرے  
میں لوٹوں گا۔ مقصود موسیٰ کا پالیس دن سما کی روزرونگی کے تھا۔ مگر تو  
سبع روزرونگی پالیس دن سمجھا۔ جب اس عرصے میں موسیٰ نے معاودت فرما  
تو قوم سب قریب رہی کیونکہ ان کا مقصود شام کے ملک میں جلد پہنچنا تھا۔ ہوا کی شا  
ائے سر زمین پہنچ رہی تھی اس عرصے میں شمعان نے اسے کہا موسیٰ مر گئے۔  
موسیٰ کی صورت دکھائی کہ فرشتے انھیں آسمان پر لے جاتے ہیں۔ جب قوم  
موسیٰ کے مرنے کا یقین ہوا تو ہارون سے درخواست خلیفہ کی کی۔ لاکن ہار  
کو موسیٰ کے وعدے کی کیفیت معلوم تھی کہ وہ ۱۲۴ ساعت میں پہنچ جائیں گے۔  
اسیے قوم کو دیکھ کر ارادے سے باز رکھنے کے لیے کہا۔

(۲) ہارون نے اسے کہا سونے کے سقے جو تمھاری عورتوں اور لڑکوں  
کا خون میں مین اُسے نکالے میرے پاس لاؤ۔  
تفسیر: ہارون کا مقصود یہ تھا لڑکے اور عورتیں جلد ہی اپنا زیور نہ دینے  
سہیں اس قدر توقف ہوگا کہ موسیٰ بیان پہنچ جائیگے۔

(۳) قوم ہارون سونے کے حلقوں کو جو اونکی عورتوں اور لڑکوں کے کانوں  
تھے اوتار لائی ہارون پاس۔

(۴) تو لے لیا ہارون نے اسے اس کے ہاتھ سے اور بند کیا اسے بھٹی میں  
بنایا۔ اُن لوگوں نے گوسالہ سحر اور کھائی بنی اسرائیل تمھارا مبود ہے۔ جو  
مک صہ سے پھر آیا۔

تفسیر: اول آیت ہر جت لوگ تھے مین ہارون نے رسالہ بنایا۔ (دوسرے

دریاسی) لیکن ۶۰ سالہ تک وہ رہا۔ جمع کا عینہ بہت جسکے متنبایا  
 لہذا قافلہ اسکا ہارون نہیں ہو سکتے۔ سے ہذا اقیاس۔ ۵۰ ہونہ چلے ہو جمع کا  
 لفظ بحر معنی اسکے زمین کہا۔ ان دونوں مفلکوں کا قافلہ ایک ہی ہو۔ وہ سبب  
 جمع ہونے فعل کے حضرت ہارون نہیں ہو سکتے۔

تفسیر رسی۔ جب موسیٰ منہرست چلے تو انجہی قوم انہیں بہت ماحر و منافق  
 بھی ساتھ ہوئے تھے۔ اس واقعے میں جب ہارون نے زیورات کو آکھ میں ال  
 تو سحرہ منافقوں نے وہاں جا کے اپنی سحر سے اسکو گوسالہ بنا کے بنی اسرائیل کو  
 اسکی پرستش کے لیے بکایا۔

(۵) جب ہارون نے دیکھا تو ایک مذبح اپنے سامنے بنایا اور فرما دیا کل خدا  
 کے لیے جمع ہے

تفسیر ہارون کے بھائی حور نے گوسالہ پرستی سے منع کیا تو لوگوں نے  
 اونکو شہید کیا۔ ہارون نے روک کے یہ تدبیر سوچی مذبح بنانے کا حکم دیا مطلب  
 یہ تھا مذبح بنانے میں دیر لگے گی۔ اور کچھ حج میں اتنے میں موسیٰ پہنچ جائیگا۔

(۲۱) پھر موسیٰ نے ہارون سے کہا اس قوم نے تمہارا کیا کیا کہ اسکو ایسے سخت

گناہ میں مبتلا کیا۔ ۲۲۔ ہارون نے کہا آپ ناراض نہ ہوں آپ جانتے ہیں یہ قوم  
 شریر ہے۔ ۲۳۔ ان لوگوں نے مجھے کہا ہمارے لیے قضات مقرر کر دو ہمارے

آگے چلیں۔ وہ مرد موسیٰ جو انکو مصر سے چھڑالایا ہم نہیں جانتے اسے کیا ہوا

۲۴۔ میں نے اسے کہا سونے کے زیور جہاں کرو تو ان لوگوں نے مجھے دیا اور میں

اسے آگ میں ڈالا تو یہ پتھر و نکلا



تفسیر۔ یہ دوسرا مقام ہے جس سے ہارون کا گوسالہ بنانا نکالتے ہیں عام  
اس سے یہ بات نہیں نکلتی۔

(۳۵) اور فنا کیا خدا نے اس جماعت کو اس لیے کہ بنایا اونھوں نے گوسالہ اور سکھ  
جسے ہارون نے آمادہ کیا۔

تفسیر۔ اونھوں نے اس سونے کو جسے ہارون نے آمادہ کیا ضرب دینا کہ  
گوسالہ بنایا تو پھر غضب ہوا۔

یہ ترجمہ مولوی عنایت رسول صاحب چربا کوٹی کا ہے۔ اور مولوی صاحب  
کنا بالکل راست ہے۔ خود کتب مقدسہ اسکی تصدیق کرتی ہیں۔ دیکھو زبور ۱۰۶-۱۹

اونھوں نے عرب میں ایک پھڑا بنایا۔ اور ڈھالی ہوئی سورت کے آگے سجدہ کیا۔  
اور نمبر ۹ باب ۱۸۔ ہاں جب اونھوں نے اپنے لیے ایک ڈھالا ہوا پھڑا بنایا تھا۔ اور

اعمال ۷ باب ۱۴۔ اور اونھوں نے اندون ایک پھڑا بنایا۔ ان تمام مقامات میں  
پھڑو کا بنانا کسی جماعت کی طرف منسوب ہے۔ نہ ہارون کی طرف۔ بلکہ ہارون کو زبور

۱۰۶-۷۱ میں مقدس کہا اور اسکے حاسدون کو زمین میں غرق کیا۔ اور زبور ۱۰۵

۲۶۔ ہارون کو برگزیدہ کہا۔ گنتی ۲۰ باب ۲۴۔ ہارون کی نسبت الزامات کا ذکر ہے

وہاں اس بھاری الزام کا تذکرہ نہیں۔ علاوہ برین۔ خروج ۳۲ باب ۲۴۔ ہارون

فرماتے ہیں نکلا پھڑو۔ یہ نہیں فرماتے میں نے بنایا۔ اور ۳۳-آیت میں خداوند

نے موسیٰ سے کہا۔ جس نے میرا گناہ کیا ہے۔ میں اوسی کو اپنے دفتر سے سیٹ دوں گا

اور خروج ۳۲ باب ۳۵۔ خدا نے پھڑو بنانے کے سبب لوگوں پر مری بھیجی۔

حالانکہ ہارون بچ رہا۔ بلکہ انکی نسل کے لیے کمانت کا عمدہ وہاں پہاڑ پر تجوین ہوا

اور آج تک ہارون کی اولاد کا ہن ہر۔ اس مضمون کا بہت حصہ مولوی مفتی  
فضل رسول صاحب چریا کوٹی کا ہے۔

اعتراض۔ مَن کَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖ اَكْثَرُ اَكْرَهَ وَقَلْبُهُ  
مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ۔ سیپارہ ۱۲ سورۃ نحل۔ رکوع ۱۴۔ سے معلوم ہوتا ہے  
بجہوی جھوٹ بولنا جائز ہے۔

جواب۔ پھر کیا اعتراض ہوا۔ ابراہیم نے بخوف جان اپنی جو رو کو بہن کہا  
پیدائش ۱۲ باب ۱۳ و ۱۹۔ ایسا ہی اسحق نے کیا پیدائش ۲۶ باب ۷ و ۱۱۔ یعقوب  
نے جھوٹ سے ثبوت لی۔ اور جھوٹ میں ایسے کامیاب ہوئے کہ عیسوی اولاد ابہ الا با  
کے لیے غلام بن گئی۔ پیدائش ۲۷ باب ۱۹ و ۲۹۔ داؤد بخوف جان جھوٹ بولے  
۔ سموئیل ۲۰ باب ۶۔ اور یونٹن سے کہا تم نے جھوٹ کہہ دیا۔ اور ۱۔ سموئیل ۱۱ باب  
۲ و ۱۳۔ مجھے بادشاہ نے بھیجا ہے اور کہ تمہارا میرے پاس نہیں۔ اور اپنے  
آپ کو دیوانہ بنا یا۔

بیاک عیسائی کہہ سکتے ہیں داؤد و ابراہیم و یعقوب معاذ اللہ سب کے سب  
خطا کا رستے۔ آلاسن کھین داؤد وہ ہیں جنکے حق میں حسب مقدسہ کتب کے خدا  
کتاب اور داؤد نے کوئی گناہ بجز اور یا والے معاملے کے نہیں کیا۔ اور خداوند کے  
کسی حکم سے موہ نہ ہوڑا۔ اور جب تک جیتار ہا نیکو کار رہا۔ دیکھو ۱۔ سلاطین ۱۵ باب  
یہ وہی داؤد جنکے فعل کی سند پر مسیح نے کھیتوں سے سبت میں کھایا۔ دیکھو متی ۱۲  
باب ۳۔ اور ہمیشہ رضا مندی پر چلا۔ ۱۔ سلاطین ۲ باب ۱۲۔ ابراہیم راستباز اور

سہ تے اللہ کے ساتھ بعد بیان لائے کہ کفر کیا مگر نہیں ہر چیز دستی کی گئی اور اسکا دل بیان سے مطمئن ہے۔

یعقوب وہ جس سے خدا راضی اور اس کے مقابلے میں عیسو پر ناراض ہوا۔ ہسول مبارک  
اور خدا کی روح سے بھر پور تھا۔ قضات ۱۲ باب ۲۴۔ پھر اسی روح القدس کے بھر پور  
نے عشق کیا۔ زنا کیا۔ اور کئی دفعہ جھوٹ بولا۔ قضات ۱۶ باب ۱-۱۵۔ اگر خدا کی روح  
سے بھر پور ایسا کر سکتے ہیں تو انجیل نویسن کی روح سے بھر پور ہونے پر خدا حافظ  
سلیمان خدا کے بیٹے اور مسیح جیسے ہوئے اور کما معاملہ عیسائیوں پر مخفی نہیں۔ ۱۔ سلیمان  
۳ باب ۲۔ و ۱۱ باب ۵۔ پطرس حواری عیسیٰ کا عضو اور کلیسیا پہلا پتھر وہی جس کے ہاتھ  
میں آسمان کی کنجیاں تھیں۔ مسیح کو ملعون کہہ اٹھا۔ بھلا لعن میں تو توجہ ممکن  
بان پتھان سے انکار کر گیا۔ اور بارہ تختوں میں سے ایک تخت کا وارث بنا رہا۔  
منسوب ہونا۔ ۱۔ قرتی۔ ۶۔ باب۔ ۱۵۔ اور پہلا پتھر ہوتا۔ متی ۱۶ باب ۱۸۔ کنجیوں کا مالک  
متی ۱۶ باب ۱۹۔ یہی پطرس پہلے تو یہ جھوٹ بولتا ہے کہ میں مسیح کو نہیں جانتا۔ متی  
۲۶ باب ۷۰۔ پھر قسم کھاتا ہے کہ میں مسیح کو نہیں جانتا۔ متی ۲۶ باب ۷۲۔ پھر مسیح کو ملعون  
کہتا ہے اور ملعون کہہ کر بولتا ہے کہ میں نہیں جانتا۔ متی ۲۶ باب ۷۴۔

حقیقی جواب۔ انسان کی کمزوری کبھی جبر اور اکراہ کے وقت جھوٹ پر مجبور  
کرتی ہے۔ آیت مذکورہ سوال میں یہ لکھا ہے کہ ایسی حالت کے جھوٹ پر کفر کا فتویٰ نہیں  
والا شرک اور جھوٹ کی نسبت قرآن میں جو کچھ موجود ہے اس سے دیکھو۔ لکھا ہے۔  
نَعَمَ اللَّهُ عَلَى الْكَافِرِينَ وَرَقَرَنَ مِنْهُمْ۔  
رَبَّنَا إِنَّا أَمَّا لَكَ لِدَرْجٍ نَدِينُ كَأَيُّ مَصْنُوعٍ بِآيَاتِ اللَّهِ۔ اور حدیث میں ہے۔  
لَا تَشْرِكُ بِاللَّهِ وَإِنْ فَطَعْتَ أَوْ حَرَفْتَ۔

۱۔ جھوٹ وہی لوگ بنائے ہیں جو ابتداء کی آیتوں پر ایمان نہیں دے سکتے۔  
۲۔ اللہ کا شریک نہ بنا، اگرچہ ہو کہ کما جائے یا جہاں جائے۔



اعتراض۔ وَاَنْجَاكَ خَلْقًا مِنْ مِّنْ نَّارِ السَّمُومِ۔ سیپارہ ۱۲ سورہ حجر۔ رکوع ۱۲۔ ۱۳۔ آیت۔ بنے جان کو لوہ کی آگ سے بنایا۔ بھانپا۔ فلسفی کہتے ہیں۔  
جواب۔ یہ سچی بات ہے۔ تمام وہ لوگ جنکے اچھے اعمال نہیں باؤنگے  
اچھے اعمال کم ہیں وہ دوزخ میں جائیں گے۔ دوزخ کی گود میں رہیں گے وہی دنگی  
مان ہو دیکھو قرآن۔

وَمَا مِنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُمَتْهُ هَوِيلٌ وَمَا أَذْرَكَ مَا هِيَ نَارُ  
حَامِيَةٍ۔ سیپارہ ۲۰۔ سورہ قارعہ۔ رکوع ۱۔

بھلا جسکی مان دوزخ کی گرم آگ ہوگی وہ لوہ کی آگ سے نہ بتے ہوں تو پھر کس  
سے نہیں۔ سنو ساریہ شریر شیطان یا شیطان کے فرزند ہیں۔ یوحنا باب ۴۴  
متی ۱۳ باب ۳۹۔ متی ۱۶ باب ۲۳۔ جس طرح شریر شیطان کا فرزند ہے اور عیسائی مسیح  
کے فرزند۔ اسی طرح دوزخ کی آگ شریر کی مان ہو اور وہ لوہ کی آگ سے بنا ہو  
بھلا صاحب جب عام شریروں کی مان ہو یہ دوزخ ٹھہری تو ان اشرار کا شرارتی  
اپ شیطان دشمن آدم لوہن سے کیونکر بنا ہو گا ضرور وہ ہمارا دشمن نار السمو  
سے بنا۔ وہ تو پہلے ہی سمو نار سے بنا تھا۔ اور یہی سچی فلسفی ہے جسکے خلاف  
پر کسی کے پاس کوئی دلیل نہیں۔

اعتراض۔ سورہ بقرہ ۲۳ رکوع ۵۔ طالوت یعنی سادل نے اپنے لشکر کو  
پانی پلا کر آزمایا۔ طالوت کا لشکر کو پانی پر آزمایا۔ عہد عتیق میں مذکور نہیں۔ مان طالوت  
سے ایک سو چوٹن برس پیشتر جدعون قاضی نے اس طرح لشکر کو آزمایا۔ پس دجی

سہ اور جسکی قول کہی ہوئی تو اسکا ٹھکانا گڑھا۔ گڑھا۔ معلوم ہوا کہ وہ کیا کرتا ہے۔ دجی ہوئی ۱۲

نبی عرب نے غلطی کی۔ کتاب قاضی ۷ باب ۴ - ۴ - سموئل -

جواب - عمدتیک میں کسی بات کے مذکور نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ بات  
نفسا لامر میں ہوئی ہی نہیں۔ دیکھو متی - ۱ - باب ۱۳ - ۱۶ - میں چند نام مذکور ہیں اور  
سواند و بابل کے کوئی نام عمدتیک میں موجود نہیں۔ کیا اب انجیل متی یا اورسکا پلا  
باب غلط کہدین -

متی ۲۳ باب ۲۵ میں - باراخیا کے بیٹے ذکر کیا ہے۔ حالانکہ ۲ تا ۲۳  
باب ۲۲ - یوہنا نام لکھا ہے۔ عمدتیک میں یوہنا کے دوسرے نام کے سکوت سے  
کیا ہم انجیل کو غلط کہدین -

یودا کے خط ۹ - آیت میں ہے - میکائیل نے شیطان سے تکرار کر کے موسیٰ کی  
لاش کو بابت بحث کی - عبرانی - ۱ - باب ۶ - پوٹے کے لیے فرشتوں کو سچے حکم  
اول ترمطاؤس ۳ باب ۶ - غرور کر کے شیطان کا عذاب میں مبتلا ہونا - یہ تین  
توریت و عہد میں نہیں - تو کیا ان کے مذکور نہ ہونے سے عہد جدید کے روح القدس  
کی لکھائی کتاب میں غلط ہیں - میں کہتا ہوں ایسا نہواہیے مگر کتاب سموئل میں ساول  
کے آزمانے کا ذکر نہیں کیا تو کیا حرج - سموئل کی کتاب انکار بھی نہیں کرتی - جوعون  
قاضی نے اگر اپنے لشکر کو پانی پر آزمایا - جیسا ۷ باب قاضی میں ہے تو کیا اس سے  
لازم آتا ہے کہ ساول نے اپنے لشکر کو پانی پر نہیں آزمایا - سوچو مردے کو ایلیا  
نے زندہ کیا - ۱ - سلاطین ۷ باب ۲۰ - الیسع نے زندہ کیا - ۲ - سلاطین ۴ باب  
۲۲ - تو اب کیا بھوکھا رہے ہیں کہ دین انجیل میں مسیح کا مردہ زندہ کرنے کا قصہ  
غلط ہے - کیونکہ مسیح سے پہلے ایلیا اور الیسع نے مردے کو زندہ کیا ہے - انجیل نویسوں

نے غلطی سے ایلیا اور الیس کا نقشہ مسیح کے ساتھ لکھ دیا تھا۔ اگر کوئی جلد دیکھتا اور الیس  
 نے زندہ کیا وہ اور تھے اور مسیح نے جنکو زندہ کیا وہ اور تو یہاں بھی ہم کہتے ہیں جنکو  
 جہنم کے آرمایا وہ اور تھے اور جس لشکر کو ساول نے آزمایا وہ اور تھا جس  
 نہر پر جہنم کے لشکریوں کو آزمایا وہ اور تھی اور جس نہر پر ساول نے آزمایا وہ اور تھی  
 یہاں اگر یہ بات ثابت ہو جاوے کہ یہاں ساول اور جالوت فلسطی کی لڑائی  
 ہوئی وہاں نہر نہ تھی تو البتہ قرآن پر شبہ ہو سکتا ہے مگر وہاں مذہبی موجود تھی کیونکہ  
 فلسطینی سو کوہ غریقاہ افس ویم میں جمع تھے اور بنی اسرائیل وادی ایلہ  
 میں۔ اور دونوں کے درمیان دریائے شوق واقع تھا فلسطی دریا کے جنوبی اور  
 بنی اسرائیل دریا کے شمالی کنارے پر تھے۔ بنی اسرائیل نے دریائے عدر کر کے  
 حملہ کیا۔ اور ہمیشہ سپہ سالار ایسے طریقوں سے انتخاب کیا کرتے ہیں  
 اٹھارہ عیسوی میں لکھا ہوا قاضیوں کی کتاب دوسرے سموئیل سے پہلے تصنیف  
 ہوئی نہ پہلے سموئیل سے پہلے دیکھو اٹھارہ عیسوی صفحہ ۱۸۰۔ پس کیا تعجب ہے  
 طالوت کا قصہ جہنم کے قصے سے کتاب قاضی میں گڈ بڈ ہو گیا۔  
 کتاب سموئیل کے واقعات نہ تو ترتیب سے ہیں اور نہ یہ بات ہے کہ طالوت کا کوئی  
 واقعہ سموئیل سے فرو گذاشت نہیں ہوا۔ کیونکہ سموئیل ۱۶ باب ۲۱ و ۲۲ میں ہے  
 طالوت نے داؤد کو اپنے باپ سے بلا کر سلحہ برداروں میں رکھا اور داؤد سے دو  
 تھا۔ اور ۱۶ باب ۲۱-۲۹ میں ہے داؤد نے جالوت سے لڑنے کا ارادہ کیا تو خاتون  
 نے اپنا ذرہ بکتر دیا۔ مگر سموئیل ۱۷ باب ۵۵ میں ہے جب داؤد لڑنے کو بڑھا  
 تو ساول نے لشکر کے سردار سے پوچھا یہ جوان کونسا بیٹا ہے جب داؤد سرکاٹ کر



ہا یا تو ساول نے پوچھا یہ لڑکا کس کا بیٹا ہے۔

اس تعارف اور عدم تعارف سے حیران ہو کر عیسائی مؤرخ کہتے ہیں۔ ۱۔ سموئیل  
مین قصداً لٹ پلٹ گیا ہے۔ مگر اس عذر پر بھی کچھ نہیں بتا کیونکہ ۱۲ باب میں  
بدرابطہ لوازولن مین ساول سے ملاقات کرنا پایا جاتا ہے۔

مقدمین عیسائی کہتے ہیں۔ ۱۔ سموئیل ۷ باب آیت ۱۲۔ ۳۱۔ اور ۵۵۔ ۵۸۔ ۵۹۔  
صحیح نہیں۔ ایسے سیٹواجنٹ کے قلمی نسخے اور کیشن مین یہ آیتیں نہیں۔ ۱۲ باب ۱۸۔ ۲۱  
اور ۷ باب ۳۳۔ ۴۰ کے مطابق نمونے سے بعض ۷ باب کو اکافی کہتے ہیں۔  
صاحب اظہار عیسوی جہتیسوین فساد کے جواب مین کہتے ہیں۔ بعض جاواقعات کا بیان  
تاریخ دار نہیں اور آگے پیچھے لکھا گیا ہے صفحہ ۲۴۶۔

ایک اور نیا جواب۔ نہر بکرت ہانا تھا آرام اور وسعت کو کہتے ہیں۔ پس  
یہ ہوئے ساول نے کما خداتکو آرام دیا۔ اور کھانے پینے کو خشیدگا۔ تم زیادتی کرنا  
بقدر ضرورت لے لینا۔ شرب اور کعم کا لفظ وسیع ہے۔ مگر لوگ لوٹ پر ٹوٹ  
پڑے اور گناہ کیا۔ اور اس کے بیٹے نے بھی کچھ کھایا۔ اور قوم نے اسے سزا  
نہونے دیا۔ دیکھو۔ ۱۔ سموئیل ۱۲ باب ۲۴۔ ۳۶۔

پھر نہر کے معنی نذی کے ہی لیتے ہیں

مگر قرآن مین یہ قول ساول کا مندرج ہے اور وہ عبری بولنے والا آدمی ہے  
اور عبری محاورے مین نہر کا لفظ قابل غور ہے۔ خروج ۳ باب ۸۔ دودہ اور شہد  
موج مارنا ہر گنتی ۱۶ باب ۱۳۔ تو ہمیں اس زمین سے حسین دودہ اور شہد بتا  
نکال لایا۔ گنتی ۱۳ باب ۲۴۔ جہاں تو نے بھیجا وہاں سچ پک دودہ اور شہد بتا ہے۔

ب دیکھو اسموئیل ہم اب باب ۲۴ ساروں نے لوگوں کو گھاسنے پر قسم اور لعنت دی  
 سب لوگ بن مین پونچے اور وہاں شہد تھا وہی جو مین مارتا بتایا گیا، یونین  
 ساول کے بیٹے نے عصا کی نوک سے پتہ کو چسپا۔ در ہاتھ مین نے کے منہ مین  
 ڈالا۔ اور بنی اسرائیل یونین کے باب در پونے۔ (گویا سب نے پایا)

ایک اور نیا جواب ہاوت ہر ایسے آدمی کو کہتے ہیں جو میدان میں آگیا  
 نکلے رٹے قرآن مین دو جاوے توں کہ ذکر ہے یک وہ جسکی لڑائی ہاوت سے  
 ہوئی۔ اور ایک ہاوت وہ باب افراتے مارا قرآن پر غور کرو۔

وَلَمَّا رَزَّوْا لِحَاوُتَ وَجُودِهِ وَوَارَبْنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَتَبَّتْ اَفْرَا  
 كُوَانُصْرُنَا كَالْقَوْمِ الْكَافِرِينَ فَهَزَمُوهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ - سیپارہ ۲ - سورہ  
 بقرہ - رکوع ۲۳ -

یمان وقف لکھا ہے اور اس بات کا اشارہ ہے کہ قصہ تمام ہوا۔ اور آگے اور  
 قصہ شروع کیا۔ وَقَتْلَكَ وَذُجَالُوتَ عربی مین غائباً جب نکرے کا اعادہ ہوتا  
 ہے تو وہ پلا مراد نہیں ہوتا۔

اسلامی تعلیم پر جو اعتراض ہوئے ہیں ان کے جوابات غائباً اس کتاب مین  
 دیئے ہیں۔ صرف بہشتی نعمتوں کی نسبت کچھ ذکر نہیں کیا۔ اب اس وقت اپر سرری  
 نظر کرتا ہوں۔ ناظرین غور سے دیکھیں۔

عیسائی صاحبان! تمہارا اعتقاد ہے۔ حضرت مسیح اصل مین خدا تھے۔  
 سیواسے اونکو خدا کا بیٹا کہتے ہو۔ قدوس خدا نے جسکو کھانے پینے کی کچھ بھی

نہ دیا۔ وہی کونکے واسطے ہاوت اور اسکے شہد کے وہی کہنے لگے۔ جو یہ مالک ڈال ہم لوگوں  
 پر اور محمدؐ کا قدس کو اور فتح دے جسکو فزاعی قوم پر ہیں۔ یہ من لوگوں ہاوت کو اور انکو شکر و تحمید ہے

ضرورت نہ تھی۔ جب جسم سے تعلق پیدا کیا اور مجسم ہوا اور ابن اللہ کہلایا تو دنیا میں بلحاظ جسم وہ کھاؤ پویشی تھا۔

بہلا جب ہم عام انسان قیامت کے روز مجسم ہونگے جیسے تمہارا بھی اعتقاد ہے تو ہکو جسمانی نعمتوں سے کیوں محرومی ہوگی۔ کیا ہم خدا سے زیادہ ہونگے۔ تم کہتے ہو قرآن نے جسمانی ترغیبیں دین۔ مین کہتا ہوں کتب مقدسہ تورات وانجیل اسل مرین قرآن کی تصدیق کرتی ہیں۔ دیکھو مقابلہ۔

قرآن	تولید و انجیل
<p>جَنَّةٌ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ سیدارہ ۲۵۸ رکوع ۲۹۶ - سورۃ حدیدہ - حَتَّىٰ جَنَّتْ أَيْ وَوَعْدَ الْمُتَّقِينَ فِيهَا أَنْهَارٌ مِنْ مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِنْ لَبَنٍ لَوْنُهُ يَتَغَيَّرُ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِنْ خَمْرٍ كَلْبَشَارِينَ وَأَنْهَارٌ مِنْ عَسَلٍ مُصَفًّى وَلَهُمْ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ مِنْ رَبِّهِمْ سورۃ محمد سیدارہ ۲۶ رکوع ۲۶ - وَلَهُمْ فِيهَا مَأْشَقَتُهُمْ الْأَنْفُسُ تَلْبَسُ الْأَعْيُنُ سیدارہ ۲۲ رکوع ۲۶ - سورۃ زخرف -</p>	<p>خدا نازل ہوا بصیر ہونگے ہاتھ سے چھوڑا کر اچھی وسیع زمین میں جہان دودہ اور شہد موج اتارے فروج ۲ باب ۸ - اور بہت جسمانی منافع کا ذکر استثناء باب ۱ اور ۶ باب ۳ میں ہے خدا کے احکام پر مفاہلت کر تو کہ مجھے ایسی میں جہان پانی کی نہرین اور شہے اور جیلین پادشہ نکلتی میں جہان گیتوں جو انگور انجیر انا تیل شہ ہوتا ہے اور تونہ کسی پیر کا محتاج ہوگا۔ استثناء باب ۱ تو سے انسان و رخدا خوش - قاضی ۹ باب ۱۲ - انگور سے خالص سرخ شیرا پیا۔ استثناء ۳ باب ۱۲ -</p>

سے بہت جلی چڑائی آسمان و زمین کے برابر ہے ۱۲ - سہ سات اوس بہت کی جو تونہ والوں سے دودہ  
کیا گیا عود میں نہرین میں اوس پانی کی جو زمین وستی میں اور نہرین میں اوس دودہ کی جہان نہرین میں  
کی زمین عوامی و النور اور نہرین میں صاف کیے ہوئے شہ کی اور اوس میں ہر قسم کا پھل ہر اور نہرین میں ہر اور نہرین میں ۱۲



ق ر ن فوجیت وایجیل

حَمْدُهُ نَزَلَتْ فِي صَدَقَاتِهِ  
وَأَوْشَا الْأَرْضِ نَبِيُّ بَنِي  
سَاءَ فَعَمَّ جَزَاءُ الْعَمَلِينَ سِيَّارَهُ

۲۴ رکوع ۵ سورۃ زمر

۱۶ باب ۲۰ و ۲۱ باب ۱۸

خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَوَاتُ  
وَالْأَرْضُ سِيَّارَهُ ۱۲ رکوع ۵

سورۃ ہود

اس سرزمین میں بہت دن

وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غَلِيٍّ

ترجمہ حکون پہل کرنے تو بہت سائیش ہو ملکہ اور

سِيَّارَهُ ۴ رکوع ۴ سورۃ حجر

تھاری زمین پر گرے تلواریں اہل ۱۲ باب

أَدْخَلُوهُمْ سَكْرًا سِيَّارَهُ

تیسرے حکون کی محافطت کرنا اور انہیں

۱۴ سورۃ حجر رکوع ۶

عمل کرنا کہ تم زمین پر صحیح و سالم رہو گے

كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ

زمین تمہارے پہلے دے کی اور تم

فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ سورۃ حاقہ

پیش بھر کے کھاؤ گے اور اوپر سلامت

سِيَّارَهُ ۲۹

رہا کرو گے۔ اہل ۲۵ باب

سے سہ سرفروشی کو خریدنے سے پہلے کو سچا اور حقیقی ہونے کی برکت میں دیکھو اور عمل کرنے و توفیق

سے ہمیشہ دے والے اور عین عیب ملک آسمان و زمین میں ۱۲

سے اور نکال دینے جو کچھ دے کے میں تھکے ۱۲

سے جاؤ اور دے کے اندر امن و امان سے ۱۲

سے کھاؤ بوجھ میں سبب دے کہ تم کر چکے گئے دنوں میں ۲

مُتَكِلِينَ عَلَى سُرْمِ مَصْفُوفَةٍ وَ  
رَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ عِينٍ - سورۃ طور  
سیپارہ ۲۷ - رکوع ۲۶ -

مسیح شاگردوں کو فرماتے ہیں۔ نبی  
بادشاہت میں تم بھی بارہ تختوں پر بیٹھو  
گے اور نبی اسرائیل کی عدالت کرو گے۔  
ہر ایک جس نے گھروں یا بیانیوں  
یا مان باپ یا جورو یا لڑکوں یا کھیتوں کو  
میرے نام کے لیے چھوڑ دیا ہے سونا  
پاویگا۔ اور حیات ابدی کا وارث ہوگا۔  
پر بہت سے جو پچھلے ہو گئے ہیں ہو گئے۔  
اور پہلے پچھلے۔ متی ۱۹ باب ۲۸ و ۲۹ -

یاد رہے یہ بات اس وقت فرمائی  
جب شاگردوں نے طمع ظاہر کی۔  
شیرہ انگور پینے کا وعدہ مسیح نے بہت  
میں فرمایا۔ متی ۲۶ باب ۲۹ -

ایک دولتمند نے دوزخ میں سے  
ابراہیم کو کہا تعز کو بھیج کہ اونگلی کو پانی  
سے تر کر کے میری زبان کو ٹھنڈا کرے  
لوقا ۱۶ - باب ۲۲ -





اور پانی اور شراب اور نفیس زمین ضرور ملے گی۔

عیسائی صاحبان !۔ قرآن کریم میں جن نہروں کا ذکر ہے وہ وہی غیر فانی اور دائمی اور حقیقی کنعان کی نعمتیں ہیں۔ جسے بہشت کہتے ہیں۔ اگر کتب مقدسہ میں اور مسیح کے کلام میں انکی کوئی تاویل (تاویل کے معنی کچھ ہی لو) ہے وہی تاویل قرآن میں کیوں نہیں کی جاتی۔

آنکشاف کرو اسلام پر اعتراض کرتے ہو۔ اسلام جہانی لہذا مذکی طمع دیتا ہے سوچو تو سہی کتب مقدسہ میں کس قدر طمع دی گئی ہے اور صاف واضح ہوتا ہے کہ کتب مقدسہ کا طمع دینا صرف جہانی ہی تھا۔ کیونکہ یہود جو توریت کے اصل مخاطب ہیں انکے بیان تو قیامت کے وجود ہی میں اختلاف تھا۔

آنکشاف کرو جب قیامت میں جسم بھی لوگوں کو عطا ہوگا۔ تو یہ گول مول شہوائی کیا اور سوقت بے وجہ ہوگا۔ یا اسکا کوئی فائدہ بھی ہوگا۔

انسان دو اجزاء سے مرکب ہے۔ ایک روح۔ دوسرا جسم۔ روح کی غذا روحانی ہے اور جسم کی غذا جسمانی۔

اور سنو۔ ایوب ۲۰ باب ۱۵۔ شریر بالشتیاسانپ کا زہر چوسے گا۔ اور افسی کی جلیبہ اسے مار ڈالے گی۔ وہ نالوں اور دریاؤں اور کھن اور شہد کی نہروں کو دیکھنے بھی نہ پائے گا۔ انتہی۔

ایوب کی کتاب پر غور کرو۔ مسیح کی اوس دلیل سے جو انھوں نے اثبات قیامت میں بیان فرمائی ہے۔ اوس سے بھی کس قدر قوی دلیل اثبات انہار و نعمات جنت پر سامنے بیان کی ہے۔



تیسری تحریر کے ناظرین میں اگر کوئی خیال کرے۔ قرآن کریم میں جن حوروں  
اور جو روؤں کا ذکر ہے انکی صفات میں گواہی آفرماتا۔ اور لَوْ لَطَمْنَاهُمْ بِكُلِّ كَفٍّ  
واردی۔ پس روحانی حورین کیسے مراد ہوگی۔  
نوجوان عورتیں ایک ہزار ۱۱۲ اور بچہ ۱۱۱ اور کچھ بچے اور بچیاں ۱۱

اول ہم کہتے ہیں پھر کیا صحیح ہے۔ ہم تو کہتے ہیں یہ حورین جہانی حورین ہیں۔ اور  
ستی ۱۹ باب ۲۸ میں صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ کو بہ نسبت عیسائیوں کے زیادہ طینگی کیونکہ  
پہلے پہلے ہونگے اور پہلے پھیلے۔ دوم۔ اتنے ہی اشارے سے صرف سمیت حوران  
بہشتی کی ہرگز ثابت نہیں ہوتی۔

غور کرو اور خرقیل ۱۶ باب تمام و کمال پڑھو۔ تمام نہیں تو صرف پچاس آیت تک  
ہی سہی۔ خدایہ و شلم کو کتا ہر تیرے باپ اموری اور تیری ماں تھی۔ تیری ماں  
نہ کٹی تو نہ نہلائی گئی تب پھر نک نہ ملا گیا۔ میں نے تجھے پالا۔ تیری دونوں جھانپان  
طرحدار ہوئیں۔ تیرا وقت تھا کہ جبین عشق پیدا ہو تجھے غسل دیا روغن ملائے دار کپڑے  
پہنائے۔ تیری ناک میں نتھ تیرے کانوں میں البان پٹائیں۔ ہمیں میدہ چکنائی  
شہد تجھے کھلایا۔ پھر تو زنا کار ہوئی تو نے کبھی خانہ بنایا۔ تو نے بڑے جسم و اکھر  
سے زنا کیا وغیرہ وغیرہ۔ پر تو سیر نہوئی۔ تو نے شرک کے سرے پر کبھی خانہ بنایا۔  
سارے کسبیوں کو خرچی دیتے ہیں پر تو اپنے دھکڑوں کو ہدیہ دیتی ہو۔ اوزانیہ سن  
تیرے بارون کو تیرا مخالف بناؤں گا۔ وہ تجھے ننگی کر کے چھوڑینگے۔ تجھے سنگسار  
اور ٹکڑے کریں گے۔ لوگ کہیں گے جیسے ماں ویسے بیٹی۔

نہایت مختصر طور پر میں نے چند فقرے نقل کیے ہیں ذرا انہیں غور کرو ویر و شلم  
کی نسبت کواعب آتراب وغیرہ الفاظ کس طرح موجود ہیں۔ مکاشفات میں سنئے۔



یہ وسلم کو یوحنا نے درلھن کے مانند دیکھا ہے۔ مکاشفات یوحنا ۲ باب ۲۔

سوال۔ اَعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ۔ کہ کراہل بدر کو بڑی دلیری دی۔

جواب۔ ایسا دلیری دینا تو کتب مقدسہ کا علی العموم معمول ہے۔ پھر سچی مقدس

انجیل نبی عرب کا کلام ایسی انجیل نہ بنے۔ اپنے الہامی اور روح القدس کے لکھائے کلام کو دیکھو

خدا نے بھی مسیح کے لیے تمہیں بخشا ہے۔ نامہ افسی ۴ باب ۲۲۔ اوسنے تمہارے

سب گناہ بخش دیے۔ قلسی ۱ باب ۱۳۔ ۱۴۔ ہکو جو گناہوں کے سبب مردہ تھے مسیح کے

ساتھ جلایا۔ تم فضل سے بچ گئے۔ افسی ۲ باب ۵ و ۱۔ باب ۶۔ و ۲ باب قلسی ۱۔ باب ۲۔

ہمیں فضل سے ہمیشہ کی تسلی اور امید آئی۔ ۲ تسلینتی ۲ باب ۱۶ میرے لیے رستہ بازی

کا تاج و مہر ہے۔ ۲ تپاؤس ۴ باب ۷۔ پاکوں کے لیے سب کچھ پاک ہے۔ طیس ۱ باب ۱۵۔

اب سب عیسائی جو حرام و حلال میں امتیاز نہیں کرتے اور توریت کے احکام ملت

حرمت کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ اسی طیس کے ۱۔ باب ۵ کے عامل ہیں۔ اور کیوں

نون بکے بدلے ایک ملعون ہو گیا۔ اور سارے پاک اور بے ڈر ہو گئے۔ ۱۰ باب ۱۶ و ۱۷

نامہ عبرانی۔ پیرا ۱۰ بجائیو یہ تمہیں معلوم ہو جاوے کہ اسی کے ویسے تم کو گناہوں کی معافی کی

خبر دیجاتی ہے۔ بلکہ اسی سے ہر ایک جو ایمان لاتا ہے۔ ۱۲ باب ۱۔ اعمال ۳۸۔ جنکے گناہوں کو

تم بخشو اور انکے گناہ بخشے جاتے ہیں جنہیں تم نہ بخشو گے نہ بخشے جائیگے۔ یوحنا ۲۰ باب ۲۳

جہاں حواریوں کو گناہ بخشنے کی اجازت ہو وہاں خدا کو سچے عیسائیوں اہل اسلام اور

ادنیٰ اہل بدر کے گناہ بخشے کیا مشکل ہے۔ بعینہ یہی مضمون یوحنا ۱۳ باب ۱۰ میں ہے۔ تمام

حواریوں کو سوا یہود اس کے کہا تم پاک ہو۔ اور یوحنا کا پہلا خط ۴ باب ۷ میں ہے

اوسے محبت ہم میں کامل ہوتی ہے کہ ہم عدالت کے دن ڈر میں جو ڈرنا ہی محبت میں کامل نہیں۔ نصرت



# اعلان

اس کتاب مستطاب فصل الخطاب  
کا حصہ اول جناب مصنف صاحب کی فرمائش سے  
مطبع مجتہائی دہلی میں بصرف زر کثیر چھپ کر تمام ہوا اور حق مالیف  
اسکا مطبع ہذا میں محفوظ ہے پس لازم ہے کہ کوئی صاحب بد و ن ا جائز  
جناب مصنف صاحب کے اس کتاب کو نہ چھاپیں ورنہ بار کتاب  
جرم حق تلفی حفظ کتاب کے تاخوذ ہو کر نقصان او ٹھانیگے  
لہذا اطلانا یہ اعلان آخر کتاب میں درج کیا گیا۔

محمد عبدالاحد وکیل الک مطبع مجتہائی قحوی  
واقع شہر دہلی